قومی ریاست

ادوار تاریخ پاک وہند

۱۔روایت کی کوئی سند نہیں ہے سوائے مؤلف کتاب۔

۲۔چند راویوں کا ذکر ہے لیکن آخر میں رسول اللہ تک پہنچا موضوع کیسے۔

۳۔مؤلف نے ایک معتبر راوی سے نقل کیا ہے لیکن اس معتبر راوی نے آگے سے کسی غیر متعلقہ سے لیا ہے۔

۴۔سلسلہ روایات ابن عباس مسلمان عمار یاسر کا ذکر ہے لیکن انہوں نے رسول اللہ سے نہیں لی بلکہ روایت عمر سے روایت سنی ہے حضرت علی سے مروی ہے لیکن علی سے نقل کرنے والی مجہول یا معلوم الف د

۶۔روایت اگر متواتر ہوں تو سند کی ضرورت ختم ہوتی ہے۔

۷۔روایت سند کے حوالے صحیح ہے لیکن قرآن سے متصادم ہے۔

چونکہ یہاں ایک طویل عرصہ مسلمانوں کی حکمرانی رہی ہے۔ہمیں اس پر فخر و ناز ہے۔اس لئے ہم قدامت و وسعت ومساحت اور کثیر جمعیت پر اسلام کی عظمت کو ترجیح دیتے ہیں پھر ان میں سے کس نے اپنے نظریہ اسلام سے عدول کیا اور کون اس پر قائم رہا، ہمارے پاس اس واقعے کے بارے میں جو کچھ مصادر موجود ہیں وہ اپنی قلت اور تکرار کے ساتھ یک طرفہ بھی ہیں جن میں اس تقسیم کے بعد حکومت سنبھالنے والوں کی جدوجہد کو اسلام و مسلمین سے محبت اور لگاؤ سے تفسیر کرنے لگے ہیں اس کے برعکس فہم وفراست رکھنے والوں کے پاس اس تفسیر کو رد کرنے کیلئے کوئی واضح ماخذ نہیں تھے یا پیش کرنے پر پابندی تھی اس وجہ سے ہی یہ تاریخ اپنی جگہ ادھوری اور ناقص نظر آتی ہے۔

شِبہِ قارہ ہند میں طلوع اسلام:۔

یعنی یہاں آفتاب اسلام کب اور کس اُفق سے طلوع ہوا اس سوال کا جواب تلاش وپیش کرنے سے پہلے ایک تمہید کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے اس لیے کہ تمام حوادث اور واقعات کو عامل واحد کی

طرف نسبت دینا مغربی ملحدین کا وتیرہ چلا آرہا ہے کوئی علم کو تو کوئی اقتصاد کو کوئی جنسیات کو کوتو کوئی تو ہما ت کو ایک عامل وسبب کے طور پر پیش کرتا ہے اس ہی فکر کو انہوں نے اسلام میں بھی رواج دینے کی کوشش کی ہے جیسے کوئی کہتا ہے اسلام خدیجہ کے مال سے پھیلا ہے اور کوئی کہتا ہے ضربت علی وسجدہ شبیری سے کوئی کہتا ہے صرف اخلاق رسول ﷺ سے پھیلا ہے۔کوئی جہاد کو عامل واحد کے طور پر پیش کرتا ہے یہ تفسیریں اپنی جگہ انحرافی ہونے کے علاوہ انتہائی ناانصافی پر مبنی ہیں بلکہ اسلام یہاں ان عوامل سے پھیلا ہے جو سرزمین حجاز،شام،مصر،ایران میں کارفرما تھے گو کہ ہر جگہ مختلف عوامل کار فرما تھے۔

۱۔مثلاً خود فرسودہ بوسیدہ منتشر پسا ہوا طبقاتی نظام اپنی جگہ کسی صالح نظام بے لوث اور پاک باز حاکم کی طرف غیر شعوری طور پر مرکود ہوتا ہے خود سرزمین مکہ مدینہ شام ایران اور مصر کے مظلوم ومقہور مفلوج ومغلوک الحال لوگ ایک حاکم ونظام صالح کی طرف متوجہ تھے یہاں ہندوستان میں ان علاقوں سے بھی بدتر صورت حال تھی براھمہ کا طبقاتی نظامِ استحصالی،مبداء ومعاد کی غیر واضح صورت حال ایک نئے نظام صالح ومستحکم کی خواہش رکھتے تھے۔

۲۔نیا آئین کس حد تک عقل ومنطق اور استدلال سے مقرون ومسلح ہے۔چنانچہ اسلام کے اصول وفروع جو کہ مستحکم اصولوں پر مبنی ہیں۔ حقیقیت میں فروغ اسلام کا سبب بنے۔

۳۔مکہ میں پرانے دین سے تنگ افراد نے برات کا اعلان کیا تھا۔لیکن صلاحیت واہلیت کے فقدان کی وجہ سے کوئی واضح راستہ اختیار نہ کر سکے اور کوئی راستہ ہی میں مر گیا ۔لیکن ذات محمد ﷺ بچپنے سے ہی تمام آلودگیوں سے پاک ومنزہ ہستی تھی آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ اپنی جگہ کارفرما تھے لیکن اخلاق مسیحی وصوفی نہیں بلکہ آپ مرمجاہد بھی تھے شخصیت محمد ﷺ اور جہاد مہاجرین وانصار اپنی جگہ اہل حجاز اہل شام ومصر وایران کیلئے نئے چہرہ کی صورت میں تھے یہاں ہندوستان میں بھی ایسا ہی ہے تاجر بھی یہاں حسب سابق آتے رہے انہوں نے بھی اپنے وطن میں اسلام کی آمد کا بتایا ہو گا لیکن مجاہدین

اسلام جنہوں نے علاقے کے برسرِ اقتدار فرعون کو جہاد سے ہی ختم کیا ہے۔ دنیا میں کہیں بھی ایسی کوئی جگہ وعلاقہ نہیں جہاں تاجروں اور سیاحوں کے پیغام پر پورے علاقہ نے اسلام قبول کیا ہو۔ اگر علاقے والے تیار ہو بھی جاہیں تو علاقے میں برسر اقتدار ایسا نہیں ہونے دیتے جہاد اسلام میں عوام سے نہیں ہوتا۔ بلکہ فرعونیت صفت انسانوں کے خلاف ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ یہاں ہندوستان میں اسلام جہاد کے ذریعے پھیلا ہے۔ یہاں اسلام کا ان معمولی شخصیات سے پھیلنا خود علاقے کی وسعت ومسافت کے حوالے سے بھی درست نہیں۔ یہ جو کہتے ہیں یہاں اسلام صوفیوں کے ذریعے پھیلا ہے ان کا یہ کہنا درست ہے کیونکہ صوفیوں نے راجوں نوابوں ارباب اقتدار کو مشرکین کی محمد ﷺ کو کی گئی پیشکش والے فارمولے کے تحت دعوت دی تھی یہی چیز یہاں اسلام روکنے کا سبب بنی ہے۔

شبہ قارہ ہند کا محل وقوع۔

سرزمین ہند ایک وسیع وعریض جزیرہ ہے جو جنوب قارہ ایشیا میں واقع ہے۔ تین دریاؤں خلیج بنگال شرق سے، بحیرۂ عرب غرب سے اور جنوب میں بحر ہند۔ چنانچہ ہند تین اطراف سے سمندری محاصرے میں ہے۔ جس کی وجہ سے اسے شبہ قارہ کہتے ہیں۔ اس کی مساحت ۳۶۰۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے ہند دیگر ایشیائی ملکوں سے بلند وبالا پہاڑوں کی وجہ سے کٹا ہوا ہے اس کے شمال میں کوہ ہمالیہ جو چین کے درمیان واقع ہے یہ دنیا میں سب سے بڑا اونچا پہاڑ ہے جس کی اونچائی ۸۸۸۸ میٹر ہے دوسرا کوہ قراقرم ہے جو کشمیر کی طرف ہے تیسرا کوہ سلمان ہے جو کہ افغانستان کی طرف ہے۔

(ہند ایک وسیع وعریض علاقہ ہے جو ایشیا میں محیط ہندی کے شمال میں واقع ہے اس کے جنوب میں چین وافغانستان ہیں سندھ وہند عربوں کے نزدیک دو مختلف اقلیم ہیں جو عرب کے مشرق میں واقع ہے سندھ کے ایک طرف ہند ہے کرمان، سجستان اس کے بعد ہندوستان ہے مشرق کی طرف سندھ میں قلعات، قندھار، مکران خضدار بوقان قندائل دیبل کراچی ساندری ملتان گجرات وغیرہ شامل ہیں سند

ھ قدیم زمانہ میں ایک صنعت نسجی سے معروف ہے جو مسندہ سندیہ مسنوع سنجی کے نام سے شہر معروف ہوا ہے ہندسندھ کے مقابل میں ہے۔)

[دائرۃ المعارف اسلامی شیعی ج ۱۱ ص ۱۹] کلمہ ہندوستان کی اصل مدرک و ماخذ کے بارے میں صاحب کتاب فصول فی الادیان الہند میں لکھتے ہیں کلمہ ہند کی اصل سندھ ہے اہل فارس اور یونان اس کے سواحل سمندر سے گزرتے تھے تو وہ کلمہ سین کی جگہ 'ہا' ھ ستعمال کرتے تھے وہ کہتے تھے ہند اور کلمہ استھان جس کے معنی المقر قیام گاہ ہے کلمہ استھان ثقیل ہونے کی وجہ سے ھاء کو حذف کر کے استان کہتے ہیں ہند اور استان کو ملا کر ہندوستان بنایا ہے یعنی ہندوؤں کا وطن یا قیام گاہ۔

ہند میں اسلام کی آمد:۔

ہندوستان دنیا کے نقشے پر امریکا جیسا نہیں تھا جو بہت دیر کے بعد کشف ہوا ہو بلکہ ہند روم وفارس کے بعد اس وقت تیسرا خطہ تھا جو کہ میلا دمسیح سے پہلے مشہور و معروف تھا اہلِ عرب اسلام آنے سے پہلے ہی ہندوستان کی موقعیت سے واقف تھے تجار اور سیاحوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ عرب یہاں کی بت پرستی اور طبقات کی محرومی و مظلومیت سے واقف و آگاہ تھے جب جزیرہ عرب میں اسلام کا سورج طلوع ہوا حکومت اسلامی کے استقرار کے بعد نبیؐ کی رحلت ہوئی تو خلفاء نے اس وقت کی دو بڑی طاقتوں روم وفارس کو دعوت دی اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا کہ وہ اس خطہ ہندوستان کو نظرانداز کریں چنانچہ خلیفہ دوم نے اپنے بحرین وعمان میں مقیم والی کو یہ حکم دیا کہ اس کی طرف رُخ کریں۔

ہند کے رہنے والوں کے عقائد نحیف اور خریف ترین عقائد تھے جس میں عوام الناس سے لے کر عالمُ دانشورُ سربراہ مملکت' وزراء اور اساتید دانشگاہ سب شامل تھے ان کے پاس عقائد میں تحقیق کی گنجائش نہیں تھی۔

[کتاب تاریخ انتشار اسلام فی الاسیا تالیف دکتور محمود احمد محمد احمد قمر ص ۱۳۳] یہاں اسلام خلیفہ دوم عمر

بن خطاب وعثمان بن عفان کے دور میں مجاہدین اسلام کے ذریعے پھیلا جو دریائی جنگ کرتے ہوئے شمال مغرب ہندوستان کی بندرگاہ دیبل حالیہ کراچی تک پہنچے اور یہاں سے بمبئی تک گئے اور دورعمر بن خطاب جو کہ ۱۳۔۲۳ ہجری تک رہا یہاں حضرت عمر کی طرف سے بحرین وعمان میں متعین والی عثمان بن عاص الثقفی نے اپنے بھائی حکم بن عاص کو ایک لشکر دے کر ہند کی طرف روانہ کیا جو شمال بمبئی تک پہنچا جب حکم بن عاص واپس آیا تو عثمان بن عاص نے عمر بن خطاب کو لکھا پھر عمر نے دوبارہ لشکر بھیجنے کا حکم دیا اس دفعہ وہ گجرات تک پہنچا تھا جب ۲۴۔۳۵ کے دور میں حضرت عثمان خلیفہ بنے تو انہوں نے عراق میں اپنا والی عبداللہ بن عامر بن کرز کو لکھا کہ وہ اپنے لشکر میں سے کسی کو ہندوستان بھیجیں چنانچہ انہوں نے حکیم بن جبل عبدی کو بھیجا۔

جب حکیم بن جبل عبدی واپس مدینہ پہنچا اور خلیفہ نے ہندوستان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا یہاں کا پانی کڑوا اور زمین شورزدہ ہے یہاں کے چور شجاع ہیں اگر فوج کم بھیجیں گے تو ضائع ہوجائے گی اگر زیادہ بھیجیں گے تو بھوک سے مرے گی۔ ۳۵۔۴۰ کے دور میں جب خلافت علی بن ابی طالب شروع ہوئی تو آپ نے تاغر بن دعیر کو سنہ ۳۸ میں یہاں جنگ کے لئے بھیجا پھر ان کے بعد حارث بن مرہ عبدی کو بھیجا لیکن وہ دوران جنگ اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ قتل ہوئے۔ سنہ ۴۰ میں معاویہ کے دور میں عبداللہ بن سوار عبدی کو سندھ بھیجا انہوں نے اپنی جگہ کا رزین بن ابی کرز عبدی کو جانشین چھوڑا پھر رشد بن عمرو گئے وہ بھی قتل ہوئے پھر زیاد بن ابیہ والی عراق نے سنان بن مسلمہ الھند کو بھیجا ان کے بعد مندر بن جارد وعبدی کو بھیجا۔ ولید ابن عبدالملک بن مروان کے دور میں حجاج بن یوسف والی عراق نے محمد بن قاسم ثقفی کو سندھ کی طرف لشکر کشی کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

محمد بن قاسم بن محمد بن ابی عقیل الثقفی :۔

[کتاب موسوعہ تاریخ اسلامیہ والحضارہ اسلامیہ ج اص ۱۶۴] محمد بن قاسم ۱۷ سال کی نوعمری میں ایک مردِ شجاع قوی و مدبر و مجرب قائدِ لشکر تھے جس وقت والی عراق نے اپنی طرف سے فتح ہند کے لئے متعین

کیا تو محمد بن قاسم عراق اور شام کے علاوہ شیراز سے مجاہدین کی قیادت کرتے ہوئے تمام وسائل جنگ وسفر لے کر سندھ کی طرف روانہ ہوگئے محمد بن قاسم نے شیراز میں چھ مہینہ قیام کیا دراین اثناء تمام وسائل جنگی منجنیق وغیرہ کشتی پر سوار کر کے لشکر کو خیرہ م عمرو اور ابن مغیر کی قیادت میں دیا اور ان سے کہا کہ آپ دونوں ہم سے پہلے بندرگاہ دیبل جو سندھ کے ساحل پر واقع ہے وہاں ہمارا انتظار کریں اور خود باقی لشکر کو لے کر بری راستہ سے مکران پہنچے یہ لشکر اپنی جگہ ہزار گھوڑ اسوار چھ ہزار پیادہ پر مشتمل تھا۔شیراز سے سندھ کی طرف روانہ ہوئے ۹۲ھ کے آخر میں مکران پہنچے وہاں کچھ دن گزرنے کے بعد مغربی سندھ کی طرف رُخ کیا ہے چونکہ اس وقت عاصمہ یہاں تھا مکران سے آپ کے ساتھ محمد بن ہارون وغیرہ والی مکران کے ساتھ چار ہزار لشکر لے کر آپ کے ساتھ شامل کر کے فیروز پور کی طرف روانہ کیا اس جگہ کو فتح کرنے کے بعد ار بابیل کی طرف رخ کیا لیکن محمد بن ہارون یہاں وفات پا گئے تو ان کو یہاں دفنایا پھر محمد بن قاسم نے دبیل کی طرف رخ کیا وہ راستے میں کسی قسم کی مزاحمت کے بغیر محرم بروز جمعہ ۹۳ھ کو مدینہ دیبل پہنچے اس وقت بلا تا خیر اسلحہ سے لدی ہوئی کشتیاں بھی یہاں پہنچیں عراق سے اور بھی جنگی مہارت رکھنے والے مردان شجاع ان کی معاونت کے لئے پہنچے۔

لشکر کے دیبل پہنچنے کے بعد بوذیوں کے ایک معبد پر پانچ ہزار گولے منجنیق کی مدد سے پھینکے اور اس پر جھنڈا لہرایا اندر حملہ کیا یہاں سات سو کنیز عورتیں منصوب بت کے گرد رقص کرتی تھیں انہیں اسیر کیا یہاں کے زندان سے زنان ومردان موجود عرب تجار کو نکال کر حجاز روانہ کیا مال غنائم کو خمس نکالنے کے بعد باقی لشکر میں تقسیم کیا یہاں شہر میں ایک مسجد بنائی اور حمید بن داخ نجدی کو بطور حاکم مقرر کیا یہ فتح رجب ۹۳ میں ہوئی پھر یہاں سے نیرون گیا جو ۲۵ فرسخ کے فاصلے پر واقع تھا اس کو فتح کیا۔ چنانچہ ۹۳ھ میں سندھ کو فتح کیا گیا۔انہوں نے یہاں شہروں میں مساجد بنائیں تا کہ اسلام کا پیغام پہنچائیں چنانچہ کراچی میں ایک مسجد بنائی گئی جو یہاں سب سے پہلی مسجد تھی اور یہاں مسلمانوں کا چار ہزار کا لشکر اتارا۔ ملتان میں ایک مسجد بنائی جہاں خلق کثیر مسلمان ہوگئی۔اہل سندھ نے محمد بن قاسم کو

پسند کیا کیونکہ اس نے پرچم اسلام کو اٹھایا۔ (ملاحظہ کریں بلا زری، فتوح البلدان ص ۴۲۴، یعقوبی ج ۲ ص ۲۷۷، طبری ج ۱ ص ۲۲۱)۔

۴۔ سندھ میں دینِ اسلام کے بارے میں آگے بیان کریں گے لیکن یہاں اتنا اشارہ کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں کہ یہاں اسلام قابل قدر متعدبہ عالم و عارف با اسلام شخصیات کے توسط سے نہیں پہنچا بلکہ عرب تجارتی روابط و تعلقات کے ذریعہ پہنچا ہے یا بنی امیہ و بنی عباس کے حکمرانوں کے ذریعہ پہنچا ہے جو کہ زیادہ تر فتح و فتوح اقامہ نماز تعمیرات مساجد رفاہِ عامہ پر توجہ مرکوز کرتے رہے لیکن مغلوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد یہاں کے بادشاہان کا اسلام کافر و مشرک اور بت پرستوں سے ازدواج اور ان سے دوستانہ تعلقات پر مبنی تھا ان کی تعلیمات میں اتنی جان نہیں تھی جو یہاں کے لوگوں کی طرف جذب و کشش رکھتے ہوں جس طرح خلفاء کے دور کے نمائندوں میں تھا۔ یہاں کے ہندو بوذی جینی عقائد وثن و صنم پرستی سے پر تھے ان جڑوں کے متزلزل و بوسیدہ ہوئے کے بعد وہ کسی نجات دھندہ کی تلاش میں تھے یہاں سے وہ اپنے اقدار دینی کی حفاظت سے قاصر آئے تو انہوں نے بجائے اس کے اپنے عقائد کے بارے میں تجدید نظر کریں اور اصلاح کریں مزید اشعار بافی کہانی بافی بتوں سے مزید لگاو کرنا شروع کیا جو کہ ہر بوسیدہ حامل افکار کی سنت رہی۔

مزید برآن براھما سے وابستگی میں عشق و محبت لگاو کا کام شروع کیا چنانچہ کبر داس ۱۴۴۰ء۔ ۱۵۱۸ء برھانی گھر میں پیدا ہوئے تھے مسلمان کے گھر میں پرورش پائی خود کو اللہ کی تلاش کے لئے متعین کیا اس نے وحدت ادیان کی طرف دعوت دی دور گرونانک (۱۴۶۹ء۔۱۵۳۸ء): گرونانک لاہور میں سبکتین ہندو کے گھر میں پیدا ہوا وہ طبقہ کھشتری سے تعلق رکھتا تھا وہ ابتداء سے خلوت و عزلت میں زندگی گزارنے کے بعد چند لوگوں سے ملا جس میں حسین درویش شیخ اسماعیل بخاری بابا فرید گنج شکر جلال الدین بخاری شامل تھے اس نے ایک دین ممزوج ہندو صوفی سے آمیزش کر کے ایجاد کیا اور اس دین ہندو و بوذی کو اسلام میں مخلوط کیا۔

سندھ تحت الواء اسلام:۔

[کتاب تاریخ اسلامی والحضارۃ اسلامی ج اص ۱۵] اگر چہ سندھ اور حکومت اسلامیہ کے درمیان ارتباط خلیفہ دوم کے دور سے ہی شروع ہوا ہے لیکن یہاں ایک حکومت کا قیام ۹۲ ہجری ولید بن عبدالملک کے دور میں محمد بن قاسم کے ہاتھوں ہوا چنانچہ آپ نے اس سندھ بمقام سانگھڑ میں منصور کے نام سے ایک شہر تاسین کیا آپ نے اقلیم پنجاب میں بمقام ملتان حکومت قائم کی یہ حکومت خلافت اسلامیہ بنی امیہ سے لے کر بنی عباس کے دور تک رہی جب یہ علاقہ حکومت بنی عباس سے کٹ گیا تب بھی یہاں حکومت عرب ہی کرتے تھے یہ سلسلہ ۴۱۶ھ تک رہا۔

۵۔دین و دیانت سے متعلق سوچ سمجھ کے حامل انسانوں کو چاہیے اللہ کے عنایت شدہ عقل و شعور کو بروئے کار لا کر فیصلہ کریں دلائل و براہین سے استدلال کریں کہ معاشرے کو ایک خوش بخت یا سعادت مند زندگی گزارنے کے لئے بہتر ہے کہ دین پر رہیں اگر نہیں تو پھر دین سے بغاوت کریں بہتر ہے۔ضوابط و دین کی حدود میں رہ کر زندگی گزارنا چاہیے البتہ دنیا قدیم سے عصر حاضر تک اس بات کا چرچا ہو رہا ہے کہ بہتر آرام وسکون اطمینان عیش ونوش والی زندگی دین سے خارج ہونے والی زندگی ہی ہے یہی وجہ ہے تاریخ میں جتنے بھی مذاہب فاسدہ و بے بنیاد نکلے ہیں انہوں نے اباحہ مطلقہ پدر و مادر آزادی کا پرچم بلند کیا اور ہر قسم کے قانون اور پابندی کو مسترد کیا ہے جیسے بہائی قادیانی اور آغا خانی وغیرہ اس فکر کو ترجیح دینے والوں کو ذرا ہندوستان کی کثیر آبادی کی طرف رخ کرنا چاہیے کفر والحاد کس حد تک انسانوں کو سعادت وخوشبختی وآسائش سے ہمکنار کرتا ہے آج ہندوستان کے صحافی تجزیہ نگار اس کثیر آبادی کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

مظر یہ جہاں ترقی وتمدن آسائش بتائی جاتی ہے کانگریس کے صدر سے زیادہ سرمایہ دار ہندوستان میں کوئی دوسرا شخص نہیں اخباروں میں آیا تھا ملکہ الزبتھ سے زیادہ یا ان کے برابر کی دولت کا مالک ہے دوسرا حصہ وہ ہے جہاں بھوکے ننگے لباس سے بھی محروم لوگ ہیں تو کیا دین کو

مسترد کرنے اور دین سے جنگ لڑنے والے عیش کی جگہ پہنچ گئے ۔کیا دین کو رد کرنے اور دین سے مذاق کرنے والے پی پی کا جو علاقہ سندھ کسی ترقی کی منزل سے قریب ہو گیا ہے؟ آیا دین ترقی وتمدن سے متصادم ومنافی ہے وہ کونسا دین ہے جو ترقی کے خلاف ہے۔

دوسرا نظریہ دین ہے انسان دین کی دی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں ترقی کر سکتے ہیں تمدن سے قریب ہو سکتے ہیں وہ کس دین میں یہ خوبی پائی جاتی ہے جس کو اپنانے کے بعد انسان خوشحال زندگی بسر کر سکتا ہے وہ کونسا دین ہے کیا ہر دین کی یہ خصوصیت ہے دین نصاریٰ کی تعلیمات میں ایسی کوئی تعلیمات ہیں دین نصاریٰ جو موجود ہے خود بوذی مذہب سے لیا ہوا ہے اس میں کوئی ایسی تعلیمات نہیں یہودیت میں کوئی دین نہیں رہا ہے وہ کونسا دین ہیچو نصاریٰ میں چل رہا ہے یا جو سوڈان میں چل رہا ہے یا جو ضیاء الحق نے چلایا یا جو جماعتِ اسلامی جمیعت علمائے اسلام جمیعت علمائے پاکستا ن نے چلایا ہے یا تحریک فقہ جعفریہ نے اٹھایا ہے۔ یا صوفیوں کا اسلام ہے ان میں سے کسی میں اس کی ضمانت نہیں یہ دین اسلام امام حنفیہ حنبلی شافعی امام احمد حنبل یا امام ہجویری داتا گنج کے دین نہیں یہ دین محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے نہیں بلکہ دین قرآن ومحمدؐ ہے۔

جنوب ہند اور سیلان کے ساحلوں پر اسلام آنے سے پہلے عرب کے تجارتی روابط قائم تھے اور عرب تاجر یہاں آکر ان ساحلوں پر تجارت کرتے تھے۔ جب ہندوؤں نے عرب میں اسلام آنے کی خبر سنی تو ان میں سے بعض پیغمبرؐ ہی کے زمانے میں مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے از خود تبلیغ اسلام کے لئے مراکز کھولے۔ اس طرح سے اسلام ہند میں پہنچا۔ حاکم نے اپنی مستدرک ج ۴ ص ۱۳۵ پر لکھا ہے عرب تاجروں کا ساحلِ ہند میں بہت نفوذ تھا۔ یہاں کے حکام ان سے اچھا سلوک رکھتے تھے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ اس طرح مسلمان ہونے والا یہ طبقہ دوسروں کو مسلمان بناتا تھا۔

ہندوستان میں اسلام کی آمد جہاد کے ذریعے ہونا دیگر غارتگروں چنگیزوں انگریزوں و فرانسیسیوں جیسا لشکر کشائی جیسی نہیں تھی بلکہ اسلام میں جہاد دوسرے علاقوں میں ارباب اقتدار وحشی

درندگی ظالمانہ جابرانہ حاکمیت کے تلے پسے ہوئے مظلوم ومقہور انسانوں کی نجات کی خاطر تھی چنانچہ اس کا مظاہرہ اسلام کے مفتوحہ علاقوں کے تاریخی صفحات میں بطور نمایاں نظر آتا ہے جبکہ یہ جہاد اللہ سبحانہ کے حکم تحت انجام پاتا ہے جہاں اللہ نے حکم دیا ہے قاتلوا فی سبیل اللہ وفی سبیل المستضعفین ۔

عمر بن عبدالعزیز کے دور (۹۹ھ اور ۱۰۱ھ) میں سندھ کے بادشاہوں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی ۔ یہ لوگ عمر بن عبدالعزیز کی سیرت وکردار کی خبریں سن کر خوش ہوئے اور گروہ در گروہ دین اسلام میں داخل ہوئے ۔ چنانچہ قارہ شبہ ہند اسلام کی چھاؤنی بن گئی اور یہ دیگر علاقوں کے لئے مرکز بنی ۔ پھر عمر ابن مسلم باہلی (۱۱۲ھ تا ۱۲۱ھ) تک، ہشام بن عبدالملک نے (۱۰۵ھ سے ۱۲۵ھ) تک کے دور میں سندھ میں ایک شہر بنایا جس کا نام بھکر رکھا ۔ یہ ۳۰۰ سال میں تکمیل کو پہنچا ۔

تاریخ برصغیر پاک وہند لکھتے وقت کسی مسلمان مورخ کو یہ تعصب کا دورہ نہیں پڑنا چاہیے کہ اب تو ہند کو بھول جائے اپنے پاکستان کا لکھو ہندوستان ماضی کی کہانی بن چکا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے ہم اس کے کٹ گئے ایک حصہ سے مشتق ہیں اس کی اگر مثال پیش کریں تو ایسے ہے تقسیم سے پہلے ایک شخص کے دو بیٹے تھے ایک مسلمان ہو گیا دوسرا ہندو یا سکھ مذہب پر باقی رہا ہے ہندو کو مسلمان بھائی کا فکر اگر نہ ہو تو ہندو مذہب اس کی مذمت وملامت نہیں کریں گے کیونکہ وہ خود عذاب میں ہے اس کا کوئی ضمیر نہیں لیکن مسلمان بھائی کو فکر ہونی چاہیے آخر وہ کیوں مسلمان نہیں ہے اس طرح ہمیں فکر ہونی چاہیے اتنے زیادہ لوگوں نے اس دین کو کیوں مسترد کیا کافر کے پاس اتحاد بشر کے لئے کوئی رہنما اصول نہیں تھے وہ اس گاؤ پرستی ومندر پرستی کو سب پر ٹھونسنا چاہتے ہیں نہ ولیج گلوبل والوں کے پاس کوئی رہنما اصول ہیں نہ کسی اور مذہب والوں کے پاس یہ اُصول پایا جاتا ہے دور نہ جائیں اس انقلاب اسلامی ایران کو لے لیں جب امام خمینی نے ابتداء میں عالمی حکومت کا اعلان کیا اعلان کے فوراً بعد ہی اعلان وہیں پر دفنایا گیا ہمارے ملک میں انقلاب اسلامی کا نعرہ بلند کیا گیا تو ہم نے کہا بہت اچھی بات ہے آپ تحریک فقہ جعفریہ کے بجائے کوئی اسلامی نام رکھیں لیکن نہیں مانے ۔ کیونکہ ان کے پاس

دوسروں کو دعوت دینے کے رہنما اصول نہیں اسی وجہ سے انہوں نے دار التقریب کے ساتھ مجمع جہانی کھول کر ساری تقریب کے راستے کو بند کیا بہر حال ہندوستان میں مقیم مذاہب کے پاس کوئی رہنما اصول نہیں مسلمانوں کے پاس رہنما اصول ہے لیکن ان کے پاس یہ فقرہ موجود ہے کہ ہمیں ان کے نیچے ہی رہنا ہے۔

ساکنین ہند:۔

اس وقت ہندوستان کے ساکنین کی کوئی مثال پیش کریں تو اسکی مثال اسوقت ہمارے ملک کے عظیم شہر کراچی سے دی جاسکتی ہے جہاں پاکستان کے دیگر صوبوں اور اضلاع کے لوگ قیام پذیر ہیں اب اس کو سندھیوں کی دھرتی اور اردودانوں کی دھرتی میں تقسیم کر کے متنازعہ علاقہ قرار دینا ہر لحاظ سے غیر منطقی ہے اس منطق کا کوئی جواز عقل و شرع حتیٰ کہ تاریخ وملل واقوام میں بھی نہیں ملے گا۔ یہ منطق آج سے چند سال پہلے گلگتیوں اور بلتستانیوں نے اٹھائی تھی یہاں پر غیر گلگتی کو زمین خریدنے کی اجازت نہیں یا غیر شیعہ کو اجازت نہیں جبکہ خود پاکستان کے چپہ چپہ پر رہائش انتخاب کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ یہاں اپنی سیاست اجارہ داری, صوبیداری بھی چلا رہے ہیں یہ بدترین منطق ہے یہ پاکستان کے مسلمہ اصول کے خلاف ہے یہ ہٹ دھرمی دہشت گردی ہے یہ پاکستان ایک یا دو قوم کی کالونی نہیں ہے جو بھی شخص پاکستان کا شناختی کارڈ رکھتا ہے وہ جہاں اپنی رہائش بنانا چاہتا ہے اس کو حق ہے اس وقت دو ملل کے درمیان نزاع ہے کیا آپ غیر سندھیوں یا غیر اردو والوں کو اپنے دین کے خلاف گردانتے ہیں اس وقت ملک کو درپیش مسائل کی ایک وجہ بنگالیوں کو مار کر نکالنا ہے کسی جگہ سے اردو بولنے والوں کو اور کسی جگہ سے سندھی کسی جگہ سے شیعہ وسنی کو نکالنا یہ سب ایک ہی منطق کے قائل ہیں۔

غرض ہندوستان بھی ایسا علاقہ ہے جو کئی صدیوں سے (قبل از میلاد) ہندووں آریاؤں کا مسکن تھا پھر فارس سے مجوسیوں اور آتش پرستوں کا ہجوم آیا اس کے بعد جب اسلام آیا تو عرب و

فارس والوں نے یہاں آ کے قیام کیا حکومتیں بنائیں آبادی بنائی پھر یورپ والے آئے ہر آنے والے نے یہاں آ کر کچھ نہ کچھ عادات وتقالید دیں اور کچھ چیزیں یہاں والوں کی اپنائیں آج بھی مسلمانوں کے پاس بہت سے ایسے عقائد وافکار ونظریات ہیں جو کہ بدقسمتی سے مسلمان روایات کے نام سے اپنا رہے ہیں اس طرح مسلمانوں کے بعد یہود مسیحی بھی یہاں آئے اور ہندوؤں کو مسیحی بنایا یہاں کے باشندوں کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں یہ جگہ مجموعہ اقوام وگہوارہ ملل تھے تو بے جا نہیں ہوگا۔

یہاں آج بھی ایک بڑے حصہ پر ہندوں کا راج باقی ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ ہندوں کے معتقدات کی محکم متقن مدلل ہیں جن کے وہ پابند ہیں بلکہ حکومتی سطح پر دیگر عقائد کے نفوذ وسرایت کو روکنے کے لئے طلسمی دیواریں قائم کی ہوئی ہیں دنیا بھر میں جاری جنگ کا بنیادی ستون تبدیلی دین ومذہب پر استبدادی پابندیاں ہیں بلکہ قتل وکشتار کی سزائیں ہیں اگر دنیا میں نام نہاد آزادی کی روح کو بحال کیا جائے اور دلیل وبرھان کے ساتھ اپنے دین ومذہب کی روح کی نمائش کریں تو شاید بہت سی جگہوں کے شعلے خاموش ہو جائیں۔ان کے پاس اپنے عقائد پر کوئی دلیل نہیں جیسا کہ اس ملک کے بڑے مفکر گاندھی نے کہا ہمارے کوئی خاص عقائد نہیں ہیں ہم تمام عقائد سے متفق ہیں لیکن ہند میں رہتے ہوئے اگر کسی وقت حکومت ہندوستان اپنے ٹی وی چینل پر تعلیم اسلام کی اجازت دیں تو پتہ چلے گا لیکن یہود اپنے دین کی ترویج واشاعت وتبلیغ سے شرمندہ ہے ان کے دین کی تبلیغ لوگوں کو ملحد و کمیونسٹ بنانا ہے جہاں تک مسیحیوں کی بات ہے وہ بھی منطق ودلیل کے بجائے آٹے کے تھیلے اور خوراک کے پیکٹ نیچے سے حکومتوں کے ذریعے دیتے ہیں اوپر سے ڈرون کراتے ہیں جسے عالم دنیا نے نفرت وانزجار سے مسترد کیا ہے جہاں تک اسلام کی بات ہے اسلام کو موقعہ نہیں دیا جاتا بلکہ اپنے اس ملک میں اجازت نہیں کہ وہ ذرائع ابلاغ پر آ کر آزادانہ تبلیغ وارشاد کریں بلکہ یہاں تو فرقوں کے درمیان طلسمی نہیں بلکہ آئینی دیوار قائم ہے۔ ہندوستان کے ہندووں میں دین اسلام کے نفوذ نہ

ہونے کی بنیاد اسلام کی خاصیت اثر گزاری کو روکنے کے لئے یہاں اقدار پر مسلط و متمکن ہندو براھما، بوذی، سیکولر یہودی اور مسیحی کا متحدہ محاذ کفر و شرک بت پرستی و آتش پرستی ہے ان کی اس دیوار کو توڑنے کے لئے مناسب و متوازن قدرت چاہیے تھی جو ابھی تک نصیب نہیں ہوئی ہے۔

پاکستان اسلامی ریاست یا قومی:۔

یہ عنوان خورشید ندیم کا ہے انہوں نے اسلام آباد میں عمران خان کی طرف سے مندر بنانے والے اعلان کی حمایت میں اخبار دنیا میں اپنے کالم کا عنوان بنایا کہ ''پاکستان اسلامی ریاست یا قومی'' اہل سخن، اہل قلم اپنے نزدیک نامنظور مفروضہ کو پہلے پیش کرتے ہیں بعد میں اپنے منظور و پسندیدہ مفروضہ کو ثابت کرتے ہیں ان کے نزدیک اسلامی ریاست نامنظور تھی، قومی ریاست ان کا منشور و مقصود و مطلوب تھی اس لئے اسلامی کو مسترد کر کے قومی حکومت کو ثابت کیا لیکن ان کے مبنی ماخذ ان کے پیامبر بے جبرئیل مارکس کے نظریہ سے تھا جبر تاریخ یا تاریخی جبر مسلمان کلمہ گو کے نزدیک قومی ریاست نامنظور ہے جبکہ مسلمان اپنے کلمہ طیبہ کی تأسی میں پہلے معبودان باطل کو رد کرتے ہیں پھر معبود برحق کو ثابت کرتے ہیں۔ اسی نہج پر چلتے ہوئے یہاں بھی قومیت ریاست کو رد کریں گے پھر اسلام بدیل ناپذیر نظام دائمی عالمی انسانی ربانی کے حقائق کے جوہرات سے مرصع مرقع نظام پیش کریں گے آیئے دیکھتے ہیں۔

قومی کا کیا تصور اٹھتے ہیں قوم کوئی بھی جماعت کسی بھی نقطہ پر متفق کام کرنے کا پابند ہو جائیں اس تصور کا قوم دنیا میں کسی بھی ملک قوم میں نہیں پایا جاتا ہے اگر قومی بنیاد پر قائم حکومت مثالی ہوتی تو مغرب دنیا بھر سے قوم کو اپنی طرف نہیں کھینچتے؟ ۔مختلف نقاط پر جمع ہو سکتے ہیں۔علوم لغت خون رنگ جغرافیہ کے تحت بھی ملک کسی نقطہ پر قائم ہے

ا۔جغرافیہ کی حدود سے باہر نکل کر کام کرنے والے دوسرے ملک میں بیٹھ کر اپنے ملک کے لیے بیرونی اشاروں پر کام کرنے والوں اپنے ملک کو دھوکہ دیتے ہے اس طرح عثمانی سلطنت کو

گرانے میں ترکیہ سے باہر ترکیوں کا کردار رہا ہے آئندہ قریب ہمارے ہاں بھی قوم کے محبّ وفادار دہری شہریت والے کریں گے چنانچہ ایک امریکا میں موجود دہری شہریت والے نے کرنے کی کوشش کی بھی باہر موجود لوگوں نے کردار ادا کیا پر متفق وقوم عاقبت اسلام سے دور تھے قومیت اسلام عثمانیہ زوال کے لئے بنایا ہے۔

قومیت یعنی (نژاد) عصبیت:۔

عصب سے ہے، عصب گوشت کی بنسبت سخت خالص ہے اور ہڈی سے نرم ہوتا ہے عصب ہڈی اور گوشت کو ملاتا ہے سر میں درد ہو تو جو کپڑا باندھا جاتا ہے اسے عصابہ کہتے ہیں، اسی طرح مذموم برے عزائم والے لوگوں کو جمع کرنے کو عصبیت کہتے ہیں یعنی ملک کے شہریوں کو کسی ہدف یا نقطہ پر جوڑنے یا جمع کرنے یا متحرک کرنے والے نقطہ کو عصبیت کہتے ہیں۔

عصبیت وطن:۔

تاریخ بشریت میں زمانہ جاہلیت میں علاقوں میں افراد کم ہوتے تھے اس لئے کارآمد تھے لیکن جونہی آبادی بڑھ گئی یہ ناکارہ پرانے دور کا نسخہ رہا نقاط وحدت میں سے زیادہ موثر خونی رہا لیکن کثیر آبادیوں میں کارآمد نہیں ہوتے ہیں۔

۲۔لسانی:۔دنیا میں سب سے بڑی آبادی جو وحدت لسانی پر ملتے ہیں وہاں وہ اس بنیاد پر قوموں کو متحد نہیں کر سکے جیسے عرب عربی زبان ایک ہوتے ہوئے حجاز، شام، عراق اور مصر متحد نہیں ہو سکے۔

۳۔ناموس رہی جو مذکورہ بالا دو سے زیادہ موثر تھی، عرب جاہلیت میں انپڑھ نادان لوگ ناموس کا بہت احترام کرتے تھے اسلام نے اس غیرت کو پسند کیا پاس رکھا۔ چنانچہ دور بنی امیہ اور بنی عباس میں بھی اس کا زیادہ خیال رکھا، بنی عباس کے آٹھویں خلیفہ نے ایک مجلس میں مسیحیوں کے زندان میں محبوس ایک عورت کا پیغام فریاد ''یا معتصما'' سنا تو اس مجلس میں بیٹھنا حرام قرار دے کر کوچ و

خروج عمومی کا اعلان کیا، سرحد روم پر پہنچا۔ زندان سے اس محبوسہ کو آزاد کیا چونکہ معتصم جاہل بادشاہ تھے جبکہ پاکستان کے حکمران اپنے ملک کی درسگاہوں سے پڑھنے کے بعد باہر کی درسگاہوں سے پڑھ کے آئے لہٰذا امریکہ میں محبوس خاتون کی فریاد کی چنداں اہمیت نہیں لگی، فرانس سے آئی خاتون کی فریاد نے ان کی غیرت کو جھنجھوڑا۔

ہمارے ملک میں ایک عرصے سے غیرت ناموس کا سیل سوکھ گیا ہے کیونکہ مارکسی نظام مساوات کو قبول کرنے کے بعد محرم غیر محرم کا تصور ختم ہوگیا۔

اصل نقطہ التقاء دین ہے۔

یعنی عصبیت محدود و مجدود ہوتے ہیں اس سے محبت گرائش، کسی شخص کے لیے اسباب وعلل مانگتے ہیں وہ کونسی علل واسباب ہوسکتے ہیں ان اسباب وعلل میں سے ایک امن وامان ہوسکتا ہے جہاں جائیں اس کا مال ناموس محفوظ ہے کیا حالیہ بارشوں میں مہاجر غیر مہاجر پنجابی سرائیکی غیر سرائیکی ہوں محفوظ رہا ملک میں ایک دو عشرے ناموس کے ساتھ فعل فاحشہ کے ساتھ جان سے مارنے کے واقعات پیش آیا تھا پاکستانی قوم نے کوئی جلوس جلسہ احتجاج کیا تھا یا یہ لوگ پاکستانی قوم نہیں تھی جب یہاں کی ناموس مغرب گئی اس کی جان میں جان آئی ندیم صاحب کی قلم حرکت میں آئی۔

قومی ریاست:۔

کلمہ قوم ایک دوسرے سے ربط جوڑنے کے بارے میں علماء اجتماع نے چند رابطوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ وحدت خونی ان سب کا خون فلاں شخص سے ملتا ہے لہٰذا یہ سب ایک قوم ہیں۔

۲۔ ان سب کی ایک زبان ہے جیسے اردو پنجابی بلوچی ایرانی عربی وغیرہ۔

۳۔ سب کی ایک تاریخ ہے۔

۴۔ وطنی جہاں ایک چار چھ حدود کے اندر رہنے والے ہیں۔

قومی ریاست:۔

انسان بحکم حاجت امتیاز از جمادات نباتات وہ قانونی اجتماعی کے پابند ہیں قوانین اجتماعی اپنی جگہ متعدد ہونے کی صورت میں وقانون اصلح بیچا معہ کوانتخاب کرینگے قوانین اجتماعی اپنی جگہ چند نوع کے ہیں۔

۱۔قانون قوی ہے ایک نقطہ پر ملنے والی قوم جیسے ایک شخص جس کو ماں کے شہری مانتے ہیں اس کی بزرگی کوتسلیم کرتے ہیں اس فکر سے وابستہ افراد کے نزدیک عمر رسیدہ تجربہ کار صاحب علم ودانش والے جمع ہوکر شہریوں کے لئے ایک نظام بناتے ہیں یہ تصور اب بوسیدہ خاکستر ہوگیا ہے دنیا کے کسی گوشہ وکنار میں ایک ہستی سے پھیلا ہوئے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

۲۔رنگ جیسے سیاہ کہتے ہیں دنیا میں سیاہ ہر ملک میں پایا جاتا ہے لیکن سب کی منافع مضرات ایک نہیں حسن وزیاں میں ایک نہیں ہیں جیسے افریقی ممالک وہاں سفید بھی جائینگے کچھ عرصہ کے بعد سیاہ ہوجائینگے۔

۳۔افغانستان میں ایک لغت والے نہیں رہے چہ جائیکہ پاکستان کوایک لغت کے اندر جمع کریں۔

۴۔ایک مذہب یہ بھی اپنی تاریخ کے بعد میں بدترین استبدادیت کا حامل ہے ایران سعودی افغانستان ہندوستان پاکستان رہے اب پہلے کوئی ثابت کریں پھر اس کی ریاست کی بات کریں

۵۔دینی نظام میں چند ملاحضات پائی جاتی ہیں کیونکہ تواس وقت میں دنیا میں تین اہم ادیان پائی جاتی ہیں یہودی نصاریٰ اسلام ان تینوں میں کس نظام کواپنائیں۔

قومیت ایک فکر الحادی ضد دین ہے وجود میں لائی ہے کیونکہ لوگوں کوجمع کرنے کی نقط دین میں آنے کے بعد اقوام کی مجبوری ختم ہوگی سب سے پہلے قومیت مغرب کی ایماء اشارے پر ترکیہ شام لبنان کے مسیحوں مغربی اتحادیوں سلطنت عثمانیہ کے خلاف دین سے ہٹ کر خون عشائر قبائل لغت و

تاریخ کو بنیاد ڈالی اس کی تاسیس انیسویں میلادی کو رکھی بطور مخفی رکھا لیکن جلد ہی سوریہ اور لبنان میں اعلان کیا جہاں کی آبادی میں مسیحیوں یہودیوں دروزیوں کی اچھی خاصی آبادی تھی اس کے بعد ۱۹۱۲ کو پیرس میں ایک کانفرس منعقد کی اور اس فکر کو عربوں میں فروغ دیا اس وقت جمال عبدالناصر نے اس فکر کو اپنایا رفتہ رفتہ عربوں میں عرب اتحاد کی بات چلی عربوں طرف دار بنایا اہل فارس تو پہلے ہی اسکے متمنی تھے سرایت کرتے کرتے ہمارے وطن عزیز میں قوموں کے لیے سیاسی دین کمر بستہ ہو گئے ۔

قومی ریاست:۔

۱۔زبان ہے پاکستان میں قوم زبان کی بنیاد قوی قائم کریں دانشوراں جن کو اردو بولنے سے شرم آتی ہے جو جامع پیش کیا جاتا ہے نہ بولنے کو دانشوری روشن خیال اور مغرب نوازی کا نشان سمجھتے ہیں اکثریت سرکاری اداروں میں استعمال میں نہ لانے پر اتفاق ہے۔

۲۔کشمیر گلگت بلتستان سمیت ۶ صوبوں میں شاید سو سے زائد زبان عملاً چلتی ہیں۔

۳۔چاروں صوبوں کی ثقافت الگ ہے۔مزید ثقافتی تقسیم کے لئے تگ ودو جاری ہے۔

۴۔ایک نسل سے جا ملتے ہوں نسلی ہوں ایسی بھی کوئی قوم نہیں بلوچستان لیکن خود سندھ کے نوایاں لیکن

۵۔کوئی جامع نقطہ نہیں جیسے فلاں قوم کی بنیاد پر قائم کیا ہے کہتے ہیں پاکستان فکر جناح واقبال سے بنی ہے یہ دونوں ایک قوم کے نہیں ایک برہمی قوم ہے ایک باطنی سے تعلق رکھتے ہیں۔

۶۔اب تو عرب جو ایک قوم کہا جاتا ہے وہ بھی ایک قوم نہیں رہا ہے اب واضح کریں یہ قومی ریاست ہے۔

جمہوریت مبادی قومیت:۔

کسی نے کہیں تطبیق ہوتے نہیں دیکھا ہے لیکن اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے ورنہ جمہوریت والوں کے نزدیک مرتد ہو جائیں گے۔جمہوریت پرستوں کا کہنا ہے،نظام جمہوریت بہترین نظام

بدیل ناپذیر نظام ہے کس نے کہا ہے شاید بدشکل بدصورت فرقہ مقنعہ کے بانی جیسا ہو۔فرقہ مقنعہ کے بانی قبیح الوجہ تھے وہ ایک فاسد باطل فرقہ ایجاد کرنا چاہتا تھا لیکن وہ بہت قبیح ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے نہیں آ سکتا تھا چنانچہ جاحظ اتنے علوم میں نبوغت رکھنے کی وجہ سے استاد نہیں بن سکے تھے،اس نے ایک ''مقنعہ'' سونے کا ایک چہرہ بنا کر دعوت دینا شروع کی اور خود کو خوبصورت پیش کیا جبکہ اندر سے وہ قبیح تھے شاید جمہوریت بھی اس قسم کی ہے یہ بھی قرین از قیاس ہے۔ابھی تک لوگوں نے اپنی خوشی اور مرضی سے کوئی نظام یا نظام چلانے والے انتخاب کئے ہوں اسکی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔دنیا میں جتنے بھی من گھڑت،فاسد،بے دلیل مذہب ہو چاہے سیاسی ہو یا اقتصادی ہو یا دین تشتت پراگندگی کا شکار ہوا ہے جیسے معتزلہ،اشاعرہ،شیعہ و بحث جمہوریت میں اسی طرح رہا ہے بدترین فاسدین استبدادی نظاموں کو بھی جمہوریت کہا گیا ہے۔دنیائے جمہوریت کو بدترین دھاندلی تدلیس چوری خیانت کی ان کے وعدے وفا ہوتے نہیں دیکھا ہے۔یہ کونسی جمہوریت ہے ملک میں لوگوں کو روزگار نہیں مل رہے،دنیا پر حکومت کرنے والے معاویہ،عبدالملک بن مروان،منصور دوانیقی،ہارون الرشید،مامون الرشید کے دو تین وزیر ہوتے تھے جبکہ آپکی جمہوریت میں پچاس سے زائد وزراء ہوتے ہیں اٹھارہ غیر منتخب،ملک چھوڑ کر ترک وطن کرنے والوں کو بلا کر مشیر کے نام سے تمام اختیار تنخواہ سہولتیں انھیں دی جاری ہیں۔

اسمبلی کے منبران انتخاب کرنے کے بعد یہ لوگ ایوان بالا کے نام سے انتخاب کے لئے منتخب نہیں ہو سکے یا ہارنے والوں کو ایک مجلس انتخاب کرے یا اسمبلی سے پاس نہ ہونے والے قوانین کو آرڈیننس کے ذریعے نافذ کرتے ہیں اسے عوامی نہیں استبدادی کہہ سکتے ہیں گویا قبیح ترین استبداد چلتا ہے۔

جمہوریت بمعنی اکثر یا کثیر مقابل اقلیت نہیں آتا،تفسیر شعراوی ج ۷ ص ۳۸۹۴ پر آیا ہے مصر کے شہر داخل ہونے کے دروازوں پر لکھا ہے'' **یا داخل مصر مثلک کثیر ای ان کنت اجلا**

طیبا فستجد ملک کثیر و ان کنت شریر فستجد مثلک کثیر''

رہے ہیں۔

کیا آپ قوم کوملوکیت اور جمہوریت کے درمیان فرق کوصدق وامانت سے بیان کریں گے اگر بادشاہ بادشاہ رہے اور ملک عوام کی مصلحت اور مفاد میں چلائیں جہاں اہل عقل وخرد اسے تسلیم کریں اور جاہل ونادان اوباش یونین اور تنظیمیں باہر نکلیں توڑ پھوڑ کریں گے اور من مانی اپنے مطالبات جبری قہری منوائیں آپ فیصلہ کس کے حق میں دیں گے۔

اگر جمہوری حکومت سرکاری اداروں کے خلاف ہفتوں ہڑتال کریں جہاز ریل کو بند کریں ہر آئے دن دکانیں بند کریں اور لوگوں کی ذاتی گاڑیوں کو جلائیں، ملک کی دولت بیرون ملک منتقل کریں اور اس وجہ سے ملک کو باہر سے قرضے لینے پڑیں۔اسی طرح ملک چھوڑ کے جانے والے اور واپس آنے والوں کو وزیرو گورنر مشیر بنائیں آیا اب وہ لوگ ماہرین بن گئے ہیں،صنعت کاروں کو مشیر بنائیں، بیشتر کو دوبارہ اعلی عہدوں پر لگائیں، یہاں سے پڑھے لکھے افراد فارغ ہیں اور اس جمہوریت میں بزدار قسم کے لوگ خیانتیں کرتے ہیں۔

۱۔ یہ جو کہتے ہیں مغرب میں ہے اسکی کوئی دلیل نہیں بنتی ہے اس کو تقلید کہتے ہیں اسے عقلی دلیل برھان نہیں کہتے ۔اس کے علاوہ آپ کیوں صدارتی نظام چلانے کے لیے وزیر اعظم بناتے ہیں۔

۲۔ جمہوریت برطانیہ کو کیوں نہیں اپناتے۔

۳۔ جمہوریت کو کیوں نہیں مانتے جہاں بادشاہت ہے۔

۴۔ آپ الیکشن میں ناکام ہونے کے بعد فاسد پارٹیوں کو کیوں ساتھ ملاتے ہیں۔

حکومت کس کی ہونی چاہیے:۔

اس کا کیا فارمولا ہے پہلے اسے واضح کریں سوال ہے گھر میں حکومت کس کی ہونی چاہیے باپ کی ماں کی بڑے بیٹے چھوٹے کی جواب واضح ہے گھر کا مالک کون ہے گھر میں خرچہ کون دیتا ہے،

کہیں گے باپ بوڑھا ہو گیا ہے ان کو حکومت کرنا نہیں آتا۔ تو سوال ہے گھر کس نے بنایا ہے، آپ کو خرچہ کون دیتا ہے، کہاں سے دیتا ہے واضح ہے حکومت اس کی ہونی چاہیے۔۔

قرآن کریم میں انسانوں کو دو قوم میں تقسیم کیا تھا، قوم مسلمان اور قوم کافر۔ خلافت عباسی کی بساط لپٹنے تک مسلمان ایک قوم تھے اور کافر ایک قوم تھے۔ خلفائے عباسی اور انکے معارضین کے درمیان تنازعات کے باوجود کرہ ارض پر دو ہی قومین بستی تھیں۔ ایک کافر دوسرا مسلمان لیکن مسلمان حکمرانوں کی عیاشی علماء دین کی ان کی حاشیہ نشینی یا ترجمان نے قوم کافر تتار و مغل ان پر مسلط ہوئے لیکن بعد میں مسلمان ہونا پڑا۔ خلافت عثمانہ کے پہلی صدی کے آغاز سے قرآن اور محمد کو کنارے پر لگا کر محمد کی جگہ اہلبیت اور اصحاب کو جاگزین کرتے اصول ومبانی قرآن سے لفاظی کھیلتے حجر تبلیغات شروع شروع ایک باقاعدہ منظّم شکل میں کوئی دو افراد منظر عام پر آئے امثال ابی زینب مقلاش میمون دیصانی منذر جارودی جابر بن حیان عبداللہ میمون اور واصل بن عطاء عمر بن عبید اور ان کے جماعت ستگرم ہوئے سب سے پہلے اسلام کو کنارے پر لگانے کا آغاز صوفیزم نے کیا انہوں نے دین کو لنگڑا اپاہج کرنا شروع کیا یہاں سے کفر کے حوصلے بلند ہوئے اور انکا نفوذ بڑھتا گیا۔ جنگ عالمی دوم میں کفر مسلمانون پر غالب آئے اور پھر ایک دفعہ کفر کا بول بالا ہو گیا۔ اسی طرح سعودیوں نے دنیا کفر کے ساتھ عثمانیوں کو ایک کی بجائے سو ہزار قوم بنانے کا مشورہ اور معاونت اور وعدے وعید دئے گئے اور دیتے رہے۔ تحریک پاکستان کے موقع مسلمانوں کے جذبہ وحدت امت کو دیکھ کر مغرب میں مشنری درسگاہوں میں پڑھنے والے نورانیوں نے قبضہ کیا تھا نومولود پاکستان پر قبضہ کیا کچھ دیر تک ہندو مسلمان کی بات کی پھر دوبارہ گھل مل کرنا شروع کیا یہاں تک مسلمانوں کو کلمہ کفر کہنے پر پابندی لگانا شروع کیا کی بات ملتے ہے۔ گاندھی کا اصرار تھا کافر و مسلمان دو قوم نہیں بلکہ ایک قوم ہین، عوام مسلمان نے اس کو مسترد کیا۔ کچھ عرصہ پاکستان میں دو قوم ہی رہے لیکن پھر دوبارہ ایک قوم بننے کی تحریک از سرنو شروع ہوئی۔ جس میں ملک کے نام ور شخصیات پیش پیش آئیں اور ہر آئے دن اسلام

اور مسلمانوں کو کنارے پر لگانے پر تل گئے ہین۔اس سال ۱۴۴۱ھ جب پاکستان میں کرونا آیا تو پھر
آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔روزنانہ دنیا بروز پیر ۲۱ شعبان کے کالمی صفحات میں ایک کالم کا
عنوان ہے لاک ڈاؤن اور ہمارے روپے۔کالم نگار محمد معاذ قریشی نے اظہار افسوس کیا کہ ہم اس
موقع پر بھی ایک نہیں بن سکے۔اس میں آپ نے کراچی لیاقت آباد کی ایک مسجد کے نمازیوں نے
ایک قوم ہونے کی تصور کو مسترد کیا ہے۔برادر انسانی ایک قوم بننے کیلیۓ مثال ایک تسبیح کو دی جاتی ہے
جس میں تیس دانے ہوتے ہیں اور منظّم کیلیۓ ایک دھاگہ ہوتا ہے، ہمارے ملک مین مسلح افواج ہے ان
کیہاں تنظیم کی بہت اہمیت دی جاتی ہے۔پاکستان مین بہت سے نشیب وفراز آتے رہے لیکن کبھی بھی
ان کے ہاں بدنظامی اختلاف سننے مین نہین آیا اور امید ہے آئندہ بھی نہیں آۓ گا۔لیکن یہ ادارہ یعنی
آپ کے محافظ کیوں ہمیشہ تناء جکڑ میں رہتے حکومتوں کو دیکھ کر عوام ان کے نقش قوم پر چلے۔اگر نماز
روزہ جماعت جمعہ شعائر اسلامی میں نہیں آتے تو آپ نے ان علماء کے نمائندوں کو کیون اعتماد میں
نہیں لیا، انھیں مسائل سے کیوں آگاہ نہیں کیا کیا یہ لوگ فکر۔۔۔مزدور جیسے ہیں کہ انکے ساتھ
جسارت کریں۔دین اسلام کو رخصت کرنے بعد یہاں بھی ایک قوم نہیں رہے گی بلکہ تتر بتر ہو جاۓ
گی اگر آپ ایک قوم ہیں تو سال میں سندھی ثقافت، پنجابی ثقافت، بلوچ ثقافت کے نام سے قومی
خزانے سے اربوں روپے کیون خرچ کرتے ہیں۔

دنیا میں عالمی سطح اور ملکی سطح پر ابھرنے والی کوئی بھی شخصیت ایسا نہیں جسکی زاد حیات تمام
انسانوں کے لیے مشعل راہ ہو زاندگی کیلیے اسوہٴ حسنہ ہو خلافت عثمانی کے زوال کے بعد استقلال
آزادی کے علمبردار اتاترک تھے وہ دھوکہ باز جھوٹا منافق استعمار غرب کا گرویدہ نکلا اسلام و مسلمین
عدو ولدود نکلا مصر میں جمال عبدالناصر بھی اسی طرح کا انسان تھا اس نے مصر کو آماجگاہ اسرائیل بنایا
عالم اسلام نے انہیں اسرائیلیوں سے درس لیا تاسیس پاکیستان یعنی پاک نشینوں کا ملک ۹۲ ۷ ء مین محمد
بن قاسم قائد لشکر اسلامی کے ہاتھوں بت پرستوں کا قلعہ فتح ہوا انہی کی فتوح کے عقب میں دیگر

قومی ریاست (۲۳) ۴ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

اسلامی حکمرانوں نے کشمیر اور پشاور تک کو فتح کیا اسطرح پورے ہندوستان میں حکومت مسلمیں قائم ہوئی لیکن ہزار سال کے بعد ہر قسم کی زیادتی ہوگی یہ موسس محمد علی جناح کو دیں جناح نے اسلام و مسلمین ک وکالت نہیں کی بلکہ اس نے قابض دشمن مسلمین کی وکالت کی انہوں نے انکا حق ادکیا تھا انکو اسلام سے ذرا برابر لگاؤ و دلچسپی نہیں تھی اسکی دلیل ۔۔۔۔۔۔۔حکمران کالم نگاری کا تکرار و اصرار پاکستان ہند مسلم سب کے لیے برابر ہے جناح نے اس فارمولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر عمل کیا ہے یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں کے حکمران اک دن پاکستان کا نام بھی نہ دیں تو یہاں سے مسلمانوں کو تشویش ہوئی ہے حکمرانوں کی بار بار ہندوستان پاکستان کے درمیان لکیر ختم کرنے کی تمام مانعات اسلام چرس افیون جنسی فلمیں اداکاروں کی آمد انکے مراکز کی تعمیر انکو عام مسلمانوں کے برابر لانا جناح اور اقبال کے اسلام کی عکاسی کرتا ہے محمد بن قاسم کا راجہ داہر کا قتل اور مسجد بنوانا انہیں ایک ناسور بنی ہوتی ہے اس لیے ہر اسلامی شعار کے خلاف غیر اسلامی ثقافت کے فروغ کی خواہش ستاتی ہے انکے دلوں میں کلمہ توحید داخل نہیں ہوتا ہے الغرض جن قائدین کو وہ اٹھاتے ہیں وہ عام انسانوں کے لیے میزان نہیں ہیں۔

کیا حضرت محمدؐ میں تمام صفات حمیدہ بدرجہ اتم موجود تھیں جس کی بنیاد پر آپ محبوب رحمۃ اللعالمین قرار پائے کیا یہ دعویٰ بعد از نبوت قابل اقتباس ہے کیا آپ کو تمام لوگ خاص و عام قریب و بعید دولت رکھتے تھے کیا مشرکین مکہ نے ۱۳ سال آپ سے عداوت و نفرت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا کیا یہود و نصاریٰ آپ سے نفرت و بغض و عداوت نہیں رکھتے تھے۔

عالم اسلامی میں ظہور قومیات آیات محکمات قاطعات ساطعات صوارم کے بعد قومیات قبرستان جاہلیت میں دفن ہونے کے بعد اس کا دوبارہ احیاء مغربی حکومت اور مشرق اسلامی میں یتیم مسکین بے سہارا برصغیر میں امپراطور اسلامی مغل، ایران میں صفوی مدعی خلافت بلافصل نے بر ملاء مسلمانوں کے خلاف حملہ آوروں کی حمایت کی، ان کے گٹھ جوڑ سے اسقاط حکومت مسلمین ہوئی

جس کے لئے مسیحی نشینوں علاقوں اور یورپ کے ملکوں میں کانفرنس موتمرات منعقد کئے تھے آپ کی پاکستان کی حکومت کو قومی ریاست نام گذاری اسی سلسلے کی کڑی ہے تو اگر ایسا ہے تو آپ تو احمد خان بن سکتا ہے لیکن بے چارہ مسلمانان صوم وصلاۃ والوں کی ذلت کے خواہاں ہیں، ذلت وخواری مسلمانان منقسم ہندوستان جیسا ہونا یقینی ہے پھر آپ لوگوں کو عزت مثل مدثر علقمی ہوگا۔

دین اسلام میں چونکہ دھوکہ دہی سحر انگیزی شعبدہ بازی منافق گرائی جبر وتشدد سے اسلام نافذ کرنے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے یہاں پاکستان کے قیام سے الی یومنا ہذا تک تمام منکرات علانیہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی حکومت کے نام پر راضی ومتوقف ہیں۔ اگر آپ اتنا بھی یہاں کے مسلمانوں کے جذبات دینی کا احترام رکھنے کیلئے آمادہ نہیں، مسلمانوں کی دل آزاری پر تلے رہیں گے، دھوکہ دیتے رہیں گے تو بعید نہیں کسی وقت قہر وغضب الٰہی لئے مسلمان تیر سحر ماریں نفرین بلند کریں گے۔

پاکستان ایک قومی ریاست کی طرز پر وجود میں آنے والا ملک ہے خورشید ندیم ۱۴ اذالقعد ۱۴۴۱ھ سیکولروں کی ایماء پر پاکستان سیکولر ملک ہونے کے مدعی کے وکیل مدافع کے اصرار کے ساتھ تکرار ہے پاکستان ایک سیکولر ملک ہے وکلاء اس وقت جرا تمند شجاعت دلیری دکھاتے ہیں جہاں عدالت گاہ میں فریق مخالف کا وکیل غیر حاضر ہو تو ان کے بیانات میں تند و تیزی آتی ہے جو منہ میں آتا ہے بولتے ہیں وہ سوچتے بھی نہیں اپنی اس مدعی پ کوئی دلیل بھی رکھتے ہیں یا نہیں سیکولروں کی پشت پر قدرتمندوں کی پشت پنا ہیں اور اسلامی حکومت کے داعیوں کا اسلامی حکومت کے قیام سے دست برداری سیکولرزم کی بجائے جناح اقبال کا اسلام پر اتفاق کرنے کے بعد انہوں نے وکالت چھوڑ دی اس لئے بھی ان کا اسلامی نظام سے دستبرداری سے اسلام سے نفرین والوں خاص کر دین نفرت رکھنے والوں کے حوصلے مزید بلند ہو گئے ہیں یہاں سے آپ نے صراحت سے کہہ دیا کہ پاکستان ایک قومی ریاست کی طرز پر وجود میں آنے والا ملک ہے یہ مسئلہ تاریخی ہے آپ کو اس سلسلے

میں تاریخی اسناد پیش کرنا ہونگی سب سے پہلے وہ قوم کونسی قوم ہے جس کی بنیاد پاکستان وجود میں آیا ہے۔

سید سلمان ندوی نے رجال فکروالدعوۃ ج ۴ ص ۵۸ پر آیا ہے۔

مغل کی حکومت غزنہ سے کشمیر سے کرناٹک ھندوستان میں ان سے پہلے کوئی دس کوئی احیاء تھا برطانیہ آنے تک اس جیسا حکومت قائم نہیں ہے ۔اس کی تمام تر کوشش اکبر بادشاہ اور شیعوں کی انحرافات کا خاتمہ تھا۔

قومی ریاست۔

قومی ریاست اوراسلامی ریاست دونوں ایک نکتہ پر اتفاق ہے ملک میں افراتفری نہیں ہونا چاہیے باہر افراد کے درمیان تنازعات اختلافات پایا جاتا ہے وہ حل ہونا چاہیے اما قومی ریاست اور اسلامی دونوں میں مقابلہ ومعارضہ ہے اس بات پر ہر ایک کہتا ہے مجھے دے دو میں سنبھال لوں گا میرے پاس مسائل کا حل ہے ایک کہا ہے جو اہم مسئلہ درپیش ہے وہ روٹی کپڑا مکان ہے میری لیلی ترجیح کیے اس وقت پاکستان تاریکستان ہے ہم روشن پاکستان یہاں پاکستان اب کہنہ ہوگیا ہے ہم نیا پاکستان جیسے عمران خان نے دعوی کیا تھا میرے پاس وسائل تھے اورارکان کی ٹیم معلوم ہے یہ تو گانا رقص کرنا جانتی ہے حکومت تو ملک میں مانا ہو ملک سے کتنے افراد کو بلایا قومی ریاست والے بتائیں حل تنازعات حل کریں فلاں کہتا ہے مجھے دیں ہر فرد کو متقی بنائیں گے سمجھائیں اللہ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کریں۔

۱۔دن میں چار پانچ اس کو تقوی کی طرف دعوت دینا ورنہ خطرہ

۲۔عدالت وشریعت قانون کی حکمرانی

۳۔ایک لشکر بنائیں گے۔

۴۔بعض کے نزدیک حکومت نہ بنائیں

غریزہ جنسی کے مقابل میں غریزہ القدس:۔

قومی ریاست میں انسان آزاد ہے جو کچھ کرنا ہے کریں کوئی روکے گا نہیں قومی ریاست والوں نے سب سے پہلے انسان افضل مخلوقات کے دین وشریعت غریزہ جنسی ابھارنے والے مارچ سے تضحیک کرنے اہانت کرنے پر اصرار کیا۔ جہاں وہ غریزہ جیسے ہو جس طرح سے پہلے افضل بناتے بنانا شروع کیا تو یہ خسیس ترین حیوانات سے گریں حیوانات اس کی عمر سے پہلے بناتے سوچ نہیں۔

حکومت اور عوام کے درمیان رشتہ کیا ہوتا ہے اور کیا ہونا چاہیے حکومت اور عوام کے درمیان رشتہ یکسان یکسوع نہیں ہونی چاہیے البتہ یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے عوام تو ہمیشہ اک ہی ہونا وہ اکثر بیشتر فاقد عقل وسوچ ہی رہتا ہے تبدیلی ہمیشہ حکومت میں رہتی ہے حکومت ایک دفعہ منتخب اللہ ہوتا ہے تو وہ ایک شفیق مہربان باپ بھی ہوتا ہے ایسی حکومت تاریخ بشریت میں کم ہی آئی ہے۔

۲۔حکومت الٰہی ہوتی ہے لیکن حاکم نافذ کرنے والا منتخب عوام ہوتی ہے۔

۳۔حکومت بھی عوام کی ہوتی ہے اور نافذ کرنے والے بھی عوام ہی کی طرف سے ہوتی ہے یہی اکثر و بیشتر حکومت جنگل کا شیر جیسا ہوتا ہے عوام بیل بکری گوسفند چوپائے ہی ہوتا ہے وہ زیادہ ترقی مشفق ہ ہونا ہے وہ باپ کا کردار کم شاذونادر ہی بنتا ہے اسکندر معتدل نے بادشاہ جو اپنی طرف سے منسوب تھا ان کو شخصیت کی بھی عوام کو بھوکا رکھیں تو اچھا رہے گا جس طرح بھوکا کتا پیچھے رہتا ہے اگر بہت برا ہو تو سوتا رہے گا اگر زیادہ صراحت میں رہے گا تو اس کا پول لگے گا لیکن حکومت کا عوام کے ساتھ کیا رشتہ ہونا چاہیے تو پہلے اس کا منصب مقام واضح کرنا ضروری ہے حکومت عوام کی وکیل ہے عوام اور حکومت میں ایک معاہدہ ہوتا ہے کہ عوام کی کیا ذمہداری ہے اور حکومت کیا کیا ذمہ داری ہے۔

اسلامی ریاست کی خصوصیات، امتیازات خصوصاً پاکستان کیلئے ناگزیر اسلامی ریاست عقلا دنیا میں رائج اصول کی سیکولروں کے نزدیک بدیل ناپذیر جمہوریت ہی ثابت کریں گے۔

وحدت دین ومذاھب ہے۔

یہاں کے اسلام مخالف سیکولروں کو اسلام کو یہاں سے جلاوطن یا طلاق ثلاثہ دیکر اس کی جگہ کوئی اور نظام نہیں مل رہا ہے، ریاست مدینہ کی منادیانہ اصطلاح بھی ہندوؤں کی خاطر چھوڑ دیا۔کوئی چیز رکھنے کیلئے نہیں ملی سوائے یہاں کی زمین جو چار حدود کے اندر ہے جسے وطن کہتے ہیں۔آئے دیکھتے ہیں کیا اس وطن زمین میں کوئی جاذبیت کشش پائی جاتی ہے جہان وہ اپنے ہم وطنوں کو زمین سے پیار رکھیں اس وطن کا بھی تجزیہ کرتے ہیں۔

وطن جہان انسان ہمیشہ رہنے کا ارادہ رکھتے ہوں ان کی بھی تحلیل کرتے ہیں

۱۔ ایک وہ ہیں جن کی یہاں رہنے کی جہت ہے اور اس سے آگے مالا نہایۃ املاک ہے جن لوگوں نے اپنی کمائی کے پیسے باہر جمع کئے گھر بھی وہاں بنایا اور آخر میں وہاں سکونت کریں گے۔

۲۔ یہاں املاک ہے زمین ہے دکان کمپنی فیکٹری یہ سب کمانے کے لئے ہیں جیسے ایسٹ انڈیا کمپنی لیکن انھیں وطن نہیں کہیں گے۔

۳۔ یہاں ہمیشہ رہنے کا ارادہ ہے، یہاں کے لوگوں سے مانوس ہیں یہان آباواجداد کی قبریں ہیں یہاں سے رشتہ دولت ہے لیکن وہ خود کرائے کے مکان میں رہتے ہیں یہاں انکی اپنی کوئی زمین نہیں ہے۔

۴۔ ان کی پیدائش نہیں ہیں یہان انکے آباواجداد کی املاک نہیں۔

۵۔ انکو حکومت نے شہریت دی ہے۔

قومیت کا تعارف پیش کرنے والوں نے تصریح سے کہا ہے قومیت کی کوئی جامع افراد مانع اغیار تعریف ممکن نہیں ہے دنیا میں کوئی ایسی حکومت نہیں ہوتی ہے اور نہ ہوگی جو ایک قوم کی نمائندہ حکومت ہو۔

پاکستان کی تاریخ بتاتے ہیں یہ ملک اسلام کی بنیاد پر اسکے اسلامی تاریخ کو دیکھنا ہوگا۔ پاکستان یعنی پاک نشینوں کا ملک پاکستان پاک نشیونوں کا ملک کب کس تاریخ کو بنا تھا تاریخ برصغیر

میں حفظ درشت با قابل نحوین نقش بر حجر لکھا ہے یہ ملک ۸۹۔۹۶ق کے دوران راجہ داہر کے قتل کے بعد یہاں والے مسلمان ہو گئے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بلند ہوا اس کا سہرا محمد بن قاسم کتاب دولۃ الامویہ ج ۲ ص ۱۵ تالیف دکتور رخلاصی میں آیا ہے فتح تادینہ کے بعد بادشاہ ہند ملک داہر نے۔۔۔۔ کی معاونت کی تھی یہاں سے حکومت اسلامیہ کی فتح سندھ کی طرف توجہ ہوئے تھے یہاں عبدالملک بن مروان کے دور میں حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو اس پر مامور کیا یہاں فتح کرنے کی اہمیت کی خاطر محمد بن قاسم جو کہ فارس میں مامور تھے شام سے چھ ہزار لشکر تمام وسائل وذرائع وضروریات کے ساتھ۔۔۔کر کے۔۔۔وہ مکران میں کچھ دیر رہنے کے بعد دیبل کی طرف فتح کرنے ۹۶ تک دور میں سندھ فتح ہو تاریخ دخول سندا اسلامی خریطے میں اور یہ ملک پاکستانیوں کا ملک اس وقت بنا تھا اس کا بانی خالص مسلمان اس کی نیت اسلام تھا اس میں جائے نقاش مجادلہ مباحثہ صرف۔۔۔۔بھی کر منع

قومی ریاست کے حامی داعی عصر معاصر میں مشہور صحافی خورشید ندیم نظر آتے ہیں۔انکی کالمی صفحات کی سطورات سے پتہ چلتا ہے آپ پہلے مارکسی جیالوں میں سے تھے۔جہاں آپ کے ایک کالم میں آیا ہے جہاں فرماتے ہیں لینن اور سٹالن کی جناب میں جانے کیلئے بےتاب تھے جب مسلمین پر قہر وغضب نازل ہوا تو واشنگٹن مین پناد ہندہ ہوئے اس لئے مارکس کو پیغمبر جبرائیل مانتے ہیں۔ان کے بارے میں راسخ العقیدہ قابل زوال نہیں ہے لہذا جب بھی دنیا کے گوشہ وکنار میں اسلام اور کفر کا مقابلہ ہوتا ہے آپ کی حمایت کافروں کی طرف ہوتی ہے۔اسلام میں مندر سازی کی مخالفت ہو یا ترکیہ میں میوزیم مسجد ہو یا امارات کی اسرائیل تسلیم کی مخالفت ہو لیکن یہ بھی لکھتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول کو مانتے ہیں بلکہ عمر وعلی کو بھی مانتے ہیں اسی طرح بےجا ان کے نام کے ساتھ سیدنا عمر وسیدنا علی لکھتے ہیں۔

ندیم صاحب نے ملحد ومنکر اللہ کو پیامبر جبریل کہا ہے۔اگر کلمہ پیامبر اور جبرئیل کو کھولا جائے تو

کلمہ پیامبر مخفف پیغام اور ہے خود کا ذاتی کوئی حیثیت نہیں ہے اما جبرئیل یکے از زعماء عمائدین ملائکہ کا نام ہے چونکہ انکا کام پیغام آور ہے لہذا ہر پیغام آور کو جس کسی سے لائیں ان کو بطور رمزی جبرئیل کہتے ہیں۔ جبرئیل یعنی واسطہ پیغام تاریخ انبیاء میں اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے جبرئیل تھے لیکن بعض نے خود کو جبرئیل سے بے نیاز کہا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایک کاہن تھا اس کا کہنا تھا وہ ہر چیز شیاطین جن سے لیتے ہیں دوسرے صوفیہ ہیں انہوں نے کہا ہم بغیر جبرائیل سے لیتے ہیں۔ اس وضاحت سے واضح ہوگا مارکس پیغام آور از شیاطین مستکبرین تھے مارکس بھی اپنے دور کے یہودیوں کے شیاطین سے لیتے تھے۔

حقانی صاحب محمد علی جناح کے خطبات الفاظ کو قانون اور آئین مین شمار کرتے ہیں جبکہ امام خمینی کو یا آقائی کی قیادت کو مثالی جمہوریت سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں شیعہ ہونے میں یکسانیت ہے علم دینی خمینی اپنے دور کے مجتہد تھے لیکن جناح نے علم دین سے متعلق کوئی کاب پڑھی ہو نہیں ملتا۔ اما اپنے ملک کو ظلم اور بربریت سے نجات دلانے میں از خود تحریک نہیں چلائی ہے بکہ وہ پہلے مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے اور بعد میں ایک وکیل آزادی کیلئے گاندھی اور برطانیہ سے مذاکرات کئے انھیں برطانیہ کی حمایت حاصل تھی جبکہ خمینی عرصہ بیس سال پہلے جیل پھر ترکیہ تبعید ہوئے پھر عراق پھر فرانس تبعید ہوئے اور جب واپس آنا چاہا تو عوام میں بلا کسی ریفرینڈم حاکم بنے۔ یہ کونسا تضاد ہے کہ جناح قانونی اور خمینی غیر قانونی ہوئے۔

ریاست کی راہیں:۔

اہل وطن کے لئے تین فارمولے

۱۔ فوضیاتی یعنی کسی کی حکومت نہ ہو رعایا آزادی کسی قانون کے پابند نہیں

۲۔ قومی ریاست قوم خود اپنے لئے نظام بنائیں اور اس کو چلانے کے لئے بھی حاکم از خود متعین کریں۔

۳۔اسلامی نظام اہل وطن کی اکثریت مسلمان ہونے کی صورت میں اسلامی نظام نافذ کریں سیکولران کی خواہش پر اقلیتوں کی حکمرانی قائم کریں یہ چند فارمولے ہونے کی پہلے فارمولے کا کوئی داعی نہ ہو یا وہ سر دست حکومت کرنے کے مرحلے میں ہو وہ ابھی تک ۔۔۔اظہار وجود نہیں کر رہے رہ جاتا ہے قومی ریاست والے اس کو چاہے وہ اپنی قومی ابعاد کا تعین کریں اور نظام مملکت کے لئے لائحہ عمل دیں۔

اسلامی والوں کے اس نظام کے بارے میں دو ہی بات ہوسکتی ہیں

۱۔اس کا نظام یا مادہ تطبیق ہے موقع محل ملنے کا انتظار میں ہے یہ پہلے نافذ ہو چکے ہیں

۲۔کوئی نظام آمادہ نہیں ہے لیکن انسان مسلمانوں کو دو حالت سے خالی نہیں کہ وہ یا تو نظام الحادی کو اپنائیں

یا ایمان عبد و معاد و نبوت خاتم النبین وجود قرآن عظیم کی صورت میں قرآن سے استخراج نظام کے لئے اٹھیں۔

قومی ریاست کا تاریخی پس منظر:۔

قومیت اور تاریخ:۔

قومیت اپنی تاریخ میں انضمام وانشقاق کے بے شمار مراحل و مدارج سے گزری ہے ایک گروہ اپنی دم کو اعلی وارفع مقامات پر پہنچانے ویران کرنے میں کوشاں رہے وہ اپنی قوم کو جہاں کہیں فضیلت شرافت عزت عفیت ومہارت معارف نظر آیا وہاں اس کو پہنچانے کے لیے کوشاں رہے خاص کر قومیت کی نحوست نجاست والفت میں الودگی کا احساس کرنے والے اس نجات حاصل کر کے اعلی ارفع مقام کی تلاش میں رہے مدینہ میں اوس وخزرج بری طرح سے اس گندگی میں ملفظ آلود ہو چکے تھے وراہ نجات کی تلاش میں تھے ایام حج میں مکہ پہنچے منی میں خیمہ لگائے ہوئے تھے حضرت محمد وہاں پہنچے ان سے پوچھا یثرب سے تعلق رکھتے ہو کہا قوم اوس وخزرج سے تعلق رکھتے ہیں اوس فرمایا تمہاری

نجات میری دعوت کو قبول کرنے میں ہے میں اللہ کی طرف سے نبی ہوں ان کے دل کو لگی دوسرے سال ۷۰ افراد کو لے کر آئے محمد کے ہاتھوں بیعت کیا جنگ سے رہائی نہیں ملی نجاست سے ضرور پاک ہو گئے تا قیامت اوس وخزرج تاریخ کا مطلع بن گیا دونوں ملا کر اللہ نے ان کا نام انصار الاسلام رکھا یہ وہ قوم قوم کو ساحل نجات پہنچایا۔

ایک قوم وہ ہے جو اپنی چھوٹی قوم کو اپنے منافع مفادات کے لیئے کسی برطانوی پارٹی کے دفتر لے جا کر فروخت کرتے ہیں وہ بھی ملک سے باہر یورپ میں فروخت کرتے یہاں کے دولت کو وہاں منتقل کرتے اپنی شہریت وہاں لیتے ہیں بلکہ باب کی بیعت کر کے آئے ہیں جب احتساب کا وقت آتا ہے جلدی سے فرار کرتے ہیں لیکن اس کا قوم یہاں ماہی بے آب بنتے ہیں یہاں ایسے بہت سے قوم فروش انسان ہے وہ دوری شہریت کو دہری قوم کے لیے اساس سمجھتے ہیں۔

جناب وکیل مدافع جناب مدعی قومی ریاست:۔

یہ قوم کی بنیادی شناخت ہوتی ہے قومی قائدین اپنے رہن سہن میں خود کو پاکستانی قوم کی نمائندہ پیش کرتی ہے یا دوہری شناخت پیش کرتی ترکی ایک قوم ہے وہ ستر سال خود کو یورپی بنانے کی تمام طریقہ کار کو اپنائے رکھا لیکن اپنی قوم زبان نہیں چھوڑی ترکی کی خاتون اول نے حجاب نہیں چھوڑا

۔

قومیت اس کلمہ میں اس کی طبیعت میں اس کی تاریخ قوم کے ساتھ امانت داری وفاداری قربانی قوم کو ہر قسم کی گزند سے بچانے کی مثال نمونہ بہت کم شاذ و نادر ملے گا اس کلمہ میں کسی بھی حوالے سے وہ ایمان دار وفاداری ایثار قربان وجدان ضمیر نامی نہیں ملے گا آپ کی قومیت سے مراد مٹی ہے جس کو پوچھیں آپ کے حصے میں کیا آیا فلاں کو اس سے کیا ملا تو جواب میں یہ آتا ہے مٹی ریت نفی ہے کچھ نہیں ملی جب تک آبد نہیں کریں گے اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ہے دنیا مین کوئی ہے نہیں ملے گا فلاں بہار آپ خریدین گے ہنسے گا مفت مین لینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

قومی ریاست والوں سے سوال کریں آپ کی قوم سے مراد کونسی قوم ہے کیونکہ پاکستان میں بہت سی اقوام متضاد متحارب اقوام رہتے ہیں چنانچہ عقیل عباس جعفری صاحب نے پاکستان کی قومیت پر مغج کتاب لکھی ہے کتاب کا نام ہے پاکستان کے سیاسی وڈیرے یہ کتاب ۲۰۱۱ کو چھاپی ہے اس میں سرحد کے ۱۰ پنجاب کے ۳۶ سندھ کے ۳۳ بلوچستان کے اٹھارہ آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے قوموں کا ذکر نہیں ہے ایک ملک کی تعمیر وترقی پر انسان تو دور کی بات ہے ہمیشہ انہوں نے ملک مخالف ترقی مخالف والوں کے ساتھ رہا حتی خود پاکستان مخالف رہا ندیم صاحب اوران کے ہمنوا کسی جنت میں رہتے ہیں معلوم نہیں جنت آخر میں ترابی کے لیے جگہ نہیں ہوگا لینن سٹالن کی جنت میں ہوں گے روس تا پاکستان بہت دور ہے۔

قومیت اور فلسفہ طبیعات:۔

ماہرین طبیعات مناظر وشہود میں نمودار نمایاں اشیاء کو ادنی سے اعلی تر کی ترتیب دیتے ہیں آپ طبیعت جماد کا نام دیتے ہیں جس میں کسی قسم کے حیات نمو حرکت نہیں ہوتا ہے اس کو جماد کہا ہے مٹی جماد زمین میں آتا ہے۔

۲۔دوسرے مرحلے میں حرکت نمو رکھتا ہے حرکت انتقال نہیں رکھتا ہے اس کو نبات کہا ہے۔

۳۔حرکت نمو کے علاوہ حرکت انتقال رکھتا ہے اس کو حیوان کہا ہے۔

۴۔نمودار حرکت انتقال کے علاوہ قوت تخلیق تدبیر رکھتے ہین اس کو انسان کہا ہے اس طرح یہ بھی کہا ہے جماد نبات کے لیے حیوان انسان کے لیے انسان اشرف المخلوقات ہے اشرف مخلوقات کو اسفل مخلوقات کے سامنے خاضع کرنے کو حیوان پرستی کہا ہے چنانچہ ایک لحاف دنیا میں دعوت پرستی دینے والے ہمیشہ دانشوران ہی رہا ہے ابوسفیان دانشور تھے لیکن مخالفت کی۔

خورشید ندیم ۱۴ ذیقعد ۱۴۴۱۔

قومی ریاست کے تمام اجزاء ترکیبی کو قبول کرتے ہوئے اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب

قرار دے کر پارلیمینٹ کو پابند کر دیا ہے وہ قرآن اور سنت کے خلاف آئین سازی نہیں کریں گے ایک قومی ریاست کی طرح یہ آئین پاکستان کے نمائندوں کو مساوی حقوق دینا ہے اوران کے مابین مذہب کی بنیاد پر کسی امتیاز کو قبول نہیں کرتے صرف دو امور مستثنی ہے ایک صدر دوسرا وزیر اعظم مسلمان ہونا چاہیے۔

تاریخ اسلام کی برگشت تاریخ عرب کو ہوتی ہے کیونکہ نبی اسلام قلب عرب سے تھے لہٰذا مسلمانوں کو قومی حکومت قائم کرتے وقت یا اس سے پہلے تاریخ عرب کو پڑھنا ہوگا۔ کیا عربوں میں حکومتیں قومی بنیاد پر ہوتی تھیں؟ تو وہ کس نوعیت کی ہوتی تھیں؟ اس سلسلے میں تاریخ عرب پر لکھنے والوں نے لکھا ہے تاریخ عرب لکھنے والوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے، ایک عرب بائدہ اور دوسرا عرب باقیہ۔ یعنی عربوں کی ایک نسل بالکل ختم ہوگئی ہے ان کا کوئی وجود ہی نہیں جن کا ذکر قرآن میں تکرار سے آیا ہے قوم عاد وثمود، یہ لوگ طاغی، باغی سرکش قوم تھی دوسرا عرب باقیہ کہتے ہیں جو ابھی تک باقی ہے یہ یمن و حجاز وغیرہ میں رہتے تھے وہ مختلف جگہوں میں منتقل ہوتے تھے ان میں سے بعض اطراف مکہ میں قیام کئے تھے ان کا نام جرحمیوں کے نام سے معروف ہوا جس وقت حضرت اسماعیل کو ان کے والد نے کعبہ کے کنارے چھوڑا تھا اس وقت مکہ میں بنو جرہم رہتے تھے۔ اسماعیل نے جرہم خاندان سے ازدواج کیا، یہاں سے انہوں نے عربی سیکھی لہٰذا اسماعیل سے پھیلنے والی نسل کو عرب مستعربہ کہتے ہیں انہوں نے عربیت کو اپنایا غرض قبیلہ جرہم کے ظلم وزیادتی تشدد ناانصافیوں کی وجہ سے بنی خزاعۃ نے انہیں مکہ سے بدر کیا اسوقت اسماعیل سے پھیلنے والے خاندان سے ایک بچہ یتیم ہوگیا وہ اپنی ماں کے ساتھ شام گئے وہاں سے بڑے ہو کر جب مکہ آیا تو انہوں نے بنی خزاعۃ کے رئیس کے گھرانے سے ازدواج کیا، زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ قصی نے قریش کو اپنے ساتھ ملا کر ریاست مکی لینے کیلئے خزاعۃ سے جنگ لڑی اس میں وہ کامیاب ہوگئے۔ وہ ۴۴۰م کو پہلے شخص تھے جو قریش کی قومی حکومت قائم کی، قریش اس وقت دو حصوں میں بٹے ہوئے تھے۔ قریش بطاع اور قریش ظواہر، قصی

کے تین فرزند تھے،عبد المناف،عبدالدار،عبدالعزیٰ ۔اپنے اقتدارکوان تینوں میں تقسیم کیا۔عبد مناف کے چار فرزند تھے۔

تمام امتیازات قریش بطاع کو حاصل تھے اسوقت مکہ میں تمام برائیوں نے جڑ پکڑی ہوئی تھی ،کوئی برائی ایسی نہیں تھی جو وہاں نہیں ہوتی ہو۔ایک طرف سے اطراف میں موجود دیگر قبائل وعشائر کے ساتھ حرب فجار چلتی تھی۔

صاحب مفردات حضارت ص ۳۵۵ پر لکھتے ہیں بیرونی تعلقات اجتماعی اقتصادی پر قریش بطاح چھائے ہوئے تھے۔قریش ظواہر اپنا مال ان کو۔۔۔۔سود پر دیتے تھے اس وقت مکہ میں قریش بطاح میں

ا۔کعب بن لوی۔۔۔۔بنو عبد مناف، بنوعبد العزیٰ و بنوعبد الزجرہ و بنوتمیم و بنومخزوم، بنو۔۔۔، بنوسہم، بنی عمرو، بنوعدی جبکہ قریش ظواہر میں قبائل بنی عامر، بنی لوی ان میں بیچارے عوام احباش موالی تھے۔

قریش صاحبان مال ودولت سرمایہ دار تھے باہر والے ان کے مزدور کارمندان تھے۔قریش اس وقت سیاہ ترین دور ظلمت کے دن گزر رہے ہوتے تھے۔زنا فجور، شرب خمر جواز لام بت پرستی ،رباءسود،لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔اس وقت مغرب میں فلسطین کی قومی حکومت تھی، مشرق میں اہل فارس تھے، مدینہ میں اوس وخزرج دونوں ایک قوم کے تھے آپس میں سالہا سال جنگ چل رہی تھی۔تنہا مشرکین کی نہیں یہودیوں کی چار قومی حکومت چلتی تھی، یہاں تک طلوع اسلام ہوا مکہ اور مدینہ کی قومی حکومتیں تاریخ میں ہمیشہ کیلئے دفن ہوگئیں۔

تاریخ عالم اسلامی بالخصوص عالم مشرق زمینی بالعموم قرون اولیٰ سے اقوام عرب سے جڑا ہوا ہے،خصوصاً ملت اسلامیہ رایۂ اسلامی کے مرضرف میں گزرنے والی اقوام عرب میں سے قریش سے

جڑے ہوئے ہیں کیونکہ ہماری کتاب حیات قرآن کریم لہجہ قریش میں نازل ہوا ہے چونکہ قریشیوں کا لہجہ زبان کلمہ خلاصہ قرب تمام عرب تھے کیونکہ کعبہ کی وجہ سے مکہ اور یہاں رہنے والی اقوام عرب میں محترم تھے جس طرح اللہ سبحانہ قرآن کو عربی قریش لہجے میں نازل فرمایا، صاحب جس نے قرآن پیش کیا یعنی محمدؐ بن عبداللہ بھی عسط قریش سے منتخب کیا لہٰذا ہمیں اگر قوم ہی کو بت معبود بنانا ہے، آئین حیات قومی بود و باش سے لینا ہے تو پوری دنیا میں معروف و مشہور قریش سے نمونہ لینا چاہیئے، آیئے دیکھتے ہیں کتاب معجم القرآن ۵ جامع عبدالرؤف مصری تاریخ اشاعت ۱۳۶۰ھ سرف قریش کو کہ سورہ ایلاف میں ذکر آیا ہے اس کی تفسیر میں لکھا ہے۔ قریش عرب باقیہ کے قبیلہ عدنانیہ سے پھیلے ہیں ۔قریش کے تین بطون تھے، قریش اباطح یہ بنو عبد مناف، بنواس بن عبدالعزیزی بن قصی و بنو زہرہ و تمیم و بنو مخزوم والے تھے۔ قریش ظواہر اس میں بنوادرم بن غالب، بنو عارب، بنو فھر، بنو مصیص تھے۔ تیسرے وہ قوم تھے جو مکہ چھوڑ کر گئے اور کئی جگہوں میں گئے ان میں بنو اسامہ بن لوی عمان گئے اور جسم یمامہ گئے۔

جو قریش اباطیح مکہ میں رہتے تھے یہ چار گروہوں میں منقسم تھے، حاکمیت قوم واحد کسی کو بھی حاصل نہیں تھی قوم اباطح سے پھیلنے وا کی ہر قوم سبط اپنی جگہ مستقل تھے۔ قریش کسی کی حاکمیت قیقدت پر متفق نہیں تھے جب تک پورے اہل مکہ یا قریش کو تہدید نابودی کی طرف جانے کا خطرہ لاحق نہ ہو جیسا کہ حروب فجار اور حلف الفضول اور آخر میں قتل محمدؐ کیلئے یہ سب جمع ہوئے تھے۔ اتفاق قوم قریش آخر میں قتل شرافت اور فضائل کیلئے جمع ہوئے تھے، یدی قدرت نیا نہیں ہزیمت کا سامنا کیا ، یہاں تک عار وننگ و ذلت ۔۔۔ جانیں جانے کے بعد کعبہ کے سامنے محمدؐ کے سامنے خاضع ہونا پڑا تھا۔

دنیا میں جاری سنتی جنگوں میں اے ایک جنگ جنگ اہل حق و اہل باطل کی جنگ ہے۔ اصل دونوں کو آزمائش کی چکی میں بسائے حضرت محمدؐ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کرنے والے مکہ میں بلا رقابت

محمدؐ ہو گئے، مکہ کی سلطنت ان کی ہوان کو مہلت دیا اگر ظالم کو مہلت دیتا ہے تو یہ ان کیلئے۔۔۔۔نہیں ہوتا۔

محمدؐ و یاران محمدؐ آٹھ سال مسلسل غربت فقر و فاقہ جنگ و جہاد بعد آٹھ سال بعد رقباء محمدؐ کا خاتمہ ہوا لوگ افواج در افواج لواء اسلام میں داخل ہوئے، لواء کفر و ضلالت لپیٹا گیا مشرق و مغرب میں لا الہ الا اللہ بلند ہوا۔جس دن سے مکہ میں ہزیمت خوردہ قیادت ریاست اسلامی کی طرف بدون جواز عقلی شرعی آنکھ مچولی دیکھنا شروع ہو گیا یہاں سے قریش محمدی اور قریش امۃ دوبارہ تقسیم در تقسیم ہونا شروع ہو گیا، اقوام قبل از بعثت کو زندہ کیا۔اسلام زندہ رہا لیکن قریش محمد اور قریش اموی ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے آیئے ذرا بیت نبوی کی طرف دیکھتے ہیں، اہلبیت نبوت کی طرف جاتے ہیں۔

۱۔اولاد عباس و اولاد طیار و اولاد عقیل دار الخلافہ شام پہنچے عام صدقات تو ان کیلئے ان کے بقول حرام تھے لیکن معاویہ کے صدقات نوش جان تھے۔

۲۔بیت نبوت سے وابستہ عبداللہ بن زبیر نے مکہ میں بیت۔۔۔۔۔قائم کیا ان کے دادی عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔

۳۔عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ طیار نے دعویٰ الوہیت کیا لوگوں سے واجبات محرمات چھوڑا ،اصفہان میں حکومت قائم کی، آخر میں ابو مسلم کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

۴۔زید بن علی ہشام کے خلاف لڑنے کیلئے خوارج سے اتحاد یہ بنایا آخر میں ان کی اولاد امام باقر و صادق کے خلاف ہو گئے کیونکہ ان کا ساتھ نہیں دیا۔

۵۔عبداللہ محض کے دو بیٹے بیک وقت دو جگہ امیر المامنین کا دعویٰ کیا، امام صادق کے خلاف ہو گئے۔

۶۔بیت عباس رسول اللہ کے چچا کی اولاد اٹھے انہوں نے وارث نبوت کے نام شام میں مختار ثقفی، کوفی میں حجاج بن یوسف کا نام تازہ کیا، منصور دوانیقی کا اولاد امام حسن و علیون کیلئے روزگار تنگ

کرنا۔

۷۔ بیت نبوت سے وابستہ ہر خاندان کے صاحب قد وقامت نے دعویٰ امامت کیا، امام صادق اور امام موسیٰ بن جعفر کی اکثر اولادوں نے دعویٰ امامت کر کے ریاست قائم کیا۔

۴۔ پھر غیر قریشیوں یہودیوں کو ملا کر مدینہ پر حملہ کیا محمد اپنے قلیل یاران کے ساتھ دفاع کیا قوم کو شرمندگی کے ساتھ واپس لوٹا۔

۵۔ پھر حدیبیہ پر ذلیل ہو کر محمد کی طاقت وقدرت کو مساوی ۔۔۔ کیا آپ کے مطالبہ اجازت حرم کو تسلیم کیا۔

۶۔ عام قضاء قریش کی آنکھوں کے سامنے محمد آزادی سے طواف بیت اللہ کیا

۷۔ پھر فتح مکہ پر سربراہان ذلیل وخوار ہو کر تسلیم ہونا پڑا۔

۸۔ تبوک کے بعد باقی ماندہ مفرور اقوام کے بعد دیگر تسلیم محمد ہوئے

۹۔ مدینہ میں سالہا سال سے قومی بنیاد پر ایک داحس وغبراء کے جنگ لڑنے والے دونوں ملل کے محمد کو اپنا آقائی اور مولا قائم بنایا۔

۱۰۔ یہود جو ایک دین پر تھے تین بڑے قوموں میں بٹھے ہوئے تھے ان کو ذلیل ہو کر مدینہ چھوڑنا پڑا۔

اب آتے ہیں پاکستان انسان کی خمیر خلقت میں دو چیزیں پائی جاتی ہیں یہ دونوں باہر نکلنے یا ظاہر ہونے کے بعد نوع انسان کے لئے مشکلات پیدا۔۔۔۔

۱۔ اتباع حاجات یا جبران ما یخرجہ منہا یستمل منہ کرتے ہیں۔

من جوع وعطش

۲۔ استجابت غرائز نوعی طلب تباء دوام ذات

حب اولاد حب زوجہ حب مال حب شہرت گرائش تدین۔۔۔۔۔۔

مسلمانوں میں باترتیب حکومت ہے۔

مسلمانوں کی حکمرانی نظام اسلام امکان پذیرنہ ہونے کی صورت میں تنازل کرکے صرف حکمران مسلمان ہونے پا اکتفاء کرتے ہیں۔اس کا حاکم مسلمان پابندصوم وصلات حج وزکاۃ ددھندہ ہونا چاہیے، وہ اپنے اوپر غیر مسلم حکمران برداشت نہیں کرتے کیونکہ حکم قران ہے کافر مسلمانوں پر حاکم نہیں ہوسکتا۔لن یجعل اللہ لیکن بلاول کی خواہش ہے مسلمانون کا حاکم کوئی ہندو مسیحی ہو۔اگر مسلمان جہاں اقلیت میں ہوں تو ممکن ہے وہ حکومت اقدار قائم کریں؟

دورراشدین:۔

دورراشدین کومثالی دور کہنا غلو پرمبنی ہے غلط سازش ہے کیونکہ مثالی نمونہ صرف نص قرآن کے تحت رسول اللہ تک محدود ہے لہذا کوئی بھی آپ کے بعد الی یومنا ہذا تک مثالی صرف رسول اللہ ہیں سازش سازوں نے حضرت محمد جونص قرآن کے مطابق اسوہ ہے نظریں ہٹانے کیلئے کبھی خلفاء راشدین،کبھی اصحاب،کبھی اپنے علاقہ کے صدرانجمن،صدر پارٹی کو،قائداعظم کومثالی پیش کرتے ہیں۔

۲۔ان کے معائب ونقائص گن کے ان کوقصوروار ٹھہرانا بھی عداوت نفرت میں غلو ہے غلط ہے خاص ایسے غلطیاں ان سے نسبت دی ہے وہ ان سے صادرنہیں ہوئی ہے انہوں نے اپنی مشن کی تکمیل کیلئے نفع کیلئے گھڑے ہیں بطورابوبکرکومعنی اب نہیں آتے تھے عمر کوکلالہ کا معنی نہیں آتے تھے یا عمر نے حصہ مؤلفۃ القلوب کوختم کیا تھا عثمان نے مکہ میں نماز پوری پڑھی تھی یا اصحاب خوداجتہاد کرتے تھے یہ باتیں ان پربعد میں منطبق کی گئی ہیں۔

۳۔ہرقسم کے عیب ونقص سے پاک ذوات تھے علم کا پیکر تھے غلط ہے۔

۴۔یہ ذوات نبی امیہ سے لیکرالی یومنا ہذا تک کئی گنا بدرجہا بہتر تھے انکی حیات اقتدار منہ بولتا

ثبوت ہے ان کے ذمہ کس کا خون مال نہیں تھے کسی کو قید و بند نہیں رکھتے تھے اپنے لئے مال و دولت نہیں بناتے تھے۔ اپنی اولادوں کو بڑے منصب نہیں دیا، عثمان جو اقرباء پروری میں متہم ہوئے ان کا یا ان کی اولاد کی املاک میں بیت المال مسلمین سے کچھ حصہ نہیں ہے۔

ادوار حکومت اسلامی:۔

مملکت اسلامی کے دوسرے دور کے تیسرے حاکم عثمان بن عفان ہیں۔ عثمان کا سابقین اسلام میں سے ہونا نبی کریمؐ کی دو بیٹیوں کے شوہر ہونا، جنگوں میں مالی معاونت میں بے دریغ مال بذل کرنا خود شریف النفس ہونا، شرمیلا ہونا، چھ سال تک بغیر کسی اعتراض واشکال کے حکومت چلانا اس بات کی دلیل ہے وہ اوصاف رذیلہ، مال پرست، اقتدار پرست انسان نہیں تھے، البتہ کتب تاریخ میں ان پر بہت اعتراضات، اشکالات، نقائص کی باتیں اٹھائی ہیں۔ ہم ان سب کو بے بنیاد نہیں ٹھہراتے ہیں لیکن ان میں چند تحفظات پیش کرتے ہیں۔

ا۔ جس طرح معاویہ نے ان کی قمیص کو دکھا کر شامیوں کی ہمدردی لی ہے دیگر اسلام دشمن ان کے قتل کو بجائے اس کی مظلومیت، ان کے محصور ہونے کو دلائل بنائے ہیں۔ ان کے خلاف جتنے اتہامات، الزامات لگائے وہ سب فرقہ واریت، خاردار جنگلات اجتہادات بے اساس سے باہر ہو کر غیر جانب دار تحقیق کرنی چاہیئے۔ جو الزام ان پر لگے ہیں وہ یہاں بیان ہونے چاہیئے۔ اسے حدیث ضد قرآن عشرہ مبشرہ سے نہ اڑائیں، اصحابی کالنجوم سے نہ اڑائیں۔ تمام مسلمان کو مقیاس معیار قرآن اور محمد کو بنا کر ناپنا تولنا چاہیئے۔ راشد تاریخ اسلام میں اپنے دور کے نمونہ تھے لیکن امت مسلمہ کا میزان قرآن ہے، نمونہ صرف محمدؐ ہیں اور کوئی نہیں۔ اصحاب کو نمونہ اس لئے بنایا ہے تا کہ امیہ، عباس، سلف فقہاء کے مقابل اپنے دور کے حکمرانوں کو نمونہ بنائیں۔

ان پر لگائے الزامات میں سے،

ا۔ اپنے خاندان کو آگے لایا ہے۔ کیا حضرت علی نے اپنے خاندان کو آگے نہیں لایا؟ کیا رسول

اللہ نے علی کو آگے نہیں لایا؟

۲۔ان پر عائد الزامات میں سے ایک عبداللہ سرح کو مصر کا والی بنانا ہے،عبداللہ سرح کو نبی کریمؐ نے جلاوطن کیا تھا،مردود کیا تھا،محدود الزم کیا تھا۔خود عثمان کی سفارش سے نبی کریم نے بادل نخواستہ معاف کیا، نبی کریم ان کو معاف کرنا نہیں چاہتے تھے ان کو عثمان نے عبداللہ سرح کو مصر کا والی ابتدائی دنوں میں نہیں بنایا اچھے والی کو ہٹا کر اس کو نہیں بنایا ۔عمرو بن عاص ام الفساد جس نے عمر بن خطاب کو خراج نہیں دیا تھا انہیں خود کو بھی خراج نہیں دیتے تھے وہ دیگر علاقوں میں دعوت اسلام نہیں کرتے تھے،ان سے خطرہ تھا۔

ان پر ایک الزام نماز تمام پڑھنا ہے،سفر میں نماز قصر ہوتی ہے، یہ کس آیت سے ثابت ہے؟ نبی کریمؐ خود فتح مکہ کے موقع پر غطفان تک قصر نہیں کیے تھے روزہ رکھتے ۔فقہاء کے اجتہادات ان پر نہیں لگانا ہے۔ہم خلفاء کو نمونہ نہیں سمجھتے ،اچھی ذوات سمجھتے ہیں،ان کی غلطیوں کا حساب ہونا چاہیئے ان پر سب وشتم کا خاتمہ ہونا چاہیئے ۔

اسلامی حکومتوں کا تیسرا دور معاویہ سے شروع ہوتا ہے۔

معاویہ کی حکومت ان کے حامی اور مخالفین ان کو ،راشدین میں نہیں گنتے ہیں۔معاویہ کی حکمرانی کے اصول اسلام کے اصول پر قائم تھے نہ عربوں کے اصول پر قائم تھے وہ نہ اسلام کے تھے نہ عربوں کیلئے تھے بلکہ وہ خالص اپنی ذات کیلئے تھے اگر کوئی اسلام یا قوم وطن کے بغیر خالص اپنی ذات کے مفادات کی خاطر حکومت کرنا چاہے اس بنیاد پر اس کی حکومتی پالیسی کچھ اس طرح بنی ہوئی تھی۔

۱۔جو شخص اس کے معاون مشاور یا قریب عزیز جن سے ان کو یہ احتمال ہوتا تھا کہ وہ ان پر حاوی ہونا چاہتے ہیں ان کو حاوی ہونے نہی دیتے بلکہ مقدرات ہمیشہ اپنے ہاتھ میں ہی رکھتے تھے۔ اپنے نظریات وہ کسی کے پابند نہیں تھے حتی اپنے اکلوتے بیٹا یزید کے پابند نہیں تھے۔

۲۔عمرو بن عاص جس نے مصر کی مادام العمر خراج معاف کرنے کی شرط پر معاویہ کا ساتھ دیا

قومی ریاست (۴۱) ۴ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

چنانچہ آخری فیصلہ ثالثی میں اس نے علی کو عزل کر کے معاویہ کو اقتدار پر بٹھایا تھا، ایک دن معاویہ کا سر سخت دشمن پابند سلاسل کر کے معاویہ کے سامنے پیش کیا۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے پوچھا کہ جانتے ہو یہ کون ہے تو کہا نہیں تو کہا یہ وہی مرقال کا بھائی ہے جس نے صفین عراقیوں کو ہمارے خلاف اکساتے تھے، معاویہ نے دوبارہ پوچھا اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے عمرو بن عاص نے کہا گردن ماریں، کچھ دیر قیدی سے سوال و جواب کرنے کے بعد ہتھکڑیاں کھول کر اس کو آزاد کیا۔

۳۔ زیاد بن ابیہ معاویہ کا دوسرا مشیر جلاد اس کے نام سن کے لوگوں پر سقطہ جاری ہو جاتا تھا ایک شخص اس کی گرفت سے فرار ہو کے شام میں معاویہ سے پناہ لی تو زیاد نے ایک خط لکھا اس طرح سزا یافتہ آپ کی طرف آجائیں آپ امن دیں تو حکومت کیسے چلے گی، معاویہ نے کہا اگر لوگوں کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے تو کہاں جائیں؟ اگر تم سختی کرتے ہو تو میری طرف سے اس کو رحم ملنا چاہیئے۔

۳۔ ابوموسیٰ اشعری نے جو بھی کیا وہ اندر سے سازشی تھے یا خود اس نے کیا بہر حال علی سے دشمنی پر مبنی تھا اس دشمنی کا صلہ لینے کیلئے وہ شام پونچے، نئے لباس پہنیں گے معاویہ اس کو پوچھا نہیں اہمیت ہی نہیں۔

۴۔ ایک دن معاویہ اور یزید ایک جماعت کے ساتھ مکے راستے گزر رہے تھے امام حسین آگے آکر معاویہ کی سواری کی لجام پکڑ کر راستے سے باہر نکلا، دیر تک باتیں کرتے رہے جب معاویہ واپس آیا تو یزید نے کہا آپ اس طرح لوگوں کے ساتھ انکساری کیوں دکھاتے ہیں، ان کی جرات و ہمت بڑھ جائیگی۔ اس نے کہا تم نہیں جانتے حسین کون ہے۔ معاویہ اپنے سر سخت دشمنی والوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے تھے کہ دنیا حیران رہتی۔ وائل بن قیس کسی علاقے کا رئیس تھے نبی کریم کے پاس آئے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم نے ان کو واپس جاتے وقت معاویہ سے کہا ان کے ساتھ جائیں وہ سوار تھے معاویہ نے کہا مجھے پیچھے سوار کریں اس نے کہا ایک دن یہ رائیس معاویہ کے پاس پہنچا تو معاویہ نے بہت احترام کیا

حکومت اسلامی کے حاکم کا ہونا ضروری ہے، یہاں مسلمان سے مراد شناختی کارڈ کے مسلمان نہیں، منافق مسلمان نہیں بلکہ حقیقی مسلمان ہونا چاہیے، اس کے اقول وافعال سے واضح ہونا چاہیے۔ مسلمان ہونے کا مطلب وہ دواساس اسلام پر عقیدہ راسخ رکھتا ہو۔ وہ دواساس اللہ سبحانہ کی واحدانیت اور ایمان مابعدالموت ہے۔ یہ دواساس ایمانیات کل ادیان سماوی ہین ایمان نبوت حضرت بواسطہ ہے، ان کے توسط سے ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھتے اور خود محمد کی نبوت پر ایمان کا واسطہ قرآن ہے اور خود قرآن اللہ کی طرف سے ہونے کی دلیل تحدی قرآن ہے۔ لہذا جولوگ یہاں کسی مسیحی ھندو کی حکمرانی کا خواب دیکھتے ہیں اگر ان کے خواب کی تعبیر کریں گے تو خود ان کا ایمان اور انکی جمہوریت مشکوک قرار پائے گا کیونکہ مسلمانوں کا حکم قرآن ہے کافر کی حکمرانی قبول نہ کریں۔

اسلام اور صنم پرستی:۔

پہلے اسلام کا تعارف کروں کیونکہ قرآن فرماتے ہیں اسلام صرف اللہ کا ہے اس میں رسول بھی شریک نہیں ہے۔ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ..العمران. ۱۹﴾ ﴿وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ ديناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنه..العمران ۸۵﴾ ۱۹۶۰ء میں ایک کتاب آئی تھی دو اسلام، میں اس کا مطلب نہیں سمجھا تھا، اللہ کے پاس اصلی نقلی، ایک نمبر دو نمبر نہیں ہوتا ہے، قرآن جو اس وقت اس دنیا میں واحد کتاب خالص وحی ہے اس میں ابتدا سے لیکر انتہا تک مرکوز کیا ہے وہ شرک سے گریز پر زور دیا ہے۔ کیا کوئی دین اسلام مسلمانوں کے پاس ہے وہ خالص الٰہی ہے جس میں کسی کا بھی حصہ و دخل نہیں ہے حتیٰ خود رسول کا بھی دخل نہیں ہے کہنے والے کثیر نکلے گا لیکن باہر جو حقیقت اور واقعیت ہے وہ شرک سے ممزوج یا خالص شرک پر مبنی نظر آتا ہے۔ اسلام جو مسلمانوں کے ہاں موجود ہے وہ حدیث سے ممزوج یا خالص حدیث ہے قرآن کریم میں نبی کریمؐ کو بطور معلم قرآن مبین متعارف کیا ہے لیکن حقیقت خارجی ایسا ہے سب کچھ منسوب بر سول اللہ ہیں۔ یہ جو اسلام مسلمانوں کے ہاں ہیں وہ

اقوال اصحاب واہل بیت واتباع علماء وزہاداولیاء اصفیاء ومشائخ پر مشتمل ہے۔آپ کے پاس واقعی ایک اسلام حدیث اخباری ہے اسلام حدیث یا اخباری وہ اسلام جو نبی کریمؐ کے بعد راویان اسلام کے توسط سے آپ تک پہنچا ہے وہ ایک خبر ہے خبر اپنی طبع خبر میں متحمل صدق وکذب برابر ہوتی ہے جب احتمال صدق کی ترجیحات کذب سے زیادہ نہیں ہوں گے وہ قبول نہیں کیا جا سکتا ہے اس روایتی اسلام جو اآپ تک پہنچا ہے راویں دور رسالت سے لے کر اب تک علماء مشائخ آئے ہیں انکو ترجمان اسلام بھی کہتے ہین شارحین اسلام بھی کہتے ہیں جب سے مسلمانوں میں فرقے وجود میں آئی ہے اسلام خبری زیادہ مشکوک بنے ہیں ہر ایک اپنا الگ اسلام پیش کرتے ہیں جو دوسرے کے اسلام سے مختلف ہے جب اختلاف ہو جائیں تو حکم قرآن ہے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پلٹائیں نساء ۵۹ اللہ کی طرف پلٹانے کا مقصد قرآن میں دیکھنا ہے رسول کی طرف رجوع کرنے کیا معنی رسول نے کیا شرح تفسیر کی ہے لہذا عندالاختلاف فرقوں کو قرآن اور رسول اللہ کی طرف رجوع کرنا ہو گا مسئلہ تب اس وقت مسئلہ متنازع بنا ہوا چنانچہ اظہار الحق نے اورنگزیب کی مسلم معاشرے میں بت رکھنے کی اجازت دی ہے افغانستان میں جب طالبان کی حکومت آئی تو یہاں کے بعض روشن خیال علماء نے اس کی مذمت کی تھی اس ہندوں کو مندر بنانے کے لیے ایک مولوی نور الحق کا اصرار ہے لہذا دیکھنا علماء کا فیصلہ فتاوی کوئی حیثیت نہیں قرآن اور محمد کی طرف رجوع کرنا ہے قرآن میں تو واضح آیا ہے محمد سے خطاب ہے لکم دینکم سورہ کافرون لی عملی لکم انتم بری منی وانا بری منکم تشریح تبین عملی رسول اللہ میں دیکھیں ُحیات محمدٗ محمد حسین ۔۔۔۔ناشر مجمع اہلبیت تہران ۱۰۶

نبی کریم نے فتح مکہ کے بعد دو ہفتے مکہ میں قیام کیا تمام آثار ونشانات بت پرستی سے مکہ کو صفایا کیا سوائے خدام کعبہ وحجاج کے سب کا صفایا کرایا اہل طائف اپنی نخوت تکبر غرور میں انتہا کی حد تک ہے خاص کر کعبہ سے عناد کرتے تھے انہوں نے ہی ابراہیم کی رہنمائی کی تھی نبی کریم ہجرت سے پہلے ان کے ہاں پناہ مانگنے گئے تھے تو عبید یا لیل نے کہا اللہ کوئی اور آدمی نہیں ہے جس نے آپ کو اذیت

پہنچا کر رد کیا لیکن جنگ تبوک سے فاتحانہ واپس آنے کے بعد عربوں کی ہمت ٹوٹ گئی طائف وثقیف تنہا رہ گئے آخر میں ایک پانچ رکنی وفد عبد یالیل کی سرپرستی میں مدینہ آیا مسجد نبی کے کونہ پر ان کے لیے جگہ دی ہے خالد بن سعید بن عاص ان کے اور نبی کریم کے درمیاں سفارت کرتے تھے کتاب حیات محمد ھیکل ص ۶۶۶ پر آیا تھا انہوں نے تسلیم نبی ہونے کے لیے چند شروط لگائیں۔

۱۔ تین سال تک انہیں نماز سے معاف کریں۔

۲۔تین سال بت لات کی پرستش کی اجازت دیں۔

حضرت محمد نے دونوں شرط کو مسترد کیا اسلام اولین شناخت نماز بت شکنی ہے اس میں کسی قسم کی نرمی نہیں ہوگی آخر میں دو سال کی اجازت مانگی پھر ایک سال پھر چند مہینے کی اجازت مانگی تو نبی کریم نے ایک لمحہ کی اجازت سے انکار کیا تو انہوں نے کہا پھر ہم اپنی ہاتھ سے نہیں توڑیں گے آپ آدمی بھیجیں تو پیغمبر نے فرمایا چلو یہ ہم قبول کیا آپ نے عثمان بن ابی العاص کو بھیجا کہ وہ توڑیں گے اسلام اور کفر دونوں یکجا جمع جمع تضاد تناقص جمع نفی واثبات ہے اسلام کی نشان صلاۃ ہے کفر کی نشان بت ہے۔

حضرت محمد بدون مزاحم مقاوم مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد کعبہ کا دروازہ کھلا تو دیکھا اندر دیواروں پر ملائکہ کی تصویر عورتوں جیسی لگے تھے اصل میں مشرکین ملائکہ پرستش کرتے تھے بت ان کے شفیع واسطہ تھے حضرت ابراہیم خلیل کی بھی تصویر لگے ہوئی تھی ان کے ہاتھ میں تھی کبوتر کی تصویر تھی تمام تصاویر کو دیوار سے مٹایا نیز بہت سی بنی دیوار میں لگی تھی سب سے بڑی بت ہبل بھی اس کو اپنے عصاء سے نیچے گرایا اور فرمایا جاء الحق وزحق الباطل۔

فتح مکہ کے پہلے دن کعبہ کو بتوں سے خالی کیا جہاں صنادید قریش اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے مشرکین کے عمائدین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جن سے وہ حاجتیں مانگ رہے تھے وہ آج محمد ذلت وحقارت سے گرا رہا ہے اور بت کچھ نہیں کر رہا بتوں کو توڑنے کے بعد بلال کو حکم دیا وہ کعبہ کی

چھت پر جا کر اذان دیں تطہیر کعبہ کے بعد آپ نے اطراف مکہ میں موجود بتوں کو توڑنے کے لیے لشکر بھیجا کتاب حیات محمد ص ۶۰۶ پر آیا ہے خالد بن ولید کی سر پرستی میں ایک لشکر بت عزی کو توڑنے کے لیے بھیجا جس کو سورہ نجم میں آیا ہے جب عزی کو گرایا تو بنی ۔۔۔۔۔نجدعۃ تلوار لے کر اٹھے تو خالد نے کہا لوگ تسلیم ہوئے تو وہ لوگ بھی تسلیم ہوئے جب یہ خبر نبی کریم کو ملی تو اللہ کا شکر کیا۔

دنیا میں لڑی جانے والی جنگوں تین چار ستون میں سے ایک ستون پر زیادہ اعتماد و ناز ہوتا ہے اس کا حساب کرنا ضروری ہے۔

۱۔قائد عسکر ایک جنگجو جنگی مشکلات سے آزمودہ پر اعتماد قائد ہے۔

۲۔قائد پر چنداں بھروسہ اعتماد نہیں لشکر پر اعتماد ہے لشکر فوج ایسی ہے وہ حرکات قائد کو نظر میں رکھتے ہیں۔

۳۔ہدف جنگ جنگ کا ہدف ایسا ہے جو انسان کے دل کو لگتا ہے جو بھی یہ ہدف سنیں گے اس کا گرویدہ بنے گا۔

اسلامی جنگوں میں مجموعی طور پر زیادہ اعتماد تیسرے ہدف ہدف جنگ کسب مال نہیں مستعمرات نہیں اسلام ہے۔

لیکن قومیت ایک فکر الحادی ضد دین ہے مغربی اتحادیوں نے سلطنت عثمانیہ کے خلاف دین سے ہٹ کر خون عشائر قبائل لغت اور تاریخ کو بنیاد بنا کر انواع واقسام قومیت کی تاسیس انیسویں میلادی کو رکھی ۔ابتداء میں بطور مخفی رکھا لیکن جلد ہی سوریہ اور لبنان میں اعلانیہ رکھا۔ جہاں کی آبادی میں مسیحیوں یہودیوں دروزیوں کی اچھی خاصی آبادی تھی۔اس کے بعد ۱۹۱۲ء کو پیرس میں ایک کانفرس منعقد کی اور اس فکر کو عربوں میں فروغ دیا اس وقت جمال عبدالناصر نے اس فکر کو اپنایا رفتہ رفتہ عربوں میں عرب اتحاد کی بات چلی عربوں کو طرائق قدادا بنایا۔اہل فارس تو پہلے ہی قوم پرست تھے اور ابھی بھی رفتہ رفتہ سرایت کرتے کرتے ہمارے وطن عزیز میں قوموں کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔

مسلمانوں کا حاکم مسلمان ہونا ضروری ہے:۔

ورنہ معاشرہ کفری وفرعونی جیسا ہوگا جہاں حاکم اور رعیت میں بہت فاصلے ہونگے درمیان میں بہت حجاب موانع ہوں گے ایک دوسرے رشتہ ناپید ہوں گے ہر ایک انسان کے اندر ایک خواہش جلب منافع فوائد ہوں گے اس کے حصول کی راہ میں حاکم کو پائیں گے یہاں حاکم اور رعایا میں کوئی ربط رشتہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کیلئے نیک تمنائیں اچھی خواہشات کا فقدان ہوگا یہاں یا ک دوسرے سے آنکھ چرائیں گے لیکن اسلامی معاشرے میں حاکم رسول اللہ کا تسلسل ہوتا ہے عوام حاکم کو رسول اللہ کا جانشین تصور کرتے ہیں اور رسول اللہ کو مبعوث من اللہ ہونے پر ایمان رکھتا ہے جو رشتہ رسول اللہ اور عوام میں ہونا ضروری تھا وہ یہ تھا یہ رسول ہمارے لئے ان جان ناواقف مجہول شخص نہیں ہے اس سے ہمیں کسی قسم کے ظلم زیادتی خیانت غلط گوئی جیسے برے عمل نہیں ہونگے چنانچہ اللہ نے سورۃ توبہ ۱۲۸، بقرہ ۱۵۱ میں یہی بتایا یہ رسول خود تمھارے بیچ سے انتخاب کیا فرمایا ''رسول منکم'' یہ منکم ان تمام غیر منکم کو نفی کرتا ہے۔

۱۔تمھارے ہی جنس سے منتخب ہے یہ بھی تم جیسے بشر ہیں جو بنیادی تقاضہ نفع نقصان خواہشات مکروہات تمھارے ہیں رسول درک رکھتے ہیں یہ ملائکہ جیسے نہیں ہیں کھانے پینے ازدواج اولاد سے لگاؤ نہیں رکھتا ہو ملک نہیں، جن نہیں ہیں تم ان کے آبا واجداد امہات تک کو جانتے ہو تمھارے درمیان پلے ہیں، کبھی کوئی منافرت خلاف طبیعت انسانی حرکت تم نے ان سے دیکھی؟ تم ان کو امین سمجھتے تھے ایسے امین تھے۔

۲۔تمھاری زبان میں تم سے بات کرتے ہیں ہر انسان کی دو زبان ہوتی ہیں، ایک زبان حروف وکلمات کی ہوتی ہے یعنی تم سے عربی میں بات کرتے ہیں ترکی جرمن میں نہیں دوسری اندر کے تقاضوں رجحانات میلان کیا نفع ومد ہے کیا نقصان ہے۔

کون سا نظام:۔[روزنامہ دنیا، بروز ہفتہ ۳ ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ کالم تکبیر مسلسل، خورشید ندیم]

کیا چین کا سیاسی نظام پاکستان کے لیے بھی سازگار ہے؟

ہم پر ایک دور ایسا بھی گزرا ہے جب ہمیں خوش خبری سنائی گئی کہ لینن اور سٹالن کی قیادت میں، ایک جنتِ ارضی آباد کی گئی ہے جہاں خلقِ خدا راج کرتی ہے، جو میں بھی ہوں اور جو تم بھی ہو۔ لوگ سرشار ہو کر ساحر لدھیانوی کی 'طلوعِ اشتراکیت' پڑھتے تھے اور خواب دیکھتے تھے کہ ہندوستان بھی روس بن جائے۔ جب آہنی پردہ ہٹا تو معلوم ہوا کہ جہنم کی کوئی تصویر ہو سکتی ہے تو وہی ہے جسے سٹالن نے آباد کیا۔ دور کے ڈھول سہانے۔

اس کے برخلاف سرمایہ دارانہ نظام نہ صرف قائم رہا بلکہ اس نے ایک صدی تک دنیا پر بلا شرکتِ غیرے حکومت کی۔ اس کا یہ اقتدار تادمِ تحریر قائم ہے۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ اس کا اندروں چنگیز سے بھی تاریک تر ہے۔ اس کے باوجود، وہ کیا جوہر ہے جس نے اسے فنا کے گھاٹ اُترنے سے محفوظ رکھا۔ یہی نہیں، آج اشتراکی جنتوں پہ بھی اسی کا پھریرا لہرا رہا ہے۔

میرا احساس ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام نے ایک پہلو سے خود کو انسانی فطرت سے ہم آہنگ بنایا اور وہ ہے شخصی آزادی کا تصور۔ سرمایہ دارانہ تصورِ انسان ادھورا ہے۔ اس پر اُٹھنے والے اعتراضات میرے علم میں ہیں۔ تاہم اس نے انسان کے بعض فطری مطالبات کو دریافت کیا اور ان کو بنیاد مان کر ایک نظامِ حیات ترتیب دیا۔ اس نے اس راز کو سمجھا کہ آزادی انسان کا فطری مطالبہ ہے اور اس کو رد کرتے ہوئے کوئی نظام، معاشی ہو یا سماجی، قابلِ عمل نہیں ہو سکتا۔

کھلی منڈی کے تصور اور فرد کی معاشرتی آزادی کے خیال نے، سرمایہ دارانہ نظام کو انسانوں کے لیے قابلِ قبول بنا دیا۔ اس نظام میں انسان کے جسم ہی پر نہیں، اس کے ذہن پر بھی اس کی حاکمیت کو تسلیم کیا گیا۔ حریتِ فکر کو بنیادی قدر مان لیا گیا۔ یہی سبب ہے کہ گزشتہ ایک صدی میں، جب نظری تقسیم زیادہ واضح ہوئی، فکر و فلسفے میں ارتقا کے تمام مظاہر مغرب ہی میں سامنے آئے۔ یہاں تک کہ اسلامی علوم اور فکر میں بھی اگر نئے دریچے وا ہوئے ہیں تو مغرب میں، الا ماشااللہ۔

کونسا نظام:۔

بطور مثال اگر کوئی شخص یہ لفظ ماسکو کرملن میں جا کر بولیں گے تو لوگ حیرت نہیں کریں گے کیونکہ مرکز الحاد مرکز اعلان جنگ بہ ادیان ہے لیکن یہ مملکت خداداپاکستان امید و مفخر عالم اسلام بولیں گے گویا کوئی بیوقوف یا ملحد جو بیوقوف ہی ہوتا ہے مسجد الحرام میں لا الہ بولیں۔لوگ آپ کو شکوک شبہات،نفرت وکراہت کی نظر سے دیکھیں گے کہیں کے یہ شخص امریکا برطانیہ کا جاسوس تو نہیں خیر آپ جلدی سے نکل کر فوراجہاز پکڑ کر لندن یا واشنگٹن پہنچیں وہاں یہ کلمہ بولیں کے آزادی تو فوراً آپ کو کلب سینما فحاشی خانہ دکھائیں گے وہاں سے مصداق کا دیکھنے کے بعد چوتھا مرحلہ یہ آتا ہے چیز آپ کو چاہیے کہ کہیں کسی اور کی تو نہیں کیونکہ آپ کی آزادی دوسرے کی آزادی پہنچنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے آپ کس آزادی کی بات کرتے ہیں،کہیں گے کہ یہ آزادی فطری ہے فطرت نے دی ہے،کیا فطرت اتنا شعور رکھتی ہے؟حق دینے میں امتیازی سلوک کریں آپ کو دیا ہے دیگران کو نہیں کیونکہ آزادی حیوان اور آزادی انسان میں فرق ہے اگر آپ شریعت کی دی گئے آزادی سے زیادہ استعمال کریں گے،تو اس کو خالق انسان نے حیوان سے بدتر اور گمراہ تر کہا ہے۔آپ جس آزادی کی بات کرتے ہیں ان میں سے ایک آزادی تعدی بناموس اغیار ہے آپ کہتے ہیں کہ مجھے حق ہے کہ فلاں سے عشق کریں،حیوان جس سے عمل جنسی کرنا چاہتے ہیں اس کے قریب جا کر سونگتا ہے اگر پتہ چلے کہ یہ کسی اور سے جنسی عمل کیا ہے تو چھوڑ کے جاتا ہے یا پھر عمل جنسی کرنے کے بعد اس کو چھوڑتا ہے متعرض نہیں ہوتا ہے اس طرح وہ محدود غذا پر اکتفاء کرتا ہے۔

اچھے نظام کی کیا شناخت۔

ایک انسان روزمرہ زندگی کی ضروریات خریدنے کیلئے نوکر ملازم یا کوئی بھی شخص بھیجتا ہے لیکن زندگی بھر کی ضرورت خریدنے کیلئے خود جاتے ہیں،گھر خریدنے کیلئے خود جاتے ہیں گاڑی خریدنے کیلئے خود جاتے ہیں،دیکھتے ہیں کونسا ماڈل کونسا رنگ ہے،خصوصیات پوچھتے ہیں پھر خریدتے ہیں

۔لیکن نظام زندگی چلانے کا نظام اخباری ملحدوں سے سن کر اپناتے ہیں جیسا کہ خورشید ندیم نے اخبار ریڈیو سے کارل مارکس پر ایمان لائے تھے،اس کے نظام کو قبول کیا۔

امتیازات ہونے چاہیے کہ جس کی بنا پر اس نظام کو دوسرے نظاموں پر ترجیح دی جا سکے۔اسی طرح ایک انتظامیہ کی کیا ذمہ داریاں ہیں کہ جس کی بنا پر کہا جائے کہ وہ ان ذمہ داریاں سے اچھی طرح عہدہ براں ہوگیں۔

نظام انتظامیہ کے مفہوم میں اسکی ذمہ داریاں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ برقرار عدالت ہے سورہ حدید ۲۵

۲۔ امت کو افتراق اور انتشار سے بچائے۔

۳۔ ملک مین امن قائم کرنا ہے۔

۴۔ ملکی معیشیت عام الحصول

۵۔ تعلیم وتربیت

دیمقراطی نظام:۔

دیمقراطی یعنی دین سے الگ بغیر شرکت دین نظام حیات کو لبرلزم بھی کہتے ہیں،کسی بھی چیز کے نام سن کر دیوانہ بندی، دیوانہ نمائی دانشوری نہیں کہتے ہیں بلکہ اس ابعاد،آغاز،انجام سب کو دیکھنا ہوگا۔ضد اسلام ہے مجھے سیکولرزم کے بارے میں تلخ کڑی بات سننے میں آیا ہے،ایک دفعہ گلگت بلتستان کے مذہبی قائدین کا نمائندہ آغائے رضی الدین برادر آغا ضیاء الدین اور آغا مولوی سلیم دونوں اقتدار پرست کراچی میں آ گئے انہوں نے جلسے کا اہتمام کیا جس میں گلگت بلتستان سے وابستہ شخصیات سیاستدان اور علماء کو بلایا، میں نہیں گیا دوسرے دن دونوں میرے ہاں تشریف لائے اور شکایت کی تو میں نے جواب عرض کیا آپ لوگ سیکولر نظام کے داعی ہیں میں اس نظام کے خلاف ہوں تو انہوں نے کہا کہ سنیوں کے مقابلے میں اچھا ہے۔اس سے تلخ جملہ ایران میں بڑے پائے کے عالم دین

جو مرحوم باقر الصدر کے مفتخر شاگردوں میں سے تھا میں نے ان سے کہا، بلتستان کے علماء سیکولروں کے حامی ہیں تو آپ نے فرمایا ورنہ آپ کی تکہ بوٹی کریں گے، یہی بات وہاں زبان زد علماء ہے۔ یوسف صاحب جن کے لئے کتاب علماء ودانشوران بلتستان کی دین وملی خدمات لکھی تھی یوسف مرادآبادی نے کئی بار مجھے فون کر کے کہا کہتے کہ ہم آپ کی کتابیں یہاں فروخت کریں گے، لیکن ہم نے انکار کیا کہ نہیں آپ لوگ سیکولر ہیں ہم تعاون نہیں کریں گے، ایک دفعہ بھی نہیں کہا کہ ہم سیکولر نہیں ہیں ۔ دیمقراطی کلمہ یونانی ہے وہاں کی اصطلاح میں اس کا مفہوم تھا۔ سیکولر یعنی دین مخالف نظام چونکہ اس کلمہ میں کفر سمویا ہوا ہے، مسلمانوں کیلئے زندہ نا قابل برداشت تھی تو انہوں نے اس کا ترجمہ پیش کیا اس میں بھی انہوں نے خیانت کی ترجمہ کیا ''علمانی نظام'' اس فکر کی پیدائش یورپ میں ہوئی جب کلیسا کو بند کیا گیا اس نظام میں عوام الناس کے مفاد کی کہاں ضمانت ہے یا نہیں واضح کرنا ہوگا۔ کسی بھی نظام کی بہتری کا انجام ایک طرف خود نظام ہوتا ہے دوسری طرف نظام کو چلانے والا شخص ہوتا ہے۔

مجتمع انسانی ایک نظام اجتماعی کے نیازمند ہے، وہ دنیا میں چلتے نظاموں میں سے ایک نظام اپنے ملک وملت کے حال احوال کے تناظر میں ایک نظام انتخاب کریں۔ پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا، وہ پہلے مرحلے میں اس نظام کو لینے یا خریدنے کیلئے تیار ہیں۔ باہر نظام فروش بازار میں کتنے نظام فروخت عطاء کیلئے تیار ہے وہ اپنا تعارف پیش کریں نظامات دنیا اپنی جگہ پیشہ وارانہ دار ہونا رصد حجت ہونا ضروری ہے اس سلسلے میں انہیں دلائل دینا ہوگا بعض نظام فقر دلائل رکھتے ہیں الفقر ھو موت ادا کر نظام سرمایہ داری فقدان دلیل ہونے کی واضح دلیل وثبوت ہمارا اپنا ملک ہے یہاں اس نظام کے داعیان نظام سرمایہ داری کے درسگاہوں کا فارغ التحصیل اسناد یافتہ ہے۔ ندیم صاحب کو شرم وحیا ہی نہیں آتی سب سے زیادہ نظام سرمایہ داری میں پسنے والا ملک پاکستان ہے اب تک وہ کتنے اربوں کا مقروض ہے؟ یہ رقوم کہاں سے لی ہیں؟ کہاں خرچ ہو رہی ہیں؟

حریت فکری:۔

حریت فکری مشاہدات عینی نہیں جیسے آسمان اوپر ہے زمین نیچے حریت فکری مسلمات ریاضی بھی نہیں دو چار ہوتے ہیں۔ مسلمات عقلی بھی نہیں ہیں اور قوی مسلمات میں سے ہو۔ یہ فکر تنازع تاریخی و ماخر ہے کوئی قوم کسی کی آزادی چھیننے پر تلی ہے نہ کوئی دینے پر، اس کیلئے خون کی ندیاں بہی ہیں جانیں ضائع ہوئی ملک تباہ ہوئے ہیں۔ بعض علماء ودانشوران ازطریق سحر بیانی یا طلسماتی یا تدلیسی یا احساس حقارت کے طور پر کہتے ہیں حریت فکر در اسلام، اسلام منادی آزادی ہے اس کا کوئی مفہوم نہیں۔ ان آیات کی کیا تفسیر کریں گے اگر اسلام کو قبول نہیں کریں تو یہاں سے ملک بدر کریں، کریں گے، بنی قینقاع، بنی نظیر، بنی قریظہ مشرکین مکہ سے کیا رویہ اپنایا۔

حریۃ الاعتقاد:۔

کتاب عنایۃ القرآن بحقوق الانسان ج ۱ ص ۹۷ پر آیا ہے انسان اپنے اعتقاد انتخاب عقائد میں حر ہونا چاہیئے، اس کو کسی عقیدے کو اپنانے پر مجبور نہ کریں کسی قسم کے وسائل اکراہ استعمال نہ کریں، اس کیلئے ہود ۱۱۹۔۱۱۸ سے استناد کیا ہے۔ رعد ۷، نحل ۴۴، سباء ۲۸، جاثیہ ۲۱، ہود ۲۸ سے استناد کیا ہے۔ اعراف ۶۷، ہود ۸۶، بقرہ ۲۵۶۔

لیکن یہاں دو ملاحظات ہیں۔

۱۔ اکراہ میں دعوت کو جو دلائل وبراہین سے استناد ہو نفی کیا ہے۔

۲۔ کسی عقیدہ کو اپنانے سے روک بھی نہیں سکتے ہیں ذکر نہیں کیا ہے۔

نظام سرمایہ دار ملحدوں کا ہے، ایک شخص یہودی، ملحد، نظام الٰہی سے بچنے کیلئے اختراع کیا ہے اس نظام کا پہلا حملہ ناموس انسانیت، ناموس شرافت، ناموس عصمت وطہارت پر مجرمانہ کیا ہے اس نظام سے حاصل کوئی نیک کام تاریخ میں نہیں مل سکتا۔

سقراط:۔ [فلسفہ از تاریخ تالیف محمد شاد ج ۲ ص ۲]

کتاب موسوعۃ عربیہ میسرہ ج ۱ ص ۹۸۵ متولد ۴۶۹۔۳۹۹ وہ ضد۔۔۔۔۔ تھے۔

از نظر خورشید ندیم ہفتہ ۳ ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ اخبار دنیا صادر از کراچی کے کالمی صفحات میں "کونسا نظام" میں لکھتے ہیں کیا چین کا نظام پاکستان کیلئے سازگار ہے؟ ہم پر ایک دور ایسا بھی گزرا ہے جب ہمیں خوشخبری سنائی گئی کہ لینن اور سٹالن کی قیادت میں ایک جنت ارض آباد کی گئی ہے جہاں خلق خدا راج کرتی ہے۔ جب آہنی پردہ ہٹا تو معلوم ہوا جہنم کی ایک تصویر ہوسکتی ہے۔ اس کے برخلاف سرمایہ دار نظام نہ صرف قائم رہا ہے بلکہ ایک صدی تک دنیا پر بلا شرکت غیرے حکومت کی۔ میرا احساس کہ سرمایہ دارانہ نظام ایک پہلو سے خود کو انتہائی فطرت کا ہم آہنگ بنایا اور وہ شخصی آزادی کا تصور آزادی انسان کا فطری مطالبہ ہے۔ خورشید ندیم آگے چل کے قرآن پر بھی نقطہ اٹھایا ہے۔

شخصی آزادی کا تصور انسان کا فطری مطالبہ ہے یہ خورشید ندیم، بلاول، ویلنٹائن آزادی مارچ اداکاران کا متفقہ دعوی ہے اگر ہر دعویٰ قابل پذیر ہوتا تو عدالتوں میں نظام رجسٹریشن نہیں ہوتا یا پہلی عدالت یہ قابل سامعت ہے یا نہیں نہیں ہوتی۔ اسی طرح باہر سے دعویٰ غلط بنیاد ہونے کی وجہ سے عدالت عالیہ دعوی دائر کرنے والوں کو غیر سنجیدہ قرار نہیں دیتی ہے۔ یہ تصور آراء غیری تصور فرعونی ہے آپ کو اپنے مدعا کا پہلے کلمہ سے لیکر آخری مدعی تک کے مصادر پیش کرنا ہوگا کلمہ آزادی کلمہ حریت کا اردو ترجمہ ہے کلمہ حریت کے اندر مفہوم آزادی کی کیا تصویر پیش کی ہے؟ آزادی حریت کا یہ کلمہ اپنی جگہ چار منازل رکھتا ہے جبتک وہ اپنی تین منزلیں طے کر کے چوتھی منزل تک نہ پہنچیں یہ ایک وہم و خیال وگمان ہی رہتا ہے۔ منزل اول تصور آزادی ذہن میں اس کو گردش دیتا ہے بہت سوچتا ہے کہ میں یہ لفظ بولوں یا نہ بولوں۔ شاید آپ چند سال پہلے اسلام کے خلاف کچھ بولنے ظاہر کرنے سے تقیہ کرتے تھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ مرحلہ وار تقیہ سے نکل رہے ہیں، جب بولتا ہے تو سامعین اس کا مصداق ڈھونڈتے ہیں یہ کہاں ہے۔

پاکستان:۔

کلمہ پاکستان جو کہ آپ کے عنوان میں موجود کلمہ بکلمہ وضاحت طلب ہے سب سے پہلے کلمہ پاکستان ۔پ۔ا۔ک۔س۔تا۔ن۔ سے مرکب کا ایک لغوی معنی بنتا ہے یعنی پاک والوں لوگوں کا وطن آپ سے سوال یہ علاقہ یہ چار مختلف قوموں پر مشتمل علاقہ ۱۹۴۷ کو پاک والوں کا وطن بنا تھا یا ۹۴ ہجری قمری کو بنے تھے اگر چہ اسم گزاری بعد میں ہی کیوں نہ ہو جیسے کہ نبی کریم ہجرت کے موقع آپ کے مہجر کا نام یثرب تھا لیکن ایک عرصہ گزرنے کے بعد مدینہ نام ہو گیا تھا اس حوالے سے اس علاقہ کا نام پاکستان بتاتے ہین اس کا کوئی مقابل ہے جو پاک نہیں ہے یہاں سے واضح ہوتا ہے پاکستان کے کلمہ میں اس کی تاریخ میں گاڑھی ہوئی ہے یعنی یہ علاقہ ۴۹ سے ۹۴ کے دوران مسلمانوں کا وطن بنے تھے یہاں تین قسم کے لوگ رہتے ہیں ایک مسلمان جو کل آبادی پر مشتمل ہے ایک اقلیت والے مصطلح میں اقلیت یہود ونصاری کہتے ہیں ایک ہندو جو مسلمان معارض ہے۔

پاکستان ان سات حروف سے مرکب کلمہ کے اندر سے اسلام نکلتا ہے کیونکہ پاک نشینوں کا ملک ہے مشرکین کا ملک نہیں ہے وہ اگر یہاں سکونت رکھتے ہیں تو اسلام کا ضیف ہے۔جب اس کلمہ کے اندر سے اسلام نکلتا ہے تو ہر فرد مسلمان کی زمہ داری ہے ک وہ اس ملک کو ہر قسم کے بیرونی اور داخلی گزند سے بچانے کیلئے اپنی ہر چیز قربان کریں۔میری جان ہر طرف ہر قسم کے لئے قربان ہونے کیلئے تیار ہے اگر کوئی میرا وجود غلامی خریدیں تو میں اس قیمت کو پاکستان کی بقاء میں دینے کیلئے تیار ہوں۔پاکستان کی بقاء اسالم میں مسلمانوں کی عزت وقار ملکی سالمیت۔۔۔

ہماری تاریخ اسلام ہے لہٰذا ہم اسلام کی آمد کیا تاریخ شمسی سے نہیں لیں گے کیونکہ قرآن میں آیا ہے تاریخ اسلام قمری ہے شمسی نہیں گر چہ شب وروز میں کردار شمس کا ہے۔ہماری تاریخ وہمات فرضیات کی تاریخ نہیں ہے جیسے تاریخ میلادی فرضات پر مبنی ہے، ہماری تاریخ شکست وہزیمت کی تاریخ نہیں جیسے اہل مکہ اسلام کی آمد سے پہلے عام الفیل سے لیتے تھے۔ہماری تاریخ کسی فرد کی میلاد نہیں لہٰذا مسلمانوں نے اپنی تاریخ میلادی کو نہیں بنایا۔یہ میلادالنبی مسلمانوں کا نہیں صوفیوں کی میلاد

ہے جوجنہوں نے ایڑی چوٹی لگائی ہے کہ اسلام کواپاہج کر کے چھوڑیں۔ ہماری تاریخ تنظیمی اجلاس کی تاریخ نہیں ہے جس طرح اہل پاکستان ۱۴ اگست کومناتے ہیں، یہاں کے تھنک ٹینک، روشن خیال، فلسفی بننے والوں کواحساس نہیں کہ اس ملک کی تاریخ کس بنیاد پر رکھیں۔ ہمارے قائدین کی میلادو وفات نہیں جس طرح یہاں بسنے والوں پر یہاں کے حکمرانوں جناح واقبال کی ولادت اوروفات کی تاریخ ٹھوس کرخزانہ ملک رقم ضخیم بلاجوازخرچ کر کے رکھااور ملک کوولادت اورممات کوایک تاریخ بنایاہے کہ وہ منائیں۔ ہماری تاریخ جھوٹ پرمبنی کہ کعبہ میں پیداہونے والاجھوٹادن منائیں، لہٰذامزاج اسلامی نبض امت کے نباض عمر بن خطاب نے ولادت نبی کریمؐ کواپنی تاریخ کی ابتداء کا دن نہیں بنایاچونکہ اس دن بت پرستی اپنے عروج پر تھے، بعثت ان کی چھاؤں میں ہوئی تھی۔ ہماری تاریخ مصیبت کی تاریخ نہیں اس لئے یاران باوفاءاسلام و نبی اسلام نے وفات نبی کا سوگ نہیں منایا ،اس دن کواپنی تاریخ نہیں بنایا۔ ہماری تاریخ مقدمۃ الجیش اسلام سابقین واولین اسلام جن کی شان میں اللہ نے فرمایاہے﴿وَ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهاجِرِينَ وَ الْأَنْصارِ وَ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ ﴾۔انہوں نے نبی کریمؐ کی نہ ہی ولادت اورنہ ہی وفات منائی، یہ تاریخیں ابوبکروعمروعثمان وعلی کی یادگارنہیں یہ قیروان قاہرہ کی یادگارہیں۔ یہاں اورکس نے یہاں اسلام پھیلایا اسلام کولایادیکھیں گے ہم مسلمان ہیں ہمیں تاریک ہند سے کوئی رشتہ نہیں لہٰذاہند کی تاریخ کوبھی اسلام کے زاویہ سے پڑھیں اورلکھیں گے۔

مشکل اجتماعی:۔

عصر معاصر میں انسانیت کودرپیش مشکلات میں سے اہم مشکل اقتصادی نہیں بلکہ خود اجتماعی ساخت ہے بلکہ سب سے بڑااورگھمبیر مشکل ہے۔ انسان جب تنہازندگی یاانفرادی زندگی گزارے تو اتنامشکل نہیں ہوگا جس قدراجتماعی بننے کے بعد عارض ہوتاہے۔ آیئے دیکھتے ہیں انسانی اجتماعی زندگی کب تکون پاتی ہے۔ انسان کااجتماعی زندگی حدبلوغ کوپہنچنے کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔

قومی ریاست (۵۵) ۴ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

مجتمع انسانی کو ایک نظام میں جمع کرنے کا تصور خود بخود ذہن انسانی میں اس وقت القاء ہوتا ہے جب وہ کسی ضروریات کے حل میں خود قاصر عاجز محسوس کرتی ہے وہ اس ضرورت کو خود تنہا ہی حاصل کرنا مشکل یا ناممکن محسوس کرتا ہے یہی صورت دیگر افراد میں بھی احساس ہوتا جاتا ہے یہاں سے یہ کہنا درست ہوتا ہے بعض انفرادی مسائل کا حل اجتماع میں ہی حل پذیر ہے یہاں اجتماع کی ضرورت پڑتی نظر آتی ہے جہاں اجتماع میں بہت سے مسائل حل ہوتے نظر آتے ہیں وہاں اجتماع خود بھی مسائل پیدا کرنا شرع کرتا ہے وہ کتنی گنا زیادہ اور مشکلات پیدا کرتا ہے یہاں سے اجتماع سے جنم لینے والے مسائل حل کرنے کیلئے نئے نظام کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں ان بعض اجتماعی مسائل کا مشکلات کی طرف اشارہ کرنا مناسب نظر آتا ہے۔

۱۔خود نظام اور انتظامیہ میں نقص وعیب، طرف داری، جانبداری نظر آتی ہے وہ زیادہ مشکل نظر آتا ہے۔

۲۔سب سے خطرناک مسلمان معاشرے کیلئے ناموس کا عدم تحفظ خاص کر سیکولر معاشرہ میں روز افزوں نظر آتا ہے۔

جب وہ بیرونی حملوں سے اپنے وجود کو خطرے میں دیکھتا ہے اور جب خطرات ٹل جاتا ہے۔ امن وسکون برقرار ہوتا ہے دوبارہ انشقاق شروع ہوتا ہے۔ نظام اجتماعی کی ضرورت احتیاجات ہے۔ انسان کے اندر گرائش اجتماعی ایک غیر معمولی عنصر ہے بلکہ حیات انسان بغیر حیات اجتماعی امکان پذیر نہیں ہے، اجتماع اس کے لئے ناگزیر ہے۔ جس طرح افراد اجزءِ جسمی سے مرکب ہوتے ہیں اور ان اجزائے جسمی میں خلل فرد کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے، کبھی ایک فرد ناقص وعاجز بن جاتا ہے مجتمع کے لیے ضرر ثابت ہوگے۔ مجتمع افراد صالح پر متوقف ہو تو اس مجتمع اسلامی کی ترکیب دیگر ملل سے بہت حد تک مختلف ہوتی ہے۔

مجتمع اسلامی کی ترکیب زوجیت سے شروع ہوتی ہے، زوجیت میں جو صفات وخاصیت پائی

جاتی ہیں وہ مجتمع تجارتی صنفی سیاحتی، مجتمع علمی میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ مجتمع زوجیت یہ خصوصیات میں پایا جاتا ہے۔

۱۔ دو افراد میں الفت محبت عطوفت پائی جاتی ہے۔

۲۔ مجتمع انسان مدنی الطبع ہے یعنی انسان اپنے ہم نوع سے محبت الفت رکھتے ہیں۔ یہ کہاں سے کہتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو انسان کی انسانیت تو زائل نہیں ہوگی لیکن ایک دوسرے سے نزاع نفرت کیوں ہوتی ہے۔ کیا یہ محبت الفت دوطرفہ ہے یا یک طرفہ ہے اگر دوطرفہ ہے، اگر یہ یک طرفہ ہے تو یہ الفت محبت نہیں ہے بلکہ جال دام صیادی ہے۔ باپ سے اس وقت تک محبت کرتے ہیں جب تک خود مستقل نہ ہو جائیں۔ جس دن کسی نے بھی اس کی ضروریات کی کفالت لے لی اسی دن وہ منہ موڑ لیتا ہے یہ میں نہیں کہتا ہوں اللہ فرماتے ''جب انسان مستغنی ہو جاتا ہے آیت لگانی ہے تو وہ منہ موڑتا بیٹا جب تک زوجہ نہ ہو ماں سے محبت کرتا ہے لڑکی جب تک شوہر نہ ملے ماں سے محبت کرتی ہے۔

ملکوں میں بننے والی حکومتوں کی پہلی اینٹ اجتماع ہوتی ہے اس کا ذکر نہیں کیا لہٰذا قران میں اس بارے میں خصوصی ہدایات آئی ہیں وہ زانیہ سے ازدواج نہ کریں۔ نسل جوان کے ایک گروہ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس لڑکی کو پسند کرتے ہیں جسکے بہت سے جوان گرویدہ ہوں۔ میں نے اپنی اس عمر میں چند ایسے جوانوں کی شکایت سنی ہے کہ ان کی ماں زانیہ ہے بعض کو گھروں میں آنے والوں پر شکوک شبہات رہتے ہیں، اپنی زوجہ کو کسی نامحرم، پہنچاننے والے اچھے دوست ہی کیوں نہ ہو وہ اس سے بلا تکلف بات کرنا سننا برداشت نہیں ہوتا ہے چنانچہ اس سلسلے میں ایک حکایت اقای مرحوم سید حسن شیرازہ برادر اقای سید محمد شیرازی مجتہد تھے سے نقل ہے جو اپنے دور کے علوم عربی پر تسلط وعبور رکھنے والوں میں سے تھے ان کی بہت سی تصنیفات ہیں کربلا میں منعقد امیر المومنین سے منسوب سیمینار میں ان کا خطاب سنا تھا اس وقت ہم وہاں تازہ تازہ پہنچے تھے انھون نے دو جملات ایسے بیان

کئے جس نے پورے کربلا کو ہلا کر رکھ دیا پہلا جملہ یہ تھا کہ ''**نهج البلاغه منهل الاحکام**'' میں دوسرا ''**اسلامنا اهل الشعوب افیون الشعوب الامنا امل شعوب......**'' لہٰذا انکی تمام تالیف ۔۔۔ صفحہ ہ کیوں نہ ہوتا خرید تا تھا، ان میں سے چند ادب سے متعلق تھا۔ میں ادب سے دور انسان ہونے کی وجہ سے اس کو نہیں چھوتا تھا۔ ابھی حال میں ان کو اٹھایا ایک کا نام ''**العمل الادبی**''۔

باہر کوئی چیز پڑی ہو اس کے حصول میں جگڑا فساد نہ ہو جائے جیسے تنور کے باہر لوگوں کو ایک لین میں رکھتے ہیں تا کہ ہر ایک کو روٹی اپنی باری میں ملے وہ روٹی ہے یا بنک میں ودیعت رقوم ہے لہٰذا یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اجتماع باہر موجود کوئی چیز ہے جس کے حصول میں افراط وتفریط نہ ہو ہر ایک اپنی مقدار حق میں حصول کریں

اجتماع ہو باہر جو چیز موجود ہے وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔

زمین ہے اشجار ہیں پانی ہے لیکن انسان کے خطور میں سے بھی آتا ہے۔

نظامہائے اجتماعی:۔

نظام اجتماعی دائر بین نظام ہائے سرمایہ داری اشتراکی اسلامی۔

ہر ملک خطہ علاقہ آزاد خودمختار آزاد ہے ان تین نظاموں میں سے ایک اپنے لئے انتخاب کریں لیکن انتخاب عامی اندھا نہ ہو بلکہ عن بصیرۃ، عن عقل، علم وبصیرت، عقل وخرد موازین واصول در انتخابات کی روشنی میں اعلیٰ وارفع ترجیحات کے ساتھ انتخاب کریں لیکن مفاد پرست، سود جو، مادہ پرست لوگ سوچنے سمجھنے اور غور وفکر کے مواقع نہیں دیتے وہ ایسے حالات پیدا کرتے ہیں۔ چند منٹ آپ کو مہلت دیتے ہیں پھر گھنٹی بجے گی وقت ختم ہو گیا۔

چنانچہ سرمایہ دار اور اشتراکی والوں نے اسلام والوں کے ساتھ ایسا ہی کیا یہاں تک اسلامی نظام اقتصاد کو درمیان سے اٹھایا اور مقابلہ میں اشتراکی اور سرمایہ داری رکھا چنانچہ ہمارے ملک کے

ھندوؤں کے وکیل خورشید ندیم نے کہاہاں کچھ عرصہ پہلے روس میں لینن اور سٹالین نے جنت نظیر نظام کا اعلان کیا تھا وہ اپنے گہوارہ میں نوعمری میں مرگیا، اب دنیا میں ایک ہی نظام باقی ہے جس نے اپنی طاقت وقدرت سے منوایا ہے کہ دنیا میں صرف ہم ہی تنہا ہیں لیکن نظام نافذ نہ ہونے دینا اپنی جگہ مسلّم ہے کیونکہ الحاد شرق وغرب بمع درمیانی وسطی الحادین کے درمیان اتحاد قائم ہو چکا ہے کہ اسلام کو کسی بھی قیمت پر آنے نہیں دینا ہے۔لیکن متشددین کے۔۔۔۔لیکن دین اسلام جبر واکراہ نہیں دین ورضا ورغبت والا دین ہے یہ اپنے نظام کے حسن وخوبی اور امتیازات کو دنیا کے سامنے محل ملنے پر پیش کریں گے۔

ہم ان تینوں نظاموں کیلئے دو وراثتی نظام کی مثال پیش کرتے ہیں۔

ایک انسان نے اپنے بعد دو بیٹے چھوڑے یہاں قانونی طور پر جائیداد دونوں بھائیوں میں برابر ہوگی لیکن دیگر عوارض کی بنیاد پر ایک مالک کل بنے گا دوسرا اس کا اجیر بنے گا۔اگر سرمایہ دار ہے نالائق اس کا مزدور ومزارع بنے گا، اگر۔۔۔۔۔۔وہ مالک دوسرا مزدور بنے فرق سرمایہ دار ہی مالک بنے گا۔

۲۔ایک نے دو بیٹے ایک بیٹی چھوڑا۔ایک دفعہ معاہدے سے تینوں کو حصہ ملتا ہے ہر ایک اپنا حصہ لیتا ہے۔

دوسرا لڑکی کو حصہ نہیں دیتا دونوں کی کوشش ہوتی ہے بہن کا حصہ خود کھائیں جس نے بہن کا حصہ کھایا وہ سرمایہ دار بنے گا رفتہ رفتہ بہن اور دوسرا بھائی بے روزگاری کا سامنا ہو۔

یہاں اس اجتماع انسانی کو تحلیل کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ یہاں ایک طبیعت ہے بنام زمین صحرا پہاڑ جنگل دریا سمندر، یہ طبیعت انسانوں کا پیدا کردہ نہیں ہے لہٰذا کوئی انسان اس طبیعت پر ملکیت مطلقہ ''کیف ما یشاء'' نہیں رکھتا ہے۔

۲۔ یہاں انسانوں کا افواج ہے جم غفیر ہے، انبوہ بے کراں ہے۔

۳۔ یہاں ایک نظام ہے اس کے نفاذ کیلئے ایک انتظامیہ چاہیئے انتظامیہ بغیر نظام بے معنی ہے ،نظام بغیر انسان بے معنی ہے لہٰذا انتظام اپنی جگہ اپنی ضروریات کے درآمدی مواقع جداگانہ بدون نیاز عامۃ مردم ہونا ضروری اور ناگزیر ہے۔ جبکہ نظام سرمایہ داری اصل افراد ہے انتظامیہ ان کی محافظ ہے وہ ان کی آزادی کا محافظ ہے وہ ملازم افراد ہے، لہٰذا نظام سرمایہ داری میں حکومت جزء سرمایہ دار رہے کوئی الگ چیز نہیں وہ کوئی سرمایہ داری کے خلاف کوئی قانون نافذ نہیں کرسکتا ہے۔

انسان اور نظام اجتماعی:۔

انسان ایک انتظام اجتماعی:۔

انسان اپنے ہم نوع کے ظلم اور ناانصافی سے کم سے کم خلاصی رہائی کیلئے کم سے کم حد تک ایک نظام اجتماعی کا نیازمند ہونا مفروغ عنہ ہے اس میں اختلاف نہیں لیکن اس کی وجہ سبب انسانی طبیعت میں موجود یا مدنی الطبع کی تفسیر اپنے ہم نوع سے انس کی بنیاد بے بنیاد ہے۔ انسان اپنے ہم نوع سے ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے کہ کہیں وہ اس کو نہ پھنسائے جتنا انسان اپنے ہم نوع سے خائف رہتا ہے کوئی حیوان ایسا نہیں ملے گا، بیوی شوہر سے، شوہر بیوی سے، بھائی بھائی سے، باپ بیٹے سے، بیٹے باپ سے، دوست سے حالت دوستی میں ہی خائف رہتا ہے کہ وہ بے وفائی نہ کریں، یہ حلیہ انسان انسان انس رہتا ہے، تدلیس دھوکہ ہے۔

۲۔انسان اپنے جینے کیلئے بہت مسائل میں دوسرے کا نیازمند رہتا ہے وہ اپنی تمام نیازمندی ازخود پورا نہیں کرسکتے ہیں۔

۳۔لیکن یہ نظام کون بنائے گا کس کو حق حاصل ہے کہ وہ انفرادی طور پر اجتماعی طور پر تمام ہم ملک کیلئے ایک قائم بہ عدل نظام بنائیں، یہ انسان کی استطاعت میں نہیں ہوتا ہے اس کی دو دلیل ہے۔

ا۔ انسان نے اپنی تاریخ نظام سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ انسان صالح برائے دیگر بنانے کی

صلاحیت نہیں رکھتے، جن کا ایک نمونہ روش اقوام متحدہ ہے وہ انسان کو نظام عدالت نہیں دے سکا۔

۲۔ پھر یہ سوال پیش آتا ہے اس ناگزیر ضرورت کو کیسے اور کون پر کریں؟ یہاں ایک خلط ہے وہ نظام آئین زیستی، آئین حیاتی وہ تو کوئی نہیں دے سکتا سوائے خالق انسان کے۔

لہٰذا ہم بنیاد سے انسان کو اٹھاتے ہیں ایک پر حکم نافذ کرنے کا حق بنیادی طور پر کس کو حاصل ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کوئی بھی دوسرے پر حکم نافذ کرنے کا حق نہیں رکھتا ہے حکم بذات دوسرے پر ظلم زیادتی تصور ہوتا ہے، کلمہ حکم میں برتری پایا جاتا ہے لہٰذا ایک انسان کو دوسرے انسان پر حق حکومت نہیں رکھتا ہے یہ حق صرف انسان کے خالق و مالک کو پہنچتا ہے لہٰذا جو بھی چاہے، اویجاتی تصویب شدہ ہو یا فقہاء مجتہدین کا استفراغ قیامت کا نتیجہ ہو دونوں پر ہوتا ہے حق حکومت خالص اللہ کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں اس کو واضح کرنے کیلئے ہم کلمہ حکم سے ہی شروع کرتے ہیں۔

کلمہ "حکم" ابن فارس ۳۹۵ھ پر لکھا ہے۔ ح۔ک۔م۔ سے مرکب اس کلمہ کا ایک ہی اصل بتایا ہے انہوں نے بتایا "**الحکم وھو المنع، وھو المنع من الظلم، وسمیت حکمة الدابة و احکمتھا**" جو حیوان کے منہ میں لگانے والے لجام کو کہتے ہیں، یہ کلمہ قرآن کریم میں مختلف صیغہ میں ایک و پینسٹھ ۱٦۵ بار آیا ہے۔

موسوعۃ کویتیہ ج۱۸ ص٦۵٠ آیا "**الحکم القضاء و الاصل المنع مادہ حکمت الدابة**" سے لیا ہے اگر کسی کو منع کرنے کے بعد مخالفت کریں تو اس کو گرفت میں لینے کی استطاعت رکھنے والے کو حاکم مہیں گے لہٰذا حلق جمادات، نباتات، حیوانات کے بارے میں یہ کلمہ استعمال نہیں ہوگا کیونکہ مخلوقات حکم حق سے عدول نہیں کرسکتے، جن کو مخالفت کرنے کی گنجائش دی ہو کہ وہ مخالفت کریں پھر اس کو گرفت کرنے کی استطاعت رکھا۔

خصائص مذمومہ۔۔۔۔۔۔ص۲٠:۔

۱۔الصخر عندالشدہ۔۔یونس۔۔ ۲۔الجدال۔کہف ۵۴ ۳۔الجزع۔معارج ۲٠

۴۔الجہل ۔احزاب ۷۲ ۵۔حب الدنیا، قیامۃ ۲۰ ۶۔خصومۃ ۔نحل ۴
۷۔حب المال۔فجر ۲۰ ۸۔ضعف۔نساء ۲۸ ۹۔الطغیان۔علق ۷
۱۰۔ظلم، ابراہیم ۳۴ ۱۱۔العجلۃ ۔اسراء، ۱۱ ۱۲۔الغرور۔۔۔۔۔۔
۱۳۔الفخر، ہود ۱۰ ۱۴۔الفرح، ہود ۱۰ ۱۵۔القتور، اسراء ۱۰۰
۱۶۔العنود، روم ۳۶ ۱۷۔الکفران، ہود ۹ ۱۸۔الکنود، عادیات ٦
۱۹۔منع عن الخیر، معارج ۲۱ ۲۰۔نیسان شکر، یونس ۱۲ ۲۱۔لیئوس، ہود ۹

انسان کے اندر مندرجہ بالا صفات کے ہوتے ہوئے وہ تمام انسانوں کیلئے بلا امتیاز قانون پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔

نظام اجتماعی میں تمام انسانوں کیلئے بغیر کسی لسانی، رنگ، خون، صنف کے من حیث الانسان نظام بنانے کی صلاحیت کا عنصر نہیں پایا جاتا ہے۔کہیں کسی موقع محل پر غریب فقیر پرور دکھائی دیتا ہے وہاں لش پش اس کے ذاتی فوائد نظر میں ہوتے ہیں لہٰذا وہ کسی صورت میں تمام انسانوں کیلئے آئین زندگی دینے۔۔۔۔اجتماعی، علمی حوالے سے قاصر ہے۔ الیہ انتظامیہ یعنی آئین کے نفاذ میں خود اس کے علاوہ کوئی اور راہ نہیں ہے کیونکہ اس میں اس کا نفع نقصان پایا جاتا ہے اس کو اس منافع کی جلب اور مضرات کے وضع کا حق ملنا اس کا حق ہے لیکن بعض اوقات اہم مہم، کم زیادہ کی بنیاد بر داشت کرنا عقلی اور ناگزیر ہے جو وہ اپنی انفرادی زندگی میں کرتا رہتا ہے۔

نظام اسلامی:۔

ان دو کلمات سے مرکب کلمے کے دو مصداق ہیں، اکثر و بیشتر اختلاف ان دونوں میں عدم تمیز سے پیدا ہوا ہے۔

۱۔ پہلا مصداق خود نظام ہے۔کلمہ نظام عرف عام میں اس کے لئے کبھی آئین حیات کہتے ہیں کبھی قانون مصطلح اسلامی میں شریعت کہتے ہیں۔شریعت اسلامی میں مخصوص بہ اللہ سبحانہ ہے اس میں

بلاشریک ہے۔کثیر آیات کے تحت یہ حق نبی کریم کو بھی نہیں ہے کہ کسی شق میں اضافہ کریں۔عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ بات قرآن اور سنت میں ہے یہ غلط بات ہے اس حوالے سے دلائل موقع محل پر دیئے جائیں گے۔

۲۔ دوسرا مصداق اس نظام کو تطبیق کرنا ہے یہاں تطبیق و نافذ کرنے کے لئے بھی نظام چاہیے۔یہ نظام خود لوگوں نے بنایا ہے جن پر یہ نظام لاگو ہے جب اللہ کے نبی ان کے درمیان موجود تھے تو اسکا سربراہ نبی ہوگا لیکن انتظامیہ امت سے ہی ہوگی۔یہاں یہ بحث ضروری ہے کہ نبی کریم کے بعد اس نظام کا طریقہ کار سربراہ انتظامیہ کا تعین کیسے ہوگا اسکی کیا شرائط ہونگیں۔اس کی دو بنیادی شرائط ہیں۔

۱۔ وہ شخص اس شریعت سے واقف و آگاہ ہو اور اس پر ایمان کامل رکھتا ہو۔

۲۔ عادل ہو۔

اسکی انتظامیہ بننے کی یا بنانے کا طریقہ کار کیا ہوگا اس پر بحث کرنی ہوگی۔

اسلام نظام مدون نہیں:۔

جو کچھ اس سلسلے میں بازار کتب میں نظر آتا ہے وہ بیسویں صدی کے بعد سرمایہ داری اور اشترا کی نظام کے درمیان ایک نظام ہے جو اسلام کے بول بالا چاہنے والے علماء کا فتاوی مجتہدین اور احادیث کی روشنی میں ترتیب دیا ہے۔اسے انکا رسالہ عملیہ کہہ سکتے ہیں نظام اسلام نہیں۔کیونکہ فقہا اور احادیث دونوں مصادر اسلام میں شمار نہیں ہوتے مصادر اسلام صرف قرآن ہے سبق و تربیت قرآن عنادی کے حوالے سے مرتب و منظّم صورت میں نہیں ہے بلکہ منتشر صورت میں ہے۔قرآن میں نظام سیاسی اجتماعی اور مالی یا مثل مسائل نسواں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

عالم اسلام میں اس موضوع پر کوئی کتاب مدون نہیں ہے۔اس سے مراد یہ نہیں کہ میں پہلا شخص ہوں جو قلم اٹھا رہا ہے بلکہ ان ذوات کرام رحم اللہ نے اس باب کو کھولا ہے۔

۱۔ العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام تالیف سید قطب

۲۔ الاسلام والنظفہ الاقتصادیہ المعاصر ابوالاعلی مودودی

۳۔ اشتراکیہ الاسلامی مصطفیٰ سباعی۔

۴۔ اقتصادنا تالیف باقر الصدر

۵۔ فقہ۔۔تالیف یوسف قرضاوی

۶۔ نظام الاسلام الاقتصادی مبادوقواعد العامہ محمد مبارک

۷۔ الاقتصاد فی الاسلام سید حسن شیرازی

۸۔ اقتصادی اسلامی سید محمد شیرازی

۹۔ اقتصاد اسلام مرتضی مطہری

۱۰۔ اقتصاد فی اسلام محمد باقر صدر

۱۱۔ نظام مالی محمد مھدی آصفی

۱۲۔ الرباء ابوالاعلی مودودی

نظام سرمایہ داری کی بنیاد:۔

نظام سرمایہ داری کی بنیاد اللہ کی جگہ، ایمان باللہ کی جگہ، ایمان بانسان پر مبنی، محور انسان ہے۔لیکن انسان کے ایمان انسانیت کی بجائے ایمان بذات خود وقدرت کے خلاف ہوگیا۔

مکان پیدائش نظام سرمایہ تاریخ پیدائش سبب پیدائش

آزادی مطلق خسیس ترین حیوانات کی طرف رجعت:۔

آزادی بغیر حدود وقیود امکان پذیر نہیں حتیٰ مافیا فساد کی طرف سے اکسانے پر سرگرم افراد اگر ان کے کہنے پر کام نہیں کریں گے وہ اپنا وعدہ وفا نہیں کریں گے۔

دنیا میں انسانوں کو وحشیوں سے حیوان زیست سے رہائی تنہا ایمان باللہ وایمان بہ آخرت میں منحصر ہے دین وایمان سے ہی شرافت اور سعادت کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے دنیا یہود ونصاریٰ شراف

خود ہدایت اللہ حقیقی سے محروم ہونے کے بعد جعلی منقولات منسوب اللہ ان کی ہدایت سے عاجز ہو گئے یہاں سے انہوں نے اہل اسلام کو دعوت یہودیت اور مسیحیت دے نہیں سکے تو انہوں نے علم کے نام سے گمراہ کیا۔ اہل ایمان ایمان دے کر علم حاصل کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے تو علم پرستان نے بے تحاشا غیر معمولی بلکہ نص قرآن کے خلاف فضائل علم کی احادیث گھڑی، اسی طرح والدین کو عاجز بنا کر اولادوں کو یرغمال بنایا، ٹی وی، فلم، کمپیوٹر، گیم اور آخر میں یوٹیوب، پب جی گیم نامی گندہ علم پھیلانا شروع کیا چنانچہ اس سلسلے میں اخبار دنیا بروز پیر ۵ ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ کے کالمی صفحہ پر عمار چوہدری کا کالم ملاحظہ کریں۔

ندیم صاحب اب ذرا اس آزادی رائے کی حدود اربعہ بتائیں، سامع وقاری یہ احتمال دے سکتے ہیں اسکی حدود اربعہ برطانیہ، فرانس، امریکا کے دستور میں بیان ہوئے ہیں، حقوق انسان کے دستور میں لکھا ہوا ہے اگر ایسا ہے اس آزادی کو ایک سرحد دیں، دین کو اس میں مداخلت کا حق نہیں ہے تو سوال ہوگا دین میں کیا خرابی ہے؟

نظام سرمایہ داری:۔

نظام سرمایہ داری یعنی صاحبان طاقت وقدرت، مال ودولت والوں کا نظام غریبوں ضعفاء ناداروں کو پسنے والے نظام ہیں یہاں تمام تر سہولیات رعایت صاحبان قدروالوں کے لئے ہیں جس طرح پاکستان میں اسمبلیوں کی متفقہ قرارداد ارکان اسمبلی کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے کے علاوہ بنک کے قرضوں کا معاف کرنا، ضروریات زندگی گندم، چینی، آٹا ذخیرہ کرکے چھپا کے رکھنا، فریاد وفغاں بلند ہونے کے بعد اپنے من پسند افراد کو سبسڈی دینا، کمر شکن قرضہ جب چاہیں اپنے صندوق سے نکالیں، اپنے بنک اکاؤنٹ سے نکالنے کے بعد عوام کو قرضہ کی صورت میں دینا ان کے بیوی بچوں شیر خواروں چوکیداروں ملازم تک منصوبہ بندیاں ہوتی ہیں، اسی لئے ضد اسلامی قوانین جلدی اور اتفاق سے منظور ہوئے ہیں۔ دین سے متعلق دین سے غیر مربوط دین پر لگائے گئے پیوندوں کی توثیق

کتابت۔۔۔۔اصحاب اہل بیت کے پوتے نواسوں کے نام کے ساتھ علیہ السلام رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں یہ سب نادان مولویوں کو خوش رکھنے کیلئے کرتے ہیں۔

راس المال عینی ثابت

راسمال مال متحر ک فلات ...والمداد لادلیة، راس مال عینه ثابت توصف سلع مسترعة راسمال مادی و مال بشری

نظام اقتصادی اسلام مدون نہیں ہے،**مهارات الافراد الملتنية فی اطار تعليم و تاهل التقلنی سيد راس مال بشری۔**

نظام سرمایہ داری میں تمام تحفظات برجوازیوں کے لئے نام بدکر کے سرمایہ داری رکھا ہے، آزادی فحاشی بے دینی کے لئے پابندیاں صرف فکر دین پر ہیں۔

نظام اشترا کی وہی فوادالی نظام ہے اس کا نام راس مالی یا راسپوٹین ہے جو اقتدار پر ہے لیکن انھوں نے نام بدلا ہے یہاں حکومت پروتاریوں کی ہوگی یہ بھی کسی عقل منطق پر نہیں ہے یہاں جبر و تشدد ہے لیکن اس جبر وتشدد کو انھوں نے قانون طبیعی جدلی کا نام دیا ہے۔ملک دولت سرمایہ ناداروں کی بجائے حکومت کی ہوگی، پوری دولت دونوں نظام میں دنیا کو ویران وخاکستر بنانے والے شہبازوں کے لئے مخصوص ہے،اس کے علاوہ ایک علاقہ کے لئے ہونگے پوری انسانیت کے لئے نہیں ان کے لئے کورونا ہے ان کے اتحادیوں کے لئے سہولیات نہیں قرضے ہونگے ایک طرف بنام سرمایہ داری ہے جہاں ایک طقبہ قدرت حکومت کا فارمولا ہے تو دوسری طرف اجتماعی نام ہے دونوں الفاظ عند تحلیل معنی معقول نہیں رکھتے ہیں۔

نظام اشترا کی مارکسی:۔

نظام اشترا کی مارکسی جیسا کہ باقر الصدر نے اپنی کتاب اقتصادناج اص ۱۹۵ مین بیان کیا یہ چند بنیادوں پر قائم ہے پہلی بنیاد الحوطبقیة ہے اجتماع انسان سے طبقات کا یکسر خاتمہ کریں بلکہ ہو

جائینگے کیونکہ معاشرہ انسانی حسب قانون مادیہ تاریخی معاشرہ کوایک ہی عامل گردش دیتا ہے وہ عامل اقتصاد ہے۔اقتصاد میں جب افراد جائز ملکیت ہونگے تو یہاں کوئی مالک ہوگا دوسر ملکیت سے محروم ہوگا یہاں حسب ذھنیات طاقت وقدرت متفاوت ملکیت میں فرق ہوگا۔

کارل ماکس:۔

شبہائے دیجور میں چراغ موم بتی نہیں تھا عصر علم وتحقیق کے اوج عروج وصعودی میں وہ بھی مرکز تولید نوابغ جرمن میں پیدا ہوئے۔کتاب موسوعہ مفصلہ ادیان ج ۲ ص ۹۲۹۔

۱۔فرانسوا کنزنی ۱۶۹۴ء، ۱۷۷۸ء فرانس میں مذھب طبعیی خاص اقتصاد میں توجہ رکھتے تھے۔ ۱۷۵۷ء میں اس کے دو مقالے نشر ہوئے۔

۲۔جون لوک: ۱۶۳۲ء۔ ۱۷۰۴ء نظریہ طبعیہ، ملکیت فردی کے قائل تھے۔

۳۔آدم سمتھ:۔ ۱۷۲۳ء۔ ۱۷۹۰ء اقتصاددان تھے۔

جنت زمین جس کی بشارت لینن اوراسٹالن نے دی تھی یہاں کے سیکولران خاص کر مذھب مخالف امثال خورشید ندیم کے لعاب دھن میں آئے تھے گویا یہ لوگ بھوکے تھے شدت انتظار میں جس طرح بعض مھدی منتظر کے انتظار میں رہنے والوں کو تاخیر سن کر سکتہ عارض ہوا تھا۔انکی جنت مزعوم و موھوم کس قسم کے قانون پر نہیں تھی لہذا وہ مردہ پیداء ہونگے انھوں نے۔۔۔۔۔اس اشترا کیہ کو نافذ کیا۔مارکس پیدا ہونے سے پہلے مفکر یورپ میں اس کے خدوخال بتاتے تھے۔اس میں سان سموئیل لوئس، روبرت۔۔لیکن اشتراکیت مارکس انجیلز لینن وسٹالن اشتراکیت علمی نہیں مذہبی تھے لیکن اشتراکیت مارکس علمی تھا کہ اس میں وہ قبول نہیں کرتے تھے۔

دنیا میں دو فکر کے انس۔

تمام کائنات بشمول انسان مخلوق خالق علیم وقدیر ہے۔اس کے مقابل مادیین ہیں جو منکر خالق متعال ہیں۔دنیا میں قائم دو نظام اقتصادی سرمایہ داری اوراشتراکی ہیں جوایک دوسرے کے مدمقابل

ہیں۔ان مین سے ایک ملکیت غیر محدود کے قائل ہیں اور دوسرے ملکیت افراد کی نفی کرتے ہیں۔ان دونوں سے سوال ہے وہ اپنے نظریہ ملکیت کے دلائل پیش کریں۔دونوں کا نظریہ مادیت پر مبنی ہے انھوں نے مالکیت اللہ کی نفی کی ہے۔یہ دونوں جب وجود باری تعالی کو تسلیم نہیں کریں گے ظلم کا خاتمہ نہیں ہوگا ان دونوں یعنی سرمایہ داری اور اشترا کی کی برگشت ایک ٹولے کی طرف ہی ہے۔

نظام اسلامی بتمام معنی تطبیق نہیں ہوئی اس معنی میں نہیں اس نظام کے لانے والے حضرت محمد کی نعوذ باللہ کوتاہی سستی کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کو مختصر مدت میں اللہ نے آپ کو شر منافقین سے بچانے کیلئے جلدی اٹھایا،''**یاران صدق و صفا اقای و مالاعی**''بعد مرتدین منافقین طاغین بیرون مملکت کے صرف طلبان کی تہدیدات کا سامنا ہوا۔ان کے تمام تر توجہ خلق اللہ کفر وشرت سے نجات پر مرکوز رہا پھر یہ ذوات نبی کی جیسا معصوم مطہر از اشتہا خطباء نہیں تھے اور باریک دقتیق طریقوں پر توجہ انکی تمام ترھم وغم پر رہا۔حاکم اسلامی آلودہ مال سے کتنا پاک وامن ہونا چاہیے۔اس کے اقتدار کے دوران ان کا عزیز کس حد تک مال اجتماع سے پاک دامن ہونا چاہیے پر مرکوز رہا۔

خزانہ زکوۃ عشر جزیہ خراج غنائم سے بھرے ہوئے تھے لیکن وہ کہاں صرف کریں اس پر توجہ نہیں ہوسکی۔ان چاروں کے بعد نظام اسلامی نظام خاندان میں تبدیل ہوا چونکہ اقتدار عن رضا المملکت نہیں آئے تھے۔اقتدار ہمیشہ خاندان میں رکھتے تھے،بنی عباس بھی ایسے تھے یہاں تک مفتوحہ علاقے والے دوبارا اقتدار پر آئے۔نظام اسلامی کا مصدر واحد قرآن تھے فرقہ باطنیہ نے سرتوڑ کوشش کی اس کو کنارے پر لگا کر نظام اسلامی کیلئے ایک مجعولہ نظام اس کی جگہ جا گزین کیا اس کا نام کبھی حدیث اور کبھی فقہ رکھا یہ دونوں قرآن سے اجنبی تھے لہذا اسلامی نظام مالی مدون صحیح کامل ابھی تک نہیں۔ان کے مصادر حدیث اور فقہ اربعۃ خمسہ ہیں۔لیکن اللہ نے آئین والم لا یبقر اپنی حفاظت محفوظ کتاب تک محفوظ ہے۔آئین نظام اسلامی ابھی مسلمان کے ہر گھر میں موجود ہے یہ اللہ کا کرم ہے واللہ غالب علی امرہ الحادی بے دینی ضد اسلامی پاس کرنے والے بھی مجبور ومقہورت مسخر ہے کہ

اجلاس کا افتتاح تلاوت قرآن سے کریں۔

خام مادہ المال۔

۱۔بنانے والا انسان ہے

۲۔خرچ کرنے والا انسان ہے۔

شریعت نے کہا ہے یہ مال خالص تمہاری نہیں اس میں ہمارا حصہ بھی ہے لہٰذا اندھادھند خرچ نہ کریں ضرورت سے زیادہ خرچ نہ ہو ورنہ شرکاء کو نقصان ہوگا۔

یہ مال تمہارے پاس امانت ہے"**للفقراء ما جعلکم مستخلفین**"

"**فی اموالکم حق لسائل والمحروم**"

اب آتے ہیں شریک مال کون ہے۔

۱۔آپ نے بیج بویا ہے۔

۲۔آپ نے کھاد ڈالی ہے۔

۳۔آپ نے زمین میں ہل چلایا ہے۔

۴۔فصل کو پانی چاہئے تھا پانی کہاں سے لایا کس کا پانی تھا۔

۵۔بیج کو ہوا چاہیے تھا یہ کس نے پہنچایا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں زراعت میں ہم شریک ہیں۔

۱۔مال کے حقیقی اور واقعی انجام کا تصور دیا ہے مال کو ہر زاویہ سے اٹھایا ہے۔

۲۔صدقات کہا ہے، قارئین ملاحظہ کریں صدقات جمع صدق ہے صدق مسیح کو کہتے ہیں ج، یہاں مال انفاق کو کہا ہے۔

۳۔انفاق، انفاق مادہ نفق سے ہے جس کا معنی ختم کرنا ہے۔

۴۔زکوٰۃ کہا ہے ۵۔خراج کہا ہے ۶۔فئے کہا ہے

۷۔رزق انفقوممارزق کم۔

حکومتیں عوام کے دلوں میں کیسے جگہ بنائیں؟

اسلامی ملکوں کے اہل وطن بنیادی طور پر دو حصوں میں بٹے ہوتے ہیں۔

۱۔ملک میں اسلام کا بول بالا دیکھتے ہیں ان کی ترجیحات حکمران دیندار ہونا ہی ہوتا ہے یہ گروہ تعداد میں زیادہ کردار میں ضعیف ہی ہوتا ہے کیونکہ اولاد انہیں مسخرہ وطنز کرتی ہے۔

۲۔دین وشریعت قانون سے باہر ہر شہری کو اس کی پسند کی آزادی دیں، یہ گروہ تعداد میں زیادہ اثر میں بہت کردار رکھتا ہے کیونکہ ان کیلئے شرم وحیاء نامی کوئی چیز مانع نہیں ہوتی ہے۔

لیکن بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ جو اقتدار میں آیا ہے وہ کس نوع کے کردار کا مظاہرہ کریں؟ بات اصول کی ہے یہاں کئی گزشتہ تجربات کو سامنے رکھنا ہے نہ اس سلسلے میں لکھی گئی کتب کا مطالعہ ہے نہ آئندہ والوں کیلئے کچھ کرنا ہے۔ ہر دور کے اپنے مسائل ہوتے ہیں گزشتہ کو حاضر کیلئے نمونہ نہیں بنا سکتا ہے کیونکہ اس وقت کے شہری اور حاکم کے اپنے انداز فکر وسلوک کا دخل تھا البتہ تھوڑا بہت نکات جو اصولی ہیں وہ ملیں گے۔ ہمارا مقصد من وعن مثال نہیں بنانی ہے۔

ملکیت غیر محدود:۔

بعض نے ملکیت کو محدود کرنے کا کہا جبکہ بعض نے غیر محدود کیا لیکن دونوں کی منطق کی برگشت بار موجود دو نظام ہیں سرمایہ داری غیر محدود کے قائم ہیں جبکہ اشترا کی محدود کے قائل ہیں لیکن دونوں کے پاس کوئی دلیل منطق نہیں ہے۔

اسلام کا ایک ہی مصدر ہے وہ قرآن ہے قرآن میں نظام مالی کو مثل مسائل نسواں عمیق و گہرائی کے علاوہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مشکل نہیں متفرقات اور منتشرات ہے وہ خود ایک حکمت دقیق و باریک پر مبنی ہے۔ مال سے متعلق آیات بصورت منتشر ہونے کی وجہ سے مارکیسین نے اسلامی نظام کو

کمیونزم نظام کہا ہے۔راس مالی والوں نے راس مالی کہا ہے۔لیکن نظام مارکسین نے فلسفہ مفہوم عندالعقلاء عالم نہیں بلکہ ان کے فتاوی نظریات ہے جس طرح فقہاء کے فقہی نظریات جہاں کوئی مصدر نہ ملی ہے اپنی شخصی رائے پر ہے ہمارے معاشرے فہم وادراک بغیر مفصل مسائل کو سمجھنے کے مدعنان کو دانشور فلسفی کہتے ہیں انہیں کارل مارکسی نظریات سمجھ میں نہیں آیا اور دوسروں کو سمجھانے سے قاصر آئے تو انہوں نے مارکس کو صاحب کتاب یا پیامبر بغیر جبریل کہا ہے واضح رہے پیامبر بغیر جبرئیل میں صوفی آتا ہے۔

نظام راس مالی والوں نے اسلامی نظام کو راس مالی قرار دیا چنانچہ جب بھی اصلاح نظام اراضی آیا فقہاء نے اسلام غریب ہونے کا واویلا کیا پاکستان کے سوشلسٹوں نے محدویت ملکیت کا نعرہ بلند کیا۔

نظام سرمایہ داری اور اشتراکی میں بنیادی اختلاف حق ملکیت ہے۔انسان کہاں اور کس حد تک حق ملکیت رکھتا ہے۔اس میں سرمایہ داری اور اشتراکی متوازی مدمقابل ہیں۔کسی قسم کا نقطہ اتفاق نہیں رکھتے ہیں۔سرمایہ داری اس حریۃ مطلق از لحاظ کم وکیف بلا حدود قیود بلکہ اشتراکیت نفی ملکیت افراد ہے۔

ا۔سب سے پہل عائلی اجتماع ہے مذکر ومونث جو ایک دوسرے سے ناواقف غیر محرم بلکہ ایک دوسرے کو انجان ہونے کے بعد اجتماعی زندگی شروع کرتے ہیں۔اللہ سبحانہ نے اس اجتماع کے بارے میں فرمایا ہے''وجعل بينهما مودة ورحمة''اس حدتک آپس میں الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے بعض نے دنیا میں مردہ شوہر کے نام کو شوہر جدید انتخاب کرنے سے گریز کرنے کیلئے اپنی ناک کاٹی ہے تاکہ کوئی اس کی زوجیت کی خواہش ہی نہ کرے بعض ایک دوسرے سے عہدو پیمان باندھتے ہیں کہ ان کے بعد اور کسی کی زوجیت میں نہیں جائینگے۔آج اس زوجیت کا حشر ونشر کیا ہوا ہے شاید مغرب میں احساس نہ ہو لیکن اسلامی ممالک میں شدت سے احساس ہو رہا ہے یہاں زوجین

میں مغربی مداخلت ہورہی ہے۔عالمی ترقی تمدن کی ایک کاری ضرب اجتماع پر افتراق کا بم گرا ہے۔ پہلے ہفتے ہی میں جدائی ہوتی ہے یہ جدید علوم کا تحفہ ہے، اب یہ عالمی مسئلہ بن چکا ہے، زیادہ مال و دولت والے ملکوں میں یہ مسئلہ درپیش ہے۔ یہ مشکل اقتصادی نہیں بلکہ یہ فقدان ایمان و دیانت کا ہے۔از دواج جو اپنی کثیر اہداف و مقاصد کا حامل تھا اس میں شیاطین کی مداخلت ہوئی ہے، اب ایک دوسرے پر اعتماد عفت کھو چکی ہے۔

مسلمان ملکوں میں حکومتوں اور عوام کے درمیان درپیش مشاکل اجتماعیہ میں سے ایک اہم مشکل جس کا حل ہوتا ہوا نظر نہیں آتا بلکہ مشکلات میں اضافہ ہوتا نظر آنا عیاں تر نظر آتا ہے وہ مشکل خواتین ہے حکومت کی کوشش ہے صرف اناث کو دائرہ احکامات قرآنیہ سے خارج کر کے اباحیہ مطلقہ ان پر نافذ کریں اور مردوں پر ان کی کفالت جبر کرائیں طلاق دینا حرام آزاد کسی بھی شخص سے ازدواج جائز خاطر قرار دیں جنسیات میں آزادی بلوغ سے پہلے عادی کریں ازدواج میں مشکلات پیدا کر کے تاخیر میں کریں۔

قرآن کو آسان بنانے کے قوانین آسان اتفاق سے بلا اختلاف نافذ کریں باپ بھائیوں کی نگرانی کو ختم کریں یہ بھی حکومتوں کے گلے میں ایک طوق ہے۔

حکومت اور اقتدار اسلامی:۔

ہر قوم کی ایک پہچان ہوتی ہے لیکن وہ پہچان جھنڈے نہیں ہوتے جس کو قومی خزانے سے بنائے پاکستان کے شہریوں کی شجاعت دلیری جوانمردای ملک وطن سے دوستی حاکم ومحکوم کے درمیان پختہ رشتہ تلاش کریں تو ہندوستان سے جنگ میں عوام ٹینکوں کے نیچے جا کر سویا ہے نہ کہ دیوار جھنڈے یا ایوان صدر وزیر اعظم میں لہرائے گئے۔ جو ملک بڑے ملکوں کے مقروض دشمن سے مقابلہ مزاحمت کے لئے کفر دشمن ظلم دشمن مسلمان تربیت کریں نہ کہ ایٹم بم جو قوموں کی روٹی سے بنا گئے جو دشمن کو مارنے کے بعد شرمسار ہو جائیں گے جب دشمن کے حملہ کا خطرہ ہوتا ہے تو سفارتی ذرائع تلاش

کرتے ہیں۔

بابلیون کے دور میں لڑکا بیس سال ہونے بعد ایک حلف نامہ پر کرتا تھا کہ جب ملک کے دفاع کے لئے ضرورت پڑی تو جان نثار کرونگا۔ ملک قرضوں میں ڈوبا ہے شہریوں کو روزگار نہیں ملتا، پڑھائی کا حصول بدتر ہو گیا ہے۔

نظام مالی:۔

انسان کی انفرادی اجتماعی حکومتی زندگی متوقف ہے ایک نظام مالی کی ہے، جو ہر افراد اجتماع حکومتیں رکھتی ہیں۔ لیکن کسی کا نظام بہتر اور صالح تر ہے اس میں زیادہ توازن عدالت پائی جاتی ہے ثابت کرنا ہے جو زیادہ منطقی عدول ہو اس میں دوسروں پر تعدی زیادتی نہ ہو سب کی یکساں ضامن ہو وہ نظام مالی اسلامی ہے نظام مالی حکومت اسلامی بنیادی طور پر دو عناصر سے مرکب ہے در آمدات جس کو ضرائب کہتے ہیں یعنی در آمداب اور مصارف کہاں کہاں سے جمع آوری ہوتے ہیں اور کہاں کہاں صرف ہوتی ہے۔ در آمدات کا جامع کلمہ ضرائب ہے اس میں زکوۃ، خراج، جزیہ، فے، عشور، ضریبہ کے انواع واقسام ہیں۔

۱۔ضریبہ برزمین ۲۔ضریبہ براشیاء ۳۔ضریبہ براشخاص

ضریبہ زکوۃ جو اشیاء پر لاگو ہے جو مومنین کی در آمد پر لاگو زکوۃ، یہ اغنیاء پر لاگو ہے جو مومن کی در آمد پر لاگو ہے زکات ہر اغنیاء پر لاگو ہے۔

۱۔زکوۃ پہلے اختیاری تھی صفات خاصہ مومنین تھی، مقدار غیر محدود تھی ﴿**فِی أَمْوالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ☆لِلسَّائِلِ وَ الْمَحْرُومِ**﴾'' معارج ۲۴۔۲۵۔

۲۔ پہلے خود مومنین لیتے تھے بعد میں یہ حکومت کے ذمہ لگایا ﴿**خُذْ مِنْ أَمْوالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِها..توبه. ۱۰۳**﴾

۳۔زکوۃ ہر اموال تجارت سونا، چاندی، زراعت، درختوں، حیوانات سے حاصل پر ہے۔

۴۔نصاب زکوۃ ۵۔زکوۃ مال تجارت پر ۲،۵ فیصد کی حد تک

۶۔زکوۃ مزروعات عشر ۷۔معادن کنائز ۸۔مستحقین زکوۃ توبہ۔۶۰

نظام اقتصادی اسلام یکے از مہم ترین ستون:۔

نظام اجتماعی اسلام ہے۔نظام اجتماعی کا حصہ ہے کہ انسان کا رشتہ کائنات کے ساتھ کیا ہونا چاہیے یعنی ہر انسان کو اس کائنات سے کس قدر استفادہ کرنے کا حق ہے نیز اپنے بجنوع ضعیف نادار معذور از کسب والوں اس کا مکاسب سے کتنا دینا چاہیے یا کوئی حق بنتا ہی نہیں ہے۔بقول نابغہ معاصر محمد باقر الصدر انسان کا طبعیت سے رشتہ اور انسان کا انسان سے رشتہ میں اثر انداز کرتا ہے۔اسی طرح انسان کی انسان سے رشتے کی نوعیت طبعیت سے رشتے میں اثر انداز کرتی ہے۔نظام اقتصادی اسلام اپنی جگہ دو نوعیت رکھتا ہے ایک علم اقتصاد اور دوسرا مذھب اقتصاد ہے اس وقت دنیا میں رائج نظامائے اقتصادی سرمایہ داری اور شتراکی میں اس بارے میں اختلاف نظر رکھتے ہیں نظام سرمایہ داری نظام مذہبی ہے وہ ہر فرد کو آزادی غیر محدود دیتا ہے جتنا اس کے لیے اجازت ہوگی اتنا اقتصاد بہتر ہوگا جبکہ اشتراکی والوں کا یہ کہنا یہ نظام جبر تاریخی اپنے آخری مرحلہ میں حق ملکیت سلب کرتا ہے ۔ یہاں نظام اقتصاد اسلامی سے مراد مذھب اقتصاد اسلامی ہے یعنی علم اقتصاد آگاہی اور مذھب اقتصاد نفاذ کرنا ہے۔مذھب اقتصاد اسلامی میں عصر طلوع اسلام سے عصر معاصر تک چنداں تعبیرات و تبدلات نہیں ہیں۔کیونکہ یہاں بحث کیا ہونا چاہیے اور کیا نہیں ہونا چاہیے ہے،عقلی خطور کے تضادات کی روشنی میں شریعت آتی ہے۔لہٰذا اقتصاد میں علمی اور مذہبی میں فرق رکھنا ضروری اور ناگزیر ہے۔اقتصاد اسلامی میں بھی ایک پہلو کو اٹھا کر بحث کرنا کہ آج کے دور میں ربا کیسا ہے بحث کرنا درست ہے نظام کا معنی ہے کہ دیگر مسائل شرائط سے جڑا ہوا ہے نیز اقتصاد اسلامی کو پوری شریعت اسلامی سے الگ بحث کرنا یا شریعت کو ایمانیات سے ہٹ کر بحث کرنا درست نہیں ہے۔

عناصر میں نظام مالی:۔

نظام مالی اسلام پیش کرنے سے پہلے دنیا میں رائج نظام مالی کا ایک موازنہ وتقابل پیش کرنا ضروری ہے تاکہ دنیا کو یہ ثابت کریں کہ نظام مالی اسلام دیگر نظامہائے مالی سے کئی گنا یا کئی لحاظ سے بہتر ہے لیکن ابھی واضح کرنا ضروری ہے بہتر نظام اور بدتر نظام میں تمیز کس بنیاد کریں؟ نظام مالی پر اسلام میں کونسی خوبیاں ہیں جو نظام رائج دنیا میں نہیں ہیں نیز یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے نظام سرمایہ دار یا اشتراکی میں کونسی برائیاں اور خرابیاں ہیں جو نظام مالی اسلام میں نہیں ہیں لیکن یہاں دو مشکلہ درپیش ہے اس کی قضاوت کون کریگا اور قاضی کس بنیاد پر قضاوت کریں۔ قضاوت کرنے کے لئے پیشگی کا کوئی فارمولا اصول مسلمہ ہونا چاہیے۔

۱۔ دنیا میں رائج دو نظام سرمایہ داری اور اشتراکی، کفر والحاد، عدم ایمان باللہ، عدم ایمان بآخرت پر قائم ہے یہاں نظام کی پہلی اینٹ افراد کی ملکیت غیر محدود پر قائم ہے۔

۲۔ محرومین ونادار کی ضروریات اخلاق فردی سے پوری ہوتی ہیں۔ آزادی افراد ہی ضامن کل ہے اگر نہیں ہے کس کس کو پکڑنا ہے وہ بیان نہیں ہے۔ حکومت تابع سرمایہ دار ہے جنگ وصلح حکومت کے نظام سے وابستہ ہے۔ نظام اشتراکی میں تصور ایمان باللہ والیوم الآخر کا فقدان سرمایہ داری سے زیادہ بلکہ ضد ادیان ضد اخلاق اقدار پر قائم ہے۔ یہاں اصل اولیٰ ہر چیز کا مالک حکومت مستبد، جابر ومتشدد ہے افراد کو صرف ان کی بنیادی ضروریات کی حد تک حق ملکیت حاصل ہے۔ دونوں میں ملکیت کی ایک نوعیت ہے ایک افراد غیر معلوم یا جماعت غیر معلوم مالک کل ہے جبکہ اشتراکی میں ملکیت حکومت کی ہے۔ دونوں کسی فلسفہ تحلیل عقلی اصول مسلمہ تمام انسانوں پر قائم نہیں ہے دونوں کو دنیا ظالم جابر ومتشدد تصور کرتے ہیں اس وجہ سے دنیا کے فقراء ومساکین کو ڈر ہے خوف ہے۔

۳۔ دین اسلام اپنے اصول نظام مالی سے پہلے ایک حقیقت اور واقعیت کا تجزیہ کرتا ہے، کہتے ہیں یہاں انسان ہے یہاں تین چیزیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ کائنات ہے زمین ہے فضاء دریا ہے سمندر ہے پہاڑ ہے حیوانات ہیں، پرندے ہیں یہ اب

انسان کے پیدا کردہ نہیں ہیں بلکہ ہر چیز اور خود انسان دونوں ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں لہٰذا یہ طبیعت کسی خاص انسان کا ہے نہ کسی خاص جماعت وگروہ کا ہے۔اب دنیا سرمایہ دار یا اشترا کی والے بتائیں یہ کس عقل ومنطق کے تحت غیر محدود افراد یا جماعت کی ملکیت میں کس نے دیا ہے۔

۲۔ انسان یہاں جینے کیلیئے اس طبیعت سے استفادہ کرنے میں غیر محدود حق نہیں رکھتے ہیں۔

۳۔ ایک اپنے فوائد کی خاطر دوسرے کو استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔

اس اصول مسلمہ کے تحت رائج دو نظاموں میں طویل عرصہ میں وہ تطبیق نہیں کر سکتے۔اب ایک دفعہ اسلام کو موقع دیا جائے اسلام کے نظام پر بھی تجربہ کیا جائے۔اس کے لئے ایک تمھید پیش کرنے کی ضرورت ہے۔جہاں کہیں کوئی آئین بنایا جاتا ہے وہاں آئین تین مراحل میں طے کیا جاتا ہے۔ پہلے مرحلے میں ملک بنانے کی صلاحیت رکھنے والے یا تمام شہریوں کے نزدیک عالم ودانا عدد اہل وطن مورد اعتماچند افراد کا تعین کرتے ہیں وہ یہ طے کریں گے ملک کا آئین چار حدود کے اندر بنایا جائے وہ حدود اربعۃ کا تعین کرتے ہیں جس کو آپ اہل خبرہ یعنی ماہرین کہیں گے۔چار وجوب وضع کرنے کے بعد دوسرا دور آئین بنانے والے افراد کا انتخاب کریں گے وہ بیٹھ کر مقررہ وقت میں آئین تیار کریں گے پھر اسی پر شہریوں میں ریفرنڈم ہوگا۔تیسرے مرحلہ پر چند سال کے لئے ایک محدود افراد متعین کریں گے وہ آئین میں موجود اجمال الابہام کی تفسیر توضیح کریں گے نیز انتظامیہ کا محاسبہ کریں گے۔اور پیچھے سے اس روشنی میں دیکھا جائے تو دنیا میں رائج دو نظام نہ کسی اصول مرتبہ اہل علم ودانش معتمد وآئین اہل وطن اوران کے توثیق سے نہیں بنا ہے نیز یہ نظام کرہ ارضی کے رہنے والے انسانوں کے مفادات کو پیش نظر رکھ کر نہیں بنایا ہے یہ کسی اصول مسلمہ عقل فلسفی ناقابل رد نظام نہیں ہیں۔نظام سرمایہ داری وہی نظام برجوازی فودالی کا تسلسل ہے۔۔اس میں مختصر ترمیم کی گئی ہے اس کی مثال آئین کے بعد اضافہ تتمہ کی مانند ہے جیسا کہ پاکستان میں قرارد مقاصد کا ضمیمہ ہے۔اس میں اسلام سے متعلق کچھ بھی نہیں،علماء خوش ہیں ہم نے نظام اسلامی کا خاکہ دیا ہے۔اگر دیا ہوتا تو وہ

اصول حنفی کی فقہ سے بنایا ہوگا جس کی برگشت صرف ایک شخص پر ہوتی ہے وہ ہارون الرشید کے قاضی تھے، کبھی صرف نظام میں زکوٰۃ وعشر کا ذکر کیا ہے۔ جب کہتے ہیں تو نظام اسلام میں زکوٰۃ وعشر کے علاوہ کچھ پیش نہیں کیا ہے۔

نظام اقتصادی راس المالی وشیوعی واشتراکی میں مقارنۃ وموازنہ:۔

نظام اقتصادی راسمالی کی قسم کی پیشگی نظریہ عقیدہ پر قائم نہیں ہے بلکہ اسمبلیوں میں وقتی حالات کے تناظر میں پاس کئے جانے والے بلوں کی مانند ہے۔ یورپ میں نظام اقطاعی اشرافی فودالی کے خاتمہ کے بعد ایک ترمیمی اصلاحی طور پر حریت مطلق غیر محدود کو اساس بنا کر قائم نظام ہے۔ جہاں سرمایہ داری میں فرد ہی مالک کل شئی ہے۔ نظام مارکیسی میں اجتماع ہی مالک کل شئی لیکن نظام اقتصادی اسلامی کیلئے پہلے مرحلے میں نظام اجتماعی اسلامی پر قائم ہے۔ اسلام میں نظام اجتماعی کئی اصولوں پر قائم ہے۔ اسلام میں نظام اجتماعی ان بنیادوں پر قائم ہے۔

۱۔ نظام عائلی یا نظام امرتی جہان زوجہ اور اس ے متولد اولاد کی بلوغ تک کفایت مرد پر عائد ہے۔

۲۔ نظام انتظامیہ معاشرہ ملک وملت کے نظم ونسق چلانے کیلئے ایک گروہ چاہیے وہ ہمہ وقت خدمت اجتماع مین چوکنا رہنے کی صورت میں اس کیلئے مصارف چاہیے مساکین، نادار، سبیل، معذور افراد شامل ہیں۔

نظام اقتصادی چاہے سرمایہ داری، اشتراکی یا اسلامی جو بھی ہو مولود نظام اجتماعی ہے۔ خود نظام اجتماعی کس چیز سے پیدا ہوا ہے؟ اختلاف نظر رکھتے ہیں بعض کا کہنا ہے مولود مدنی الطبع ہے کہ انسان کی طبیعت، ضمیر یا سرشت میں اپنے ہم نوع انسانوں سے انس ومحبت رکھتے ہیں یہ بات درست نہیں انسان کی طینت میں شقاوت وقساوت رکھتا ہے۔ وہ شقاوت وقساوت کی لکیر سے گزرنے کے بعد بھی

اس کوسکون نہیں ملتے ہیں، گوانتانا موبے، ابوغریب کی جیلیں اوراس سے پہلے برطانیہ کی جیلوں میں قیدو بند کی جونشانیاں آج بھی ان کے اندر شقاوت میں پایا جاتا یا سابق زمانے میں مردوں کے اجساد بالیہ کو نکال کر درختوں پر لٹکانا یا جلانا اس بات کی دلیل ہیں کہ انسان کے دل میں دوسرے کیلئے انس و محبت نہیں رکھتے ہیں بلکہ انسان کے اندر بنیادی طور پر احتیاج، نیازمندی یا عدم استقلال پایا جاتا ہے اس وجہ سے وہ ہمیشہ ایک معاون مددگار شریک کی تلاش میں رہتے ہیں جونہی اس کی حاجت پوری ہوتی ہے اس سے الگ ہوجاتا ہے یا اس کو مار دیتا ہے ختم کر دیتا ہے لہٰذا انسان کی دیگر انسانوں سے احتیاج نیازمندی بذات خود ایک نظام طلب کرتا ہے، نظام نفاذ مانگتا ہے نظام بغیر نفاذ صبح کے اخبارات شام کے وقت میں بے ارزش جیسا ہے لہٰذا ایک نظام اجتماعی مانگتا ہے جو ایک انسان سے دوسرے انسان کو لاحق خطرات سے تحفظ دیں، ایک انسان کو دوسرے سے تحفظ کا یہ تصور اپنی جگہ مستقل ہو یا مولود اقتصاد ہو اپنی جگہ بحث طلب ہے۔

نظام اقتصادی یکے از شاخ ہائے حیاتی انسانی جینے کے نظام کا نام ہے یہاں اس نظام کی نوعیت میں انتہاء پسندی ہے۔

۱۔تمام اقسام انواع و۔۔۔۔مالی جس سے مال بنتے ہیں جتنا بنا سکتے ہیں جہاں خرچ کرنا چاہیئے خرچ کر سکتے ہیں وہ اپنی کمائی میں ہر قسم کے اقدامات کرنے کا مجاز ہے نظام اس کیلئے مرکوز ہونا چاہیئے۔مال کسی فرد کا نہیں مال اجتماع کا ہے اور اجتماع خود اس کا محافظ ہوگا یہ نظام اشترا کی ہے۔

''اسلامی نظام اقتصاد مدون ناپید''

۱۔نظام کا معنی متفرقات منتشرات کی جمع و ترتیبی شکل کو کہا جاتا ہے۔

۲۔نظام کا معنی یہ ایک اصول محکم متقن نا قابل انکار مصادر پر متقن کو کہتے ہیں۔

۳۔یہ جو نظام آج کل پیش کیا جاتا ہے وہ بیسویں صدی کے آخر میں ترتیب و تنظیم کیا ہے۔ اس کے مصادر احادیث غیر مصحح اور فتاوی فقہاء سے تنظیم کی ہے۔احادیث میں اقوال نبی اقوال

واعمال صحابی سے بھری ہے دونوں کی حجیت مادام دھر ہونا اول کلام سے تبت او لاش ثم انقش ہے ان کے علاوہ عقل واجماع سے بھی استناد کیا ہے ان کے منکرین کو کیفر کلیساء رکھا ہے۔

نظام مالی اسلام:۔

وہ نہیں جو دردمند علماء اعلام نے لکھا ہے چاہے وہ اپنے دور میں نابغہ زمان ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ان کے واضح روشن مصادر نہیں تھے ان کے مصادر فقہ پر لکھی گئی کتابیں تھیں کچھ آیات قرآن کریم میں آنے والے زکوۃ وعشر تھیں۔ جزیہ حکومت اسلامی اتباع ادیان سابقہ سے لیتے تھے وہ نظام مالی سے خارج ہو گئے۔ اب تو عرصہ سے خود مسلمان جزیہ دے رہے ہیں اب کفر واقلیت کیوں نہ محترم ہیں اور اپنے مسلمان بھائی ذلیل ہیں۔ اب تو اقلیت میں ترمیم کر کے کافرین کے سہولیات ہیں، رعایا کفر خانہ مما لک مملکت اسلامی کے خزانے سے بنائے گئے ہیں۔ نظام مالی اسلامی نظم سرمایہ دار نہیں جو ایک پاؤں پر کھڑا ابہام کہے، ایک آنکھ سے دیکھنے والے اعوراعنی ہے۔

۳۔ نظام اسلامی خود ایک نظام مستقل دیگر نظام سے غیر مربوط نظام نہیں بلکہ اسلام مالی اسلامی اپنی جگہ خلاصہ نچوڑ مفرد دیگر فروعات اسلامی عبادات نماز صوم حج جہاد امر ونہی از منکر سے جڑا ہے مثل تسبیح کے دانوں کا حصہ ہے۔

۴۔ نظام مالی کچھ معلوم دائمی درآمد کا تقسیم کار ہے جو زکواۃ وعشر وجزیہ سے جمع سہوتا ہے۔

۵۔ یہ نظام اپنے ہم صنف احکامات کے ساتھ ماخوذ از احکام انفاق ہے۔

۶۔ نظام مالی اسلامی زکوٰ وعشر کے نواقص کمی کو آیات انفاق سے پورا کرتا ہے۔

۷۔ نظام مالی اسلامی جو چیز انفاق سے پوری نہیں ہوتا وہ قرضے سے پورا دکرتا ہے۔

اس کے بعد اگر نقص آئے تو اللہ اپنے بندوں سے شراکت کا حصہ طلب کرتا ہے کیونکہ انسانوں کے پاس جمع مال میں ان کے کسب کے علاوہ ان کے سرمایہ کاری کے علاوہ اس مال میں انکا کوئی کردار نہیں ہے کیونکہ اصل زمین اللہ کی ہے، ہوا اللہ کی ہے جو اسکے امر سے چلتی ہے۔

۸۔ نظام مالی اسلام میں رقیب اللہ ملائکہ ہیں۔اسی طرح انسان کا جسم اسکا رقیب و گواہ ہے، آگے اسکا احتساب ہوگا اس لئے ڈرتا ہے۔

مشکل اقتصادی میں مشکل قلت پیداوار اور نظام توزیع کی خرابی کے علاوہ ایک اور مشکل خرچ ومصارف ہے۔مشکل خرچ ومصرف کا منشاء درآمد اور خرچ میں عدم توازن سے آتا ہے یہاں اس مشکل سے نجات خلاصی میں صرف جاہل نادار ہی ہوتا ہے ان کو پتہ ان دونوں میں توازن کیسے رکھا جاتا ہے اس کو پتہ اس کی آمدنی کتنی تنخواہ کتنی ہے اس میں پھنسنے والے نام ہونے والے مشکل پڑھنے والے دانشور، علماء حضرات ہوتا ان کے پاس علم دانش کے علاوہ ان کی کھوپڑی پہلے دن سے ایک چیز مستور غیر ارادی۔۔۔۔جاتا ہے ان کو عزت اس وقت مل جائے گی وہ خرچ آمدن سے زیادہ کریں گے اگر پہلے پیدل جاتے تھے ابھی موٹر سائیکل چاہیئے ،موٹر سائیکل کی اپنی قیمت کے علاوہ بھی خرچہ مانگتا ہے اگر موٹر سائیکل چلاتے تھے تو ابھی گاڑی بھی پوسٹ کے۔۔۔۔کے مطابق ہونی چاہیئے۔ ان کے ساتھ آج علماء جو ترویج اشاعت سیاست سے کرنے میں حکمت دیکھتے ہیں ان کا خیال ہے ہمارا دین ہی سیاست ہے لہٰذا ان کو عزت خریدنے کیلئے تھوڑا دین وایمان فروخت بھی کرنا پڑتا ہے یہاں آمدن اور خرچ میں عدم توازن زیادہ دانشوران ،۔۔۔۔اور علماء کو ہی زیادہ لگتا ہے۔

اب آتے ہیں سربراہ کی مشکلات ،سربراہ کی مشکلات ملک میں قلت پیداوار نہیں سربراہ کی مشکلات ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی نہیں سربراہ کی مشکلات مذہبی انتہا پسندی نہیں ،سربراہ کی مشکلات زلزلہ سیلاب ،کرونا بھی نہیں سربراہ کی مشکلات بقول ندیم کتوں کی بھوک ہے۔

مال:۔

ہر وہ چیز جو انسان اس کی طرف جھکاؤ رکھتا ہے علم اقتصاد میں ہر وہ چیز جو قابل حیات ہو اور قابل انتفاع ہو چاہے منقولات میں سے ہو یا غیر منقولات انسان کی فطرت میں حب مال رکھا ہے

جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے عادیات ۸، فجر ۲۰، آل عمران ۱۴۔اسی طرح احادیث میں آیا ہے اگر انسان کے پاس دو وادی مال ہو تو وہ تیسری کی خواہش کرےگا۔انسان کا پیٹ مال سے بھرتا نہیں سوائے مٹی کے۔

لہٰذا اس طاغی باغی فطرت کو لجام دینے کی ضرورت ہے اس کو لجام دین دے گا یا حکمران ورنہ اس کا انجام خیر نہیں ہوگا چنانچہ ملکیت مطلقہ غیر محدود والوں نے بھی اسے استثناء حالت میں رکھا ہے حکومت محدود کر سکتی ہے۔

مال کے موارد۔ ۱۔زمین دریا اشجار ۲۔صنعت ۳۔ماحصل رقوم

۴۔تجارت

کلمہ اقتصاد ایک کلمہ اصطلاح مولدہ جدید ہے یہ پیداوار اور خرچ دونوں پر صدق آتا ہے مال کا پیدا کرنا اور مال کا خرچ کرنا۔

مال انسان کے وجود کے بعد دوسرا استون ہے اس کے فقدان کے بعد وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتے ہو۔مال کا دائرہ اس سے زیادہ وسیع ہے مال اس چیز کو کہتے ہیں جس کی قدر و قیمت کی جائے مال حسب لغت مل سے بنا ہے جس کے معنی پُر ہونے کو کہتا ہے یا میل سے بنا ہے جس کے معنی جھکاؤ کے ہیں ابتدائی دور میں انسان کے پاس ضروریات زراعت مال مویشی کو کہتے تھے بعد میں یہ دینار و درہم کو بھی مال کہنے لگے ہیں قرآن کریم میں احکام مال کے عنوان سے آیا ہے مال پر احکام لاگو کیئے ہیں سورہ مبارکہ بقرہ آیت۔۱۸۸ اور سورہ النساء آیت۔۲۹ میں آیا ہے دوسروں کے مال کو جبر و تشدد دھوکہ دہی تدلیس فریب جھوٹ سے تصرف کرنے کو اکل بالباطل کہا ہے۔

قرآن میں احکام اموال کے بارے میں وارد آیات پر بحث کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم مال کی تعریف کریں اہل لغت نے کہا ہے مال وہ چیز ہے جس سے معاش انسان قائم ہوتی ہے چلتی ہے لیکن مال اس کو کہا جاتا ہے جو انسان تحمل زحمت مشقت سے حاصل کرے جس کے حصول میں

زحمت درکار نہ ہواس کو مال نہیں کہ سکتا وہ مال نہیں ہے جیسے ہوا بارش کا پانی دشت و بیابان سمندر بڑے بڑے دریا مٹی پہاڑ غار درختوں کے سائے یہ چیزیں مال نہیں ہیں چونکہ ان کے وجود میں انسان کی جہد کوشش بذل نہیں ہے مال ہے اس کی تین انواع ہیں۔

۱۔وہ مال بذات خود بغیر کسی توسط توقف کے استعمال میں آتے ہیں جیسے کھانے پینے کی سامان دانے پھل فروٹ حیوان اس کی گوشت دودھ بال اس کے چمڑے اس پے سوار ہونا اس پر ہر چیز انسان کے استفادے میں آتے ہیں جیسا کہ سورہ غافر آیت ۷۹ میں آیا ہے

۲۔وہ مال جس سے زندگی حاصل نہیں ہوتا ہے اس سے نفع لینے کسی اور چیز پر موقوف ہے یعنی خود استعمال میں نہیں آتا ہے جیسے زمین زراعت کے لئے گھر بنانے کے لئے آگ کھانا پکانے کے لئے پانی درختوں کی آبیاری کے لئے مشینری لکڑی بال وغیرہ۔

۳۔وہ مال ہے جو کسی عوض کے ذریعے ہوتا ہے معاوضے کے ذریعے یعنی اس کی عوض میں جو ملتا ہے اس سے زندگی بنتی ہے جیسے نقد رقم۔

قرآن میں دوسروں کے مال کھانے سے منع کیا ہے تصرف در اموال غیر سے سورہ بقرہ آیت ۱۸۸ سورہ نساء آیت ۲۹، ۵، ۶، ۱۲۴ اموال تمہیں اللہ سے نہ روکیں منافقین ۹ سورہ نساء ۱۰، ۱۶۱، توبہ آیت ۳۴ روم ۳۹ صرف اموال خرچ کرنے کے بارے میں سورہ بقرہ آیت ۲۶۱ ۔ ۲۶۲۔

انسان کو درپیش مسائل اور ان کا حل:۔

دین اسلام دین خاتم دین عالمی بشری کے ناطے سے تمام انسانوں کے بالخصوص مسلمانوں کو ان مسائل مشاکل کے لئے کیا حلول پیش کرتے ہیں انسان اس وقت مشاکل ثلاث میں گھرے ہوئے ہیں بحث کرنی چاہیئے

۱۔مسائل مالی

۲۔مسائل اجتماعی

۳۔مسائل نفسیاتی جو بھی جماعت ان تینوں مشاکل سے انسانوں کو نجات دلا سکتے ہیں اس کے پاس حل ہو وہ قیادت انسانی کے لئے لائق وسزاوار ہے۔تینوں میں سے اہم اور تقدیم وتوضیح کے حامل مسئلہ مال ہے اگر مسئلہ مال حل ہو گیا ہے تو دیگر دوخود بخود حل ہو جائینگے مال ہی جو اجتماع میں طبقات بناتے ہیں قوی اور ضعیف کی خندقیں دراڑیں کھودتے ہیں مال جو ان کے درمیاں میں عداوتیں بغض کھڑا کرتے ہیں جو ناداروں کے ندر احساس محرومیت حقارت ذلت خواری بے بسی استحصال دلاتے ہیں مال میں افراط تفریط عدم توازن جوام الفساد ہے جس نے دنیا میں کفر والحاد کے جادے پر کھڑا کیا ہے مال میں عدم عدالت وانصاف میں بگاڑ اور اس سے برآمد نتائج کے پیش نظر اللہ نے خصوصی طور پر اقساط مال کی قانون کو انبیاء کے ذریعے بھیجا اور انبیاء کو اس پر مأمور کیا ہے ان آیات میں ملاحظہ کریں سورہ عمران ۱۶۱ ،۷۷ سورہ نساء ۱۲۷، ۱۳۵ سورہ مائدہ آیت ۸ سورہ انعام آیت ۱۵۲ سورہ احزاب آیت ۲ سورہ یونس آیت ۲۹، ۴، ۴۷ سورہ ھود آیت ۸۵ سورہ حم آیت ۵ سورہ انبیاء آیت ۴۷ سورہ رحمٰن آیت ۹ سورہ الحدید ۲۵ سورہ اسراء آیت ۳۵ سورہ شعراء آیت ۱۸۲

مال انسان کا محبوب بھی ہے دشمن بھی مال انسان کو قہر وعذاب الٰہی سے نجات نہیں دے سکتا ہے جیسا کہ سورہ مسد میں آیا ہے ﴿ ما اغنیٰ عنہ مالہ وما کسب ﴾ کبھی انسان کا بنایا ہوا ذخیرہ ان کے مبغوض ناپسند افراد کے عیش ونوش کا سبب بنتا ہے وہ خود حب مال کے سزا جہنم کا ایندھن بنا سورہ حجر آیت ۲۰ میں مذمت آئی ہے کسی نے ایک لڑکے سے پوچھا تمہارا باپ زندہ ہے تو کہاں ہاں زندہ ہے لیکن میں ان کے موت کا خواہاں نہیں ہوں بلکہ ان کے قتل کا خواہاں ہوں تاکہ مجھے وراثت کے ساتھ دیہ بھی مل جائے

اکل مال عام طور پر ان چیزوں کو کہتے جو کھانے کے لئے آمدہ تیار ہو جیسے لقمہ پھر اس پر تصرف کرنے کو کہتے ہیں ختم کرنے کو کہتے ہیں سورہ بقرہ آیت۔۱۸۸ سورہ نساء آیت۔۱۰ میں آیا ہے کہ مال کو حرام کر کے نہ کھاؤ سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۸ میں آیا ہے اپنے مال کو باطل طریقے سے مت کھاؤ

انسان کیسے اپنے مال کو باطل کر کے کھاتا ہے تو اس سلسلے میں کہتے ہیں دوسرے انسان کے مال کو مت کھاؤ وہ دوسرے کی کمائی کو مت کھاؤ یہاں سے ضروری ہے انسان کے پاس جمع ہونے والے اموال کی یہ صورتیں ہیں:

الف۔ وراثت ہے جو کسی عزیز کی موت وفوت کی وجہ سے اس کی طرف منتقل ہوتی ہے اللہ نے اس کے مرنے کے بعد اس اموال کو اس کا مال قرار دیا ہے

ب۔ عطیہ کسی کی طرف سے بخشش ہے

ج۔ سعی کوشش سے حاصل اموال اپنی جگہ انواع واقسام ہوتے ہیں

۱۔ جہاں سے حاصل کردہ مال مقبوضہ نہیں تھے کسی کا جیسے بنجر زمینوں کی آبادکاری

۲۔ بر و بحر میں منتشر حیوانات کا شکار وغیرہ

۳۔ سرقت چوری ڈاکہ حملہ عسکری کے ذریعے

۴۔ رشوت کرپشن سے حاصل اموال

۵۔ ناپ تول میں گڑبڑ کر کے حاصل شدہ مال

۶۔ عمل مزدوری کا اجرت کم کر کے حاصل کردہ مال

۷۔ احکام الٰہی ہیر پھیر کر کے حاصل کرنے والے اموال جیسے یہود کرتے تھے بعد میں علماء فرق نے بھی اسی کسب کو اپنا لیا ہے صرف اموال جس طرح انسان کسب مال میں از طرفین صرف مال میں محض وہ آزاد نہیں ہے وہ کہاں خرچ کرنے کی اجازت ہے کہاں نہیں ہے کتنی اجازت ہے اتنی اجازت نہیں ہے آیات قرآن میں بیان ہوا ہے کلی طور پر اس آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے ہاتھ کھول کر دیں نہ ہاتھ باندھ کر رکھیں اس کے لئے جدید اصطلاح میں اقتصاد کہتے ہیں

۸۔ حیلہ بہانہ کر کے حاصل کرے جو آج کل دنیا میں رائج ہے ایسے کاروباری طریقہ جیسے بینکنگ انشورنس وغیرہ

قرآن کریم میں مال کے عناصر ترکیبی اور تمام حصہ داروں کو بیان کرنے کے بعد ہر ایک کا حصہ بھی بیان کیا ہے یہ مال انسان کے پاس چند فریق کے اشتراک سے بنتا ہے اس کا پہلا صانع خود اللہ ہے، زمینوں میں انسان کا کوئی حصہ نہیں، احیاء زمین پانی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ان آیات میں آیا ہے پانی کو اللہ نے برسایا ہے ان آیات میں آیا ہے زمین کو اللہ نے بچھایا ہے۔ اس میں انسان کا کوئی حصہ نہیں، سورج کی شعاعیں ہیں ان میں انسان کا کوئی حصہ نہیں۔ بر و بحر میں موجود حیوانات پرندے کے شکار سے حاصل اموال خالص اللہ کے ہیں حیوانات اور پرندوں کو بنانے میں انسان کا کوئی کردار نہیں، بارش اللہ برساتا ہے زمین کو اللہ نے بچھایا ہے پانی اور زمین ہٹانے کے بعد کوئی مال بنتا نہیں ہے۔

۱۔ اس مال کا ایک طرف خود اللہ ہے مال زمین سے بنتے ہیں مال پانی سے مال بنتے ہیں دونوں کی تخلیق میں انسان کا ابھی تک کوئی کردار نہیں پانی دریاؤں میں ہوتا ہے کھیتوں میں گھروں میں حکومتیں پہنچاتے ہیں روڈ حکومت بناتی ہے آپ کے مال کو فروخت کرنے ضروری مال آپ کے لئے حکومت لاتے ہیں آپ اور آپ کے مال کا تحفظ حکومت کرتی ہے حیوانات اور پرندوں کو بنانے میں انسان کا کوئی کردار نہیں حتیٰ مترقی ملک میں بھی یہ نہیں بنا سکے ہیں بارش اللہ برساتے ہیں زمین کو اللہ نے بچھایا ہے پانی اور زمین ہٹانے کے بعد کوئی مال بنتا نہیں ہے چنانچہ قرآن کریم میں ان آیات میں آیا ہے پانی کو اللہ نے برسایا ہے ان آیات میں آیا ہے زمین کو اللہ نے بچھایا ہے۔

۲۔ ان سے مال بنانے والا انسان ہے مواد اولیٰ کا مالک اللہ ہے ۔

۔۳۔ اجتماع ہے جس نے آپ کے لئے مال بنانے کی وسائل پیدا کی مشینریاں بنائی ہیں آپ کے مال میں وہ شریک ہیں لہٰذا قرآن میں آیا ہے یہ مال انسان کے پاس امانت ہے ﴿ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ ﴾ یہ تمھارے پاس امانت ہے تیسری آیت میں آیا ہے ﴿ فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم ﴾ مال کلی طور پر اجتماعی ہے لہذا سفی دیوانے بچوں کی مال کو تمھارا مال کہا ہے اسلام

میں کوئی مال نہیں جس میں اللہ اور اجتماع شریک نہ ہو۔

۴۔انسان کس چیز کا مالک ہوتا ہے کب مالک ہوتا ہے جس چیز میں انسان نے پسینہ نہ ڈالا ہے جو جہد صرف نہیں کی ہے اس میں وہ مالک نہیں ہے۔

۲۔دوسرا انسان ہے اس تگ ودو وحرث وزراعت صیادی سیاحت وتجارت صنعت سازی سے مال بنتے ہیں۔

۳۔اجتماعی مال ہے روڈ بنانا وسائل تیار کرنا تعلیم صحت ودیگر اجتماعی امور جو ایک تنہائی میں نہیں بنا سکتے ہیں وہ حکومت بناتے ہیں آپ کے مال میں وہ شریک ہیں لہٰذا قرآن میں آیا ہے یہ مال انسان کے پاس امانت ہے وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ یہ تمھارے پاس امانت ہے تیسری آیت میں آیا ہے ﴿فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم ﴾ مال کلی طور پر اجتماعی ہے لہذا سفیہ دیوانے بچوں کی ملکیت کو تمھارا مال کہا ہے اسلام میں اکائی مال نہیں جس میں اللہ شریک نہ ہو۔

کلمہ مال قرآن کریم میں ۱۳۸ بار مختلف صیغوں میں آیا ہے مال کے بارے میں جو تصور قرآن نے پیش کیا ہے وہ ابھی تک کسی نظام میں نہیں آیا ہے مال کے بارے میں صحیح تصور نہ ہونے کی وجہ سے دنیا فتنہ وفساد کے شعلوں میں جل رہے ہیں صاحبان مال ودولت کے دولت میں اضافہ اکثر وبیشتر تعداد میں مکاسب محرمۃ سے بھی ہوتا ہے نظام سرمایہ داری نے کبھی آزادی کسب کے کبھی مساوات کے نام سے دنیا کے تمام ذخائر ذرائع آمدن پر قبضہ کیا ہے انہی اموال سے مہلک اسلحہ بنا کر انہی قوموں کو فروخت کر کے انہیں کو مار کر آبادیوں کو ویران کیا ہے۔قرآن اور سنت محمد مال کسب کرنے ذخیرہ کرنے صرف کرنے کے بنیادی مسائل کو بیان کیا ہے اور اس پر عمل کرنے کی صورت میں برے نتائج سے آگاہ کیا ہے ذیل میں ہم مال سے متعلق قرآنی احکامات ہدایات تصورات کو پیش کریں گے۔

قرآن کریم کے چندین سوروں میں مال کی بہت مذمت آئی ہے مال انسان کی دنیا وآخرت دونوں کو برباد کرنے میں آیا ہے بطور مثال سورہ مسد جو کہ نبی کریم کے چچا کی دعوت اسلام کے مزاحمتی کردار کی

مذمت میں اتری ہے اس میں مال داری ہونے کو مرکزی نقطہ قرار دیا ہے۔
۲۔سورہ ہمزہ لمزہ جو لوگوں کے نقص وعیب کی نقل اتارنے والوں کی مذمت میں آئی ہے یہاں بھی اس کے مرکزی محور میں نقطہ مال کو گردانا ہے۔
۳۔سورہ نوح کی آیت ۲۱ سورہ لیل ۱۱، ۱۸ الہمزہ آیت ۳ سورہ حاقہ آیت ۲۸ سورہ واقعہ آیت ۲۴ سورہ مریم آیت ۲۷ سورہ صافات آیت ٦٦ سورہ واقعہ ۵۴ سورہ توبہ آیت ٦۲ ،۲۴، ۱۴ ، ٦۹ سورہ حدید ۲۰ سورہ نوح ۱۲ سورہ یونس ۹۹ سورہ بقرہ آیت ۱۸۸ سورہ نساء ۲ سورہ انفال ۲۵ سورہ توبہ آیت ۴۱ سورہ سباء ۳۷ سورہ منافقین آیت ۹ سورہ تغابن ۱۲ میں مال کی مذمت آئی ہے قرآن کریم میں کسی بھی جگہ مال کی مدح تعریف نہیں آئی ہے۔
لہذا مال کو کھولنے کی ضرورت ہے اس کی حقیقت اور واقعیت کیا ہے انسان کے مقابل میں مال کی کیا حیثیت ہے مال کی حیثیت رکھتی ہے اولاد کے برابر ہے کبھی اولاد سے مقدم ہے رگ حیات انسان ہے اس میں خلل پیغام موت ہے لھذا انسان کو درپیش مسائل میں سے ایک مسئلہ مال ہے یہاں مناسب ہوگا کہ انسان حصول مال کی راہ میں حائل مشکلات کا بھی تدارک کریں
۱۔منابع مالی مال کو کہاں اور کیسے جمع کیا اور کتنے جمع کیا اس کی کیا حدود وابعاد ہیں۔
۲ مصارف مال کہاں کہاں اور کب اور کتنے خرچ کرنی ہے
۳۔ شرکاء سے کیسے معاملہ کیا جائے۔
۴۔جوانب واطراف مال۔
(الف) تصور مال مال
(ب) تحقق حقیقت مال مال
(ج) دریافت مال
(د) انفاق مال

(ک) مستحقین مال

حصول مال تین طریقے سے ہوتا ہے

۱۔زمین ہے کچھ رقبہ زمین پر آپ کا قبضہ ہے اس سے لکڑی گھاس یا حیوانات بری و بحری فصل وغیرہ زحمت بلا زحمت زمین سے لیتے ہیں یہاں چیزیں حصول کرنا مسابقت پر ہوتا ہے حیازت پر ہوتا ہے۔

۲۔زراعت سے شجر کاری ہے۔

۳۔دوسرے کے پیدا کردہ چیز ہے جو تبدیل اجناس یا خرید کر حاصل کرتے ہیں یہ متبادلہ ہوتا ہے مال کا مال سے تبادلہ سورہ بقرہ آیت ۱۸۸۔ اس میں مال کو طریقہ حرام سے کھانے سے منع کیا ہے دوسرے کا مال اکل باطل ہے۔

۱۔ یہ کھلا باطل ہے جیسے غصب سرقہ حیلہ۔

۲۔ لوگ اس کو حرام نہیں سمجھتے تھے شریعت آنے کے بعد کہ یہ حرام ہو گیا ہے جیسے رباء لوگ کہتے تھے کہ یہ بھی مثل بیع ہے رشوت درخت پہ پھل آنے سے پہلے فروخت کرنا۔

۳۔ وہ ہے جو علماء نے اجتہاد کر کے بغیر زحمت حاصل کیا جیسے بدنام زمانہ خمس وغیرہ

دوسرا مرحلہ اس مال میں اسراف تبذیر نہ کرے تیسرا اصول قرض ہے جو شخص کسی کو قرضہ دیتا ہے گویا اس نے اللہ کو قرضہ دیا ہے یہ اللہ کی عنایت ہے وہ اس مال میں شریک ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے قرضہ دے دیں دنیا میں قرضے کا تصور ختم ہونے کی وجہ سے سودی نظام چڑھے ہیں اگر قرضے کا تصور بحال رہتے تو ملک کتنا ترقی کرتے۔

۵۔قرآن میں ایک سلسلہ آیات اکل بالباطل سے منع کیا ہے۔کسی کے مال پر جبری قبضہ مت کرو۔اس کو مقہور کر کے مال مت کھینچو سرقت مت کرو ہر قسم کی سرقت حرام ہے ان محرمات کی ارتکاب مرتکبین کو اگر دنیا میں سزا دی جاتی تو مال کتنا پھیلتا تاہم مسلمانوں کے مال غیر مسلمین کی نسبت بہت محفوظ نظر

آئیں گے۔

۳۔ بیت المال مسلمین اسلام میں اجتماعی اموال کے جمع اور صرف کے ذمہ دار حکومت اسلام کے مسئولین بالا ہے جو مال اجتماعی حکومت کے پاس جمع ہوتے ہیں جہاں جمع ہوتے ہیں اس کو بیت المال مسلمین کہتے ہیں ان میں جمع ہونے والی ما فرد شاخص مرکزی محور دائمی مال کا نام زکوٰۃ ہے زکاۃ کتاب فقہ الزکاۃ ص ۴۰ پر علامہ قرضاوی لسان العرب سے نقل کیا ہے ھل ا؛ زکات فی اللغۃ الصیر ۃ والنماء والبرکۃ والمدح قرآن والحدیث میں ان چار معنوں میں آیا ہے اصطلاح میں اس حصے کو مال کو کہتے ہیں جو شریعت میں مسلمان اپنی جمع کردہ حاصل کردہ مال سے نکالنے والی مقدار کو کہتے ہیں کبھی زکوۃ کے لئے صدقہ بھی آیا ہے سورہ توبہ آیت ۱۰۳، ۶۰ قرآن کریم میں یہ کلمہ تیس جگہ آیا ہے ۲۷ جگہ پر نماز سے مقرون آیا ہے سورہ مؤمنون میں ایک آیت کی فاصلے سے آیا ہے سورہ مؤمنون آیت ۴ بعض...... نے لکھا ہے ۸۲ جگہ کا ذکر کیا ہے یہ مبالغہ پر مبنی ہے انسان بحث محقق کتنا ہی اخوار تاریخ میں ابتداء میں طولی وعرضی میں متفصی کریں گے میسر عصر حاضر کو بھی شامل کریں گے لوگ دو گروہوں میں تقسیم پائیں گے گروہ میسرہ صاحبان مال ودولت یا معسرہ فقروفاقہ مشکلۃ ناداری والے ملیں گے ہر روز طبقہ موشرہ ترف وبطرہ طغیان، سرکشی بڑھتے نظر آئینگے اور طبقہ فقراء اور مساکین محرومین کی حالت گھر میں براحال نظر آئینگے یہاں اغنیاء انتہاء شقاوت قساوت سے فقراء کو اپنی مال ودولت بڑھانے کے لئے استعمال پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ خود فقراء کو ایک متاع فروخت جیسا اسواق میں فروخت کا سلسلہ بھی شروع کیا جو آج بھی دنیا میں سلسلہ جاری ہے زکوۃ مفروضۃ ادیان ہے نماز روزہ زکات کوئی الہی فریضہ نہیں جو دین اسلام کی نوادری ہو بلکہ حسب آیات قرآن گذشتہ ادیان میں بھی تھا جیسا کہ ان آیات میں آیا ہے سورہ انبیاء آیت ۷۳ سورہ مریم آیت ۵۴، ۵۵ سورہ مائدہ آیت ۱۲ سورہ مریم آیت ۳۹ بینہ آیت ۱۵ ابحاث زکوۃ

۱۔ زکوٰۃ کن لوگوں پر واجب ہوتا ہے

۲۔کن چیزوں پر واجب ہوتا ہے

۳۔اس کی مصارف کیا ہے

۴۔اس کا نظام جمع وصرف کے کیا اصول ہے جن چیزوں پر زکوۃ لاگو ہے کتاب تیسیر الفقہ ص۲۶۲

۱۔ذھب والفضہ

۲۔ابل،وبقر،غنائم

۳۔حنطہ،والشعیر ،سلت و،زبیب

۴۔مصارف زکوۃ

۱۔مؤلفہ القلوب

۲۔رقاب غلاموں کی آزادی

۳۔مقروضین

۴۔فی سبل اللہ

اس وقت مسلمانوں کے پاس نظام اجتماعی میں طبقہ معسرین محرومین معدومین کے لئے دوقسم کی نظام ہیں یک نظام ادیان سابقہ غیر اسلامی اور نظام وضعی بشری نظام انسانی ہے جو پوری دنیا میں چل رہی ہے دوسرا نظام اسلامی ہے نظام مالی اسلامی ہے ہمارے لئے دونوں خبر ہے ہمارے لئے وہ خبر قابل قبول ہوگی جو دیگراں کو بھی منوا سکے آپ بھی اس اس طرف آئیں وہ وحی،ائمہ،اصحاب کو نہیں مانتے ہیں،وہ کہتے ہیں ہمارے پاس ایک مریض ہے ہر وہ مدعی طب جو وہ آکے سمجھائیں ہم اس کا اسطرح سے علاج کیا ہے کامیاب ہوئے زمینی نظام بھی اسی طرح کے ہے لھذا ہر وہ خبر قابل قبول ہونگے واقع کے مطابق ہو اس لئے خبر کہتے ہیں مگر خبر کی دونسبت ہے ایک نسبت محمول وموضوع یہاں علماءادب کہتے ہیں یہ محمول اس موضوع پر درست ہے یا غلط قطعا نظر از حقیقت خارج دوسرا باہر مطابقت رکھتا ہے نہیں چنانچہ نبی کریم کو جاھلیت عرب صادق کہتے تھے کیونکہ ن کے اخبار حقیقت رکھتے تھے اس

وقت ہمارے پاس نظام اسلام کے تین مصادر ہیں

۱۔قرآن کریم

۲۔احادیث احادیث کا جوحشر دنیا نے دیکھا ہے وہ العیاذ باللہ بقول بعض علماء صلح اس کو کتاب دینی کہتے ہوئے سر نیچے ہوتا ہے اس کو کیسے دین سے نسبت دیا جائے احادیث تین چار سو سال بعد از صاحب رسالت لکھتے ہیں اس کا ایسا حشر ہونا خلاف قیاس نہیں ہے عین قرین قیاس ہے اس کو تشدد اور وحشت دھمکی سے رواج دیا ہے اس کے علاوہ احادیث بھی حجت ہونے کی کوئی دلیل سوائے وہ احادیث جو توضیح وتشریح کرتا ہو۔دوسرا مصدر فتاویٰ ہے اس کے فتاویٰ اور دین انسانی کی ساخت میں چنداں تمیز نہیں ہے لہذا ہمارے پاس تین مصادر نہیں اہمارے پاس ایک مصدر ہے وہ قرآن کریم باقی دو قرآن کو روکنے کے لئے بطور بطور سد...... بتایا تھا

۳۔فتاوی فقہاء جو ہمارے ہاں چل رہا ہے وہ فتاوی فقہاء

۲۔ہمارے فقراء مساکین محرومیں معدومین ہے

۳۔ہمارے پاس اموال ہیں

۴۔مقادیر معین از اموال جو فقراء مساکین کے لئے مخصوص ہے ان کو مل رہے ہیں یہ اموال دوسری طرف سے دوبارہ اغنیاء کے اکاؤنٹ میں جاتے ہیں اس وقت نظام مالی اسلام پر چار سو سے انحراف الخلط انقلاط کا شکار ہے مصادر نظریاتی مالی اسلام میں دو شکوک مخدوش مصادر شامل ہو گیا ہے وہ حدیث اور فتاوی ہے یہی دو حاوی ہے انہی دو کا راج ہے

جمع وصرف دونوں بے دینوں کے ہاتھوں میں ہے۔

دنیا میں جاری وساری جنگوں کا برگشت قوی اور ضعیف کو جاتی ہے قوی ضعیف کا معیار مال ہوتا ہے مال دار مالدار کو برداشت نہیں کرتا ہے اگر مالدار کسی ضعیف کو نوازتے ہیں اس کو اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے نوازتے ہیں اس میں کسی قسم کی للّہیت نہیں ہوتی ہے قوی اپنے نزدیک میں کسی قوی

دیکھنا برداشت نہیں کرتے ہیں لھذا اس کی کوشش ہوتی ہے دوسرے کے ارد گرد ضعیفوں کو ان سے کاٹ کر اپنی طرف لائیں لھذا ضعفاء آج تک کوئی امیر آپ کو نہیں ملیں گے جس نے اپنے خالص مال سے کسی ضعیف کو بغیر کسی قسم عزائم ونوایا سوء کے امیر دوسرا امیر برداشت نہیں کرتے وہ دوسرے امیروں کو غریب بنانے پر تلے ہوئے ہیں دوسری جنگ علم وجہل کی جنگ چلتی ہے علم جہل کو پسند نہیں کرتے اسی طرح جہل علم کو پسند نہیں کرتے اسی وجہ سے ہمیشہ تاریخ علماء اور دانشمندان محققین کے خلاف اٹھنے والے جاہلین ہی تھے اسی کو پتہ ہی نہیں علم ہوتا کیا ہے جہل کیا ہوتا ہے دونوں میں کیا فرق ہے لہذا اگر کوئی اس کو جاہل کہیں وہ ناراض ہو جاتا ہے۔

مال اور اسباب:۔

پہلے انسانوں کی تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔مال پیدا کرتے ہیں یعنی مال کمانا بھی ہے

۲۔مال کمانا ہے مال پیدا نہیں کرتے جیسے بچے۔

۳۔مال کمانا ہے لیکن وہ مال والوں کو تفظ دیتے ہیں جیسے انتظامہ اور دفاع۔

۴۔مال کہا ہے؟ اور کچھ کردار نہیں جیسے معذور افراد

۵۔مال کماتا ہے پیدا نہیں کرتے ۔۔وہ روزگار نہیں

۶۔مال احتیاط

۱۔ کل مال ایک کی ملکیت ہے اس میں کوئی شریک نہیں ہے۔

۲۔ اس مالک سے عارۃ مضارب یا قبضہ، معادن سے نکالتا ہے۔ ۳۔زراعت کرتا ہے۔

۴۔ شکار کرتا ہے۔ ۵۔حیوانوں کی پرورش کرتا ہے ۶۔پانی پہچانا۔

اسلامی مالی نظام:۔

اسلامی نظام مالی سرمایہ داری یا مارکسی، کمیونسٹ، اشتراکی جیسا نہیں جو کسی اصول مسلمات

حقیقت اور واقعیت خارجی کے تناظر میں نہیں بنایا تھا دونوں میں اپنے سے مافوق مالک کائنات کو نظر میں رکھے بغیر بنایا گیا ہے بلکہ اللہ نہ ہونے کے مفروضے کے تحت بنایا تھا۔

۲۔ملک میں طبیعات بھی نظام کا حصہ نہیں تھا ایک فرد مالک کل مافوق کل تصور کہا تھا، اجتماع کو یکسرہ ملغی نظر انداز تھا تو دوسرے میں افراد انسانی طبیعت اور اس کی عنصریت نظر انداز تھا۔

اسلام میں نظام مالی:۔

مال چند عناصر سے مرکب ہے اگر ان عناصر میں سے ایک فاقد رہا تو مال نہیں بنے گا۔

۱۔مادہ مال۔ لکڑی جنگل میں پڑی ہے کب جنگل میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے زمین پر پڑی ہوتی ہے اس کو جب تک قابل کی شئ نہیں بنائیں گے کوئی قیمت نہیں۔پانی جب تک دریا سے بہہ رہا ہے اس کی کوئی قیمت نہیں۔

۲۔عامل کوئی جنگل جا کر لکڑی کاٹ کر لائیں گے کوئی شخص زمین سے سنگلاخ نکالیں گے کوئی مشکیزہ دریا سے پانی لائینگے تو وہ قیمتی بن جاتا ہے۔

۳۔جس کسی نے رقم دیگران مواد کو خریدہ اس کو مالک کہا جاتا ہے

۴۔مستعمل مال استعمال کرنے والا جتنا استعمال کرنے والا زیادہ ہونگے اشیاء کی قیمت میں اضافہ ہوگا یہ عناصر ۱۔مال ۲۔نیازمندان مال

۱۔ہر انسان ایک مقدار مال خرچ کرتا ہے نیاز مال میں سب شریک ہیں لیکن حصول مال میں سب ایک جیسے نہیں ہیں۔

۲۔ایک انسان کے پاس نہ بنانے کا مال ہے نہ خریدنے کا مال ہے وہ معذور ہے وہ مال بنانے کی استطاعت نہیں رکھتا یا کسی کام کی وجہ سے وقت نہیں۔یہ گروہ چند گروہوں میں تقسیم ہے۔

۱۔شہر کی انتظامیہ دن رات آپ کی خدمت میں رہے وہ مال نہیں بنا سکتے ہیں۔

۲۔آپ کی بیوی اور اولاد۔ ۳۔آپ کے والدین۔

۴۔شہر میں معذورافراد۔ ۵۔ملک کی سرحدوں کے محافظین۔

حکومت اسلامی میں نظام مالی:۔

اسلامی حکومت مال سے متعلق دوقسم کی نیازمندی رکھتی ہے۔

ا۔حکومتی ضروریات احتیاجات احتیاملات ہے وہ چونکہ دائماً غیر اسلامی حکومتوں کے حملے کی زد میں رہتا ہے نیز جنگی ضروریات بھی اس کی اولین ضروریات میں شمار ہوتی ہیں۔

۲۔ ہر شہری کھانے پینے رہائش تعلم حفاظت کی ذمہ داری ہر حکومت پر عائد ہوتی ہے چنانچہ مصارف زکوۃ وخراج میں آیا ہے۔لہٰذا احکامات مالی مقدر معین ہیں تعین امکان پذیر نہیں ہے۔

عبادت اسلام میں مراسم جامد نہیں ہے یا مراسم مردہ جس مین روح نہ ہوایسا نہیں ہے بلکہ یہ ایک مدرسہ صنعتی مثل واقدار ہے۔

نظام معادی اقتصادی میں مقارنہ۔

انسان ہائے مدعی اشرفیت از حیوانات مدعی آزادوخودمختار مدعی عقلانیت انسانہا مدعی عصرانیت مدعی علم وعلمانیت تمدنیت عصرانیت کو چاہے اس عنصر میں جہاں کل اقالیم دیتا ایک گاؤں بن گئے ہیں مشرق والے مغرب شمال والے جنوب سے جنوب شمال سے انجان ناواقف نہیں ٹی وی کا بٹن بدلیں سیکنڈ بھر میں آگاہی حاصل کرسکتا ہے سابق زمانے وقت لگتے تھے اب ایسا نہیں نظام اقتصادی نظام رگ حیات ہے سب تسلیم کرتے ہیں اس وقت دنیا میں چار قسم کی نظام انسانی کی اذہان کو مصروفیت مشغول کیے ہوئے ہے جس میں اسلامی نظام اقتصاد کچھ عرصے پہلے کاغذی چلتا تھا بعد میں اس کے داعیوں نے اس سے اسلام کو حذف کر کے خیالی اقبالی رفاہی فلاحی کہنے لگے دوسری نظام مارکسی نظام جس کے گرویدہ ومنتظر ندیم وحقانی وغیرہ تھے وہ مایوس کروا کر وطن کو اپنایا ہے ان کی نظر میں بہترین نظام وہ نظام ہے جو طاقت قدرت سے جتنا ظلم بربریت پھیلانے کی قدرت رکھتا ہو وہی لائق وسزاوار

نفاذ ہے جو بھی ہو انسان کو آزاد و کود مختار ہونے کا دعوی کرنے والے کو چاہیے اپنی منتخب کا امتیاز خوبی کو مثل صابن شیمپو یا خوشبو ہاتھ میں اٹھا کے دیکھیں ہماری نظام کی خوبی یہ ہے لیکن حق و انصاف یہ ہے ہر چیز کی ایک سند ہوتی ہے مصدر و ماخذ ہوتا ہے نظام کمیونٹی یا سوشلزم کی پہچان بقول اقبال وندیم پیامبر بے جبریل ہونے کے علاوہ پیامبر بغیر اللہ بھی ہے یہ ان کی شناخت ہے لیکن اسلامی نظام کی شناخت کیا ہے؟ یہ کس سے لیا ہے؟ اس کی برگشت کہاں ہوتی ہے؟ بعض شاید یہ کہیں کہ اسلام محمدؐ کا لایا ہوا نظام ہے لیکن ان سے کہہ سکتا ہے شاید ہوگا لیکن اس وقت وہ دین یہود و نصاری جیسا منسوخ نظام مانند ہے اب تو کوئی ان کا نام لینے والا نہیں ہے۔ اب تو مذہب صحابہ سے چلتی ہے کہتے ہیں نبی کریم نے دین کو ان عظیم صحابوں سے لیا ہے اگر یہ ذوات نہ ہوتے اسلام کا نام ونشان نہیں ہونا ہے ہمارے اوپر ان کا احسان ہے تمام صحابہ ہماری آنکوں کا تارا دل کا چین ہے لیکن مذہب تو ابو ہریرہ سے لیا ہے کل دین آپ ہی سے منسوب ہے تو اس وقت مذہب اقتصادی ابو ہریرہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اسلام تو محمد نے لائے ہمیں جو مذہب ملا ہے وہ ابو ہریرہ کی ان پر انگلی اٹھانا ہماری مقدسات پر انگلی اٹھانے کی برابر ہے ابو ہریرہ نہیں تو مذہب بھی نہیں ابو ہریرہ نے یہ مذہب کس سے لیا ہے وہ اپنی جگہ الگ بات ہے اس پر بات نہیں ہوسکتی ہے ہم نے تو ابو ہریرہ ہی سے لیا ہے۔

۲۔ دوسرا کیا اسلام محمد تو ۶۱ ہجری تک کھینچی ہے اس کے بعد نہیں ملی ہے امام حسین نہیں ہوتا اس کا نام ونشان نہیں ہوتا۔

۳۔ مذہب اہلبیت ہے مذہب اہلبیت مذہب صحابہ سے زیادہ پیچیدہ ہے کہتے ہیں مذہب جعفر صادق نے پھیلائی ہے جبکہ خود جعفر صادق نے فرمایا ہے ہماری حیثیت مثل محمد کی ہے اصل مذہب ان چھ ہستیون کا ہے لولا ھذا السنۃ لا ندرست آیا راہ نبوی ان چھ کے مذہب ہے۔

۴۔ بعض کا کہنا ہے اسلام محمد ایک صدی کے بعد ختم ہوگیا معاشرہ میں اسلام قیل وقال میں تھا انہوں نے دیکھا اسلام کے کچھ نہیں رہا تو میں خود فتوی دوں گا میرے میں کونسی نقص پایا میری رائے

پرعمل کریں۔

لہذا خورشید ندیم صاحب انہی تاریخ صفحات درشت کے تحت انہوں نے کہا ہے کونسا نظام۔

علامہ جواد مغنیہ نے اپنی کتاب فلسفہ ولایت فلسفہ شبوعیہ وفلسفہ را السھالیہ ص ۹۷ ب پرلکھا ہے اسلام میں نظام کے نام سے کچھ بھی نہیں ہے اسلام اس کو فقہ اسلامی کہتے ہیں لیکن حامیان طرفداران فقہ اسلامی سے سوال ہے فقہ اسلامی کس کی اختراع ہے اور کس مناسبت سے یہ کلمہ استعمال ہوا فقہ تو لغت میں فہم وادراک کے لیے استعمال ہوتا ہے نظام کی جگہ نظام کے معنی میں نہیں ہوتا ہے۔

یہ عنوان ایک حوالے سے میری جہل ونادانی اپنی ذات سے ماورا سے غافل اندھا کہہ سکتے ہیں یا نعوذ باللہ غرور تکبر نخونت دوسروں کی خدمات کو نادیدہ لینا بھی کہہ سکتے ہیں جہاں تک غرور کی بات ہے اعاذ نا اللہ من شر ذلک، اللہ نے مجھے اس شر سے محفوظ رکھا ہے، ہم اپنے شاگردوں سے خود کو بالاتر نہیں سمجھتا ہوں چہ جائیکہ امت اسلامیہ اس میدان کے عملاق ونوابغ سے تکبر غرور کروں۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اگر ہے تو ان بزرگان عمائدین وعملاقین ونوابغ مکتوبات موروثات سے حاصل ہے۔

ان میں جو بڑا نقص کہہ سکتے ہین قارئین اپنے غصے کو مہار کر کے پڑھیں جن نکات کی طرف میں اشارہ کرر ہا ہوں یہ حق صرف کسی سند علمی والوں تک مخصوص نہیں بلکہ ہر ذی احساس شعور رکھنے والے کا حق ہے یہ ضروری نہیں کہ انسان وہی بات کرے جو بڑوں نے کہی ہے یا وہی بات کریں جو سب نے کہی ہے یا وہ بات نہ کرین جو کسی نے نہیں کہی ہے، کسی غریب فقیر جاہل کے منہ سے کوئی اشکال اعتراض کی بات نکلے تو قیام ساعۃ نہیں ہوگی اسی کی شروط اپنی جگہ محفوظ ہیں۔

ان ذوات نے اقتصاد اسلامی کی مصادر میں قرآن کے علاوہ سنت رسول لکھا ہے، سنت رسول

قرآن کے بعد نہیں بلکہ اول مصادر مانتے ہوئے قرآن کا نہ ہونے کے برابر ہے۔

۱۔ بہر حال سنت رسول نظام اقتصادی مصدر نہیں کیونکہ شریعت میں رسول منفذ شریعت ہے شریک اللہ نہیں تھے۔

۲۔ دوسری مصادر فقہاء کے فتاوی ہیں وہ کس مصدر سے ماخوذ ہے ان کے فتاوی مصادر کے اقرار سے واضح ہے وہ مصادر شریعت ہیں۔

۳۔ نظام عدالت اجتماعی مارکسی ہے، اجتماع سے مراد مساوات لیتے ہیں، اسلام میں مساوات نہیں ہیں۔

۴۔ انہوں نے نظام کے مصدر میں نظریہ استخلاف جو بیان کیے ہیں وہ دور۔۔۔حوارین یورپ کرتے ہیں۔

نظام وضعی۔

اس نظام کو کہتے ہیں جسے اہداف وغایات کے متضاربہ متناقصہ متخامۃ متبارعۃ والے جمع ہوکر اپنی مجبوریوں کو سامنے رکھ کر نزاع وتشاجر تکام کی حالت سے نجات کی خاطر ایک فارمولے پر اتفاق کرتے ہیں۔

نظام وضعی اس نظام کو کہتے ہیں آراء ونظریات متجاربہ متبانیہ والے بحالت مجبوری اتفاق سے منظور کرتے ہیں نظام وضعی وہ نظام جیسے سطح علمی میں مشترکین ایک دوسرے سے پہلے تفاوت متفاوت درجات ومراتب پر ہوتا ہے ایسے نظام کسی بھی بچے گی سب ے یا ملک وملت مفادنہین ہوتا ہے کسی نہ کسی طرح کسی سے ظلم ونا انصافی ضرور ہوگا نقص وعیب بھری نظام بنانے سے قاصر رہیں گے۔

نظام اسلامی کی خصوصیات۔

۱۔کل نظام واقعیت کارجی کے عین مطابقت ہوگی کیونکہ یہ نظام اس کا ہے جس نے اس واقعیت خارجی کو بنانا ہے اس نظام اسلامی واقعیت فطرت سے مطابق السفل بالسفلمطابقت کلی رکھتا

ہے نظام زواج سے لے کر اجتماعی اقتصادی کسی بھی غیر مانوی سوچ والی نظام نہیں یہ نظام صرف کفرین مطلق مناطق آزادی حیوان خواہوں کے لیے پیمانہ بنے ہوئے۔

۲۔ ربانی ہے یہاں نظام ان سے بلاشرکت غیر منصوص الٰہی یہاں ہے۔

۳۔ انسانی ہے کوئی فرد صنف رنگ وذات اس سے مستثنیٰ نہیں۔

۴۔ وسطائی نہیں ہے۔

نظام شوریٰ:۔

۱۳۹۴ھ کو جامعہ لبنان کے استاذ العلوم السلامیہ ظافیر القاسمی نے ایک کتاب نظام فی الشریعۃ والتاریخ اسلامی کے عنوان سے لکھی ہے اس کے ص ۶۳ پر عنوان شوریٰ میں لکھا ہے ''**یقوم نظام الحکم فی الاسلام علی النحو اندی اراده الله و رسول علی ستة مبادی هی الحریة العدالة و المساواة و الشوریٰ والمعارضه و النقد الذانی**'' اگر عصر معاصر میں شوریٰ یکے از امورات بدیل ناپذیر میں شمار ہوتی ہے جس میں کسی قسم کے جدال ونقاش نہیں ہوسکتی ہے جبکہ یہ اپنے کلمہ کے مادہ کے معنی اور صیغہ سے نظام رائج شورائی کا دور سے بھی واسطہ نہیں رہا ہے شوریٰ کا معنی رائے پردازی ہے، رائے دینا ہے فریق پر ٹھونسنا نہیں ہے۔ یہاں تک اسمبلی میں کرسی میز توڑا جاتا ہے گالم گلوچ دیا جاتا ہے مسودہ پھاڑا جاتا ہے، اجلاس چھوڑ کے جاتے ہیں شوریٰ سے کوئی ملک چلتا ہو کوئی آیت بتاتی ہے نہ عقل سلیم۔ اس کے ثمرات بھی ہمیشہ تلخ وناگوار ہی رہا ہے ایران میں انقلاب اسلامی کی ابتداء مجلس شوری سے منتخب سربراہان مہدی بازرگان، بنی جز رمتعلب زادہ وغیرہ کہاں سے تعلق رکھتے تھے۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کس فرقے سے تعلق رکھتے تھے؟ اس ملک کا وزیر اعظم جتنے بھی ابھی تک انتخاب ہوئے ہیں اسلام کو آنکھ مچولی دیکھنے والے نکلے ہیں۔

جناب علامہ ظافیر قاسمی اپنے وقت کے بڑے پائے کے عالم ہونگے لیکن بدقسمتی سے امت اسلامیہ دور راشدین کے بعد کوئی عالم دین اسلامی نصیب نہیں ہوا ہے سب کے سب فرقوں کے علماء

نکلے ہیں ان کے فتاویٰ آراءنظریات قول اللہ اورقول رسول سے مافوق ہوتے ہیں کیونکہ جہاں تک قول اللہ کے بارے میں آیت ہے ''لا اکراہ فی الدین'' قول رسول کے بارے میں آیا ہے ''امنت تکر الناس حتیٰ یکونون من ''اللہ اور رسول دونوں جبر نہیں کر سکتے ہیں، جبکہ ہزار سال سے امت اسلامیہ ابوحنیفہ، محمد بن ادریس، مالک بن انس، احمد بن حنبل، ابن تیمیہ، امام صادق ، کلینی ،طوسی ،صدوق، امام خمینی ،سیستانی ٹھونسے ہوئے ہیں ان کے اقوال میں شک وریب کی گنجائش نہیں کیونکہ امام زمانہ کی توثیق ہے۔ بخاری کی احادیث دو رکعت نفل پڑھ کر لکھے ہیں، ان کی احادیث قرآن پر مقدم ہیں وہ دلیل دینے کے ذمہ دار نہیں ہیں وہ دھمکی سے ثابت کر سکتے ہیں۔ تمام فرقوں نے متفقہ فتویٰ دیا ہے آپ کسی کو کافر قرار نہیں دیا جاتا ہے جبکہ قرآن میں تارک حج وزکوۃ وصلاۃ کا کافر قرار دیا ہے، ابوبکر نے مانع زکوۃ سے جنگ لڑی ہے۔ تمام فرقوں کے دلوں کے ناسور ابوبکر، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان اور علی ابن ابی طالب ہیں، جن کو ہر قسم کی تہمت وافتراء لگائیں کافر نہیں کہیں جو۔۔۔ امت کلی طور پر درست نہیں اگر کوئی کریں شور شرابہ کریں۔

یہ جو اصول ظافیر قاسم نے دیا ہے شاید ماسکو، واشنگٹن یا لندن سے لیا ہوگا۔

دنیا کے بیشتر ملکوں، شرق وغرب والے نظام شوریٰ کو نہیں جانتے تھے۔ یہ جو شوریٰ آج کل کی دنیا کے متمدن ملکوں میں جو پسندیدہ حکمرانی پہچانا جاتا ہے ایک طویل جدوجہد حاکم اور محکوموں فلاسفہ علماء کی کوششوں سے بنا ہے جبکہ اسلام میں اچانک آیا ہے۔

لبنان جیسے بعید العہد علوم فنون کے جامعات کے فارغ اور انہی جامعات میں استاذ بننے والی شخصیت کم علم کم ادراک قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، نہ ان کو بدنیت بھی قرار دیا جاسکتا ہے نہ ان کی ان علوم میں نبوغت اپنے دور میں شہرت غیر عادی کی بنیاد پر ان کے نظریات وآراء کو حکم حروف مقطعات یا وہ روایات جو کہ آیت قرآن سے دور کا بھی رشتہ نہیں رکھتی ہیں وحی کے نام سے نہیں ٹھونسا جاسکتا ہے۔ اپنے دور کے مانے ہوئے عالم دین قرار دے من وعن حتیٰ ولو اصول مسلمہ عقلی اور قرآنی کیوں نہ ہو

تسلیم کیا جاسکتا ہے، دین جس میں ہر قسم کے شرک کو رد کیا ہو یہاں تک شرکت انبیاء کو رد کیا ہے چنانچہ مائدہ ۷۲ و دیگر آیات میں آیا ہے یکسرہ چشم پوش کر سکتے ہیں۔شوری سے اگر کوئی دعویٰ کریں قومی ریاست قائم ہوتی ہے تو ہمیں اس میں اعتراض شاید نہ ہو لیکن دین اللہ میں ۔۔۔۔ادوار انبیاء سے لیکر تمام ادوار کے مسلمانوں میں ۔۔۔۔ چلی ہے ۔یہ کچھ ایسا لگتا ہے کوئی بدشکل انسان کو یوسف نما کہیں، کوئی انپڑھ انسان کسی استاذ جامعہ جاہل نادان کو نابغہ دہر کہیں، لیکن حق وانصاف یہ نہیں جاہل انسان سے حق سوال اعتراض حق نقد بھی چھینا جائے ،لیکن میں پہلے قارئین کرام کو حقائق پر لگے ایک غلط کی طرف توجہ دلاتا ہوں اگر یہ غلط ساری دنیا سے ہٹ سکے عالم اسلام سے نہیں ہٹ سکتے ہیں۔

شوری:۔

علماء اعلام نے دنیا میں رائج نظامہائے حکومت میں سے ایک نظام کا نام شوری قرار دیتے ہوئے اسلامی حکومت کو حکومت شورائی گردانتے وقت اس کے دلائل میں آیات قرآن اور سنت نبی کریم سے استناد کیا ہے۔سنت نبیؐ سے استناد کا طریقہ اس حد تک بے بوس لا ابالی ولا پرواہی پر مبنی اس جیسا دنیا میں کوئی اور چیز نہیں ہوگی کیونکہ سنت رسول جو اس وقت امت مسلمہ کو چودہ سو سال کے بعد ملے ہیں ہزاروں افراد کے توسط سے ملے ہیں، ابھی تک کوئی تاریخ اسلامی کا واقعہ یا عقیدے سے متعلق یا تفسیر قرآن کریم سے متعلق کوئی سنت جس کے بارے میں لکھا ہو یہ فلاں طریقہ سے واصل ہوا ہے اس کے تین راوی ہیں نہیں ملیں گے روایت نقل کرتے وقت ارسال مرسلات نقل کرتے ہیں جس طرح بعض چوتھی پانچویں صدی کے راوی رسول اللہ یا ابا بکر وعمر وعلی سے نقل کرتے ہیں۔کیا اسلام کے روح وجان سے متعلق روایت مسلمانوں کو صحیح وسالم ملا ہوگا یہ بات بیداری کی نہیں خواب اضغاث میں ہوگا۔آیات اپنی جگہ دو نوع کی ہیں ایک وہ آیات جو نبی کریم سے خطاب میں آئی ہیں پہلی آیت ''**وشاورهم في الامر** ..**العمران ۱۵۹**'' اور دوسری سورہ شوری آیت ۳۸ ''**وامرهم شوری بينهم**'' ہے۔دوسری نوع آیات میں نمل کی آیت ۳۲'' **افتوني في امري**.

،شعراء۳۴’’قال للملاء حوله‘‘،عمل فرعون،بقرہ۲۳۳’’مثل ذلک فان اراد فصالا عن تراض‘‘ہیں۔یکے از تعجب خیز استناد نساء آیت’’اولی الامر‘‘ہے۔کتاب عنایۃ القرآن بحقوق الانسان ج۱ص۱۹۳میں آیت حسر۲،نساء۸۳سے استناد۔شعراوی ج۴ص۳۵۶پر آیا ہے۔

یہ آیت عام لوگوں نہیں ہے بلکہ مخصوص ایمان لانے والوں سے دین محمد کو تسلیم کرنے والوں سے خطاب ہے یہاں حکم اطیعوا اللہ واطیعو یہاں دوحیثیت ہے جو ہمیشہ عدالت میں فیصلہ کرتے وقت کرتے ہیں جو کہ یہ تنازع قانون کے اس حق میں آتا ہے،ہم اس شق کے تحت فیصلہ مدعی یا مدعی علیہ کے حق میں دینا ہے یہاں حکم اصل میں اللہ ہی کو حاصل ہے لیکن اللہ کے حکم کو بیان کرنے والا رسول اللہ ہے لہٰذا یہ بتانے کیلئے حکم اللہ کا رسول سنانے والا ہے۔یہ دونوں حکم ماننا پڑیں گے کیونکہ تم نے تسلیم کیا ہے ہم ایمان لائے ہیں،ایمان لانے کے بعد اللہ کے حکم کو رد نہیں کر سکتے ہیں لیکن یہ حکم کسی اور نے نہیں محمدؐ نے پہنچایا ہے۔اولی الامر منکم وہ صاحب امر جو خود تم میں سے ہی ہو تم سے اجنبی نہ ہو اگر اولی الامر خود قوم سے نہ ہو تو قرآن کریم میں اس کو طاغوت کہا ہے اور طاغوت سے گریز دوری کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ قرآن کریم کی ان آیات میں آیا ہے بقرہ۲۵۶۔۲۵۷،نساء۵۱،مائدہ۶۰، نحل۳۶،زمر۱۷،ذاریات۵۳،طور۳۲،طاغوت،جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول سے استناد نہ ہو اس کا حکم رعیت کے مفاد میں نہیں ہوتا ہے خود اس کے مفاد میں ہوتا ہے۔اس بارے میں کسی اور جگہ وضاحت کریں گے یہاں اولی الامر کے بارے میں ہی بحث ہوگی۔علماء تفسیر اور اصول فقہ اور حدیث والوں نے متعدد اقوال نقل کئے ہیں یہاں ہم معاشرے میں ناگزیر اولی الامر کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔اولی الامر یعنی حاکم ملک

۲۔اولی الامر علماء

۳۔اولی الامر۔۔۔اولی والدین۔

پاکستان ترقی نہیں کر پایا ہے یہاں کسی چیز کی کمی ہے کس چیز کی خرابی ہے کیا یہاں کی زمین زرخیز نہیں ہے کیا یہاں پانی کی کمی ہے کیا یہاں پڑھے لکھے لوگوں کی کمی ہے جواب ایک ہی ہے یہاں کے سیاستدان خیانتکار رہیں یہاں کے پڑھے لکھے اغیار پرست ہیں یہاں کے پڑھے لکھے ملک سے کراہت نفرت کرتے ہیں پڑھائی کے بعد یہاں سے بھاگنے کی تیاریوں میں رہتے ہیں یہاں کے سیاستدان یہاں کی دولت باہر منتقل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

مولوی کی ایمانداری جاننے کے لئے کس قسم کے سوالات کرنے چاہیے۔

۱۔ان سے پوچھیں امام خمینی کے بارے میں کیا نظریات ہیں

۲۔انقلاب اسلامی کے بارے میں کیا نظریات ہیں

۳۔حزب اللہ کے بارے میں کیا نظریات ہیں

۴۔عزاداری کے بارے میں کیا نظریات ہیں

۵۔رہبر معظم کے بارے میں کیا نظریات ہیں

۶۔قائد کے بارے میں کیا نظریات ہیں اگر ان سوالات کے جواب درست دیا تو سمجھ لیں کل الایمان پکا شیعہ ہے۔

ملکی سیاست کے چند اصول:۔

۱۔ فی زمانہ جس کی ضرورت ہوا سے اس الاساس بنائیں۔

۲۔ ایک اصول مجری حدیدی بنائیں جو کسی بھی وقت نا قابل تغیر و ترمیم ہو۔

۳۔ بنیادا اصول ہو لیکن ترمیم کی ضرورت کا سب اعتراف کریں۔

مندرجہ بالا اصول ثلاثہ کی روشنی میں بھٹو کو قائد عوام بلا منازع کہنا وہ بھی اس کی سیاست نا کامی سے دوچار ہونے کے بعد کہنے کی کوئی منطق نہیں بنتی تھی۔خاص کر یہ ملک اہل اسلام کا ملک ہے جبکہ بھٹو کھل کر اسلام مخالف تھے یہ بات وہ سوچ سمجھ کر کہتے تھے۔جبکہ ضیاء الحق کو مجرم اعلان مظاہر

اسلام کہتے تھے۔ ہر ایک کو آمرڈ یکٹیر کہنا پی پی کی اندرونی حقد غلاضت ہو سکتی ہے وہ انصاف مروت پر مبنی نہیں ہے، اگر آمرڈ یکٹیٹر کی شناخت واقعی کرنے والے ہیں تو یہ ٹھپہ کیوں پرویز مشرف پر نہیں لگائیں۔

جناب دانشوران ودانشمندان حالات نگاراں وتجزیہ پردازان:۔

ہم ادیب نہیں جن ادباء کو صادق ومصدق اکاذیب مبالغہ آرائی سے پاک بھی نہیں سمجھتے ہیں کیونکہ ادب کا نسب شعر سے ملتا ہے، شعر کا نسب جاہلیت سے ملتا ہے۔ادب اسلام میں شعر مذموم منفور قرار پانے کے بعد ادب استعارے میں لیا ہے لہٰذا اس کا سلسلہ اور تاریخ روشن نہیں داغ دار ہی داغدار رہے۔ ہم عالم نہیں کیونکہ اس علم میں ہم فیل ہو گئے تھے ہم مجتہد بھی نہیں کیونکہ اجتہاد کا معنی صادق وکاذب دونوں جنتی ہیں انکا فلسفہ فسطائیت سے ملتا ہے۔نہج البلاغہ خطبہ ۱۸ میں علی سے منسوب خطبے میں اس کی سختی سے مذمت آئی ہے گویا یہ بھی اسلام توڑ معائر میں سے دو دھاری تلوار جیسی ہے، بقول صاحب حقول اس کا ابداع واختتام دونوں وبال ومصیبت ہے حقیر کی ناقص رائے میں اختتام ہے۔ ہم سیاسی بھی نہیں کیونکہ انکا نسب میکاولی سے ملتا ہے، ہم انقلابی بھی نہیں اسلام توڑ ہتھیار رہے ان کا نسب خوارج سے ملتا ہے۔ سیاستدان اور انکے حمایت یافتہ دانشوران کے حامی بھی نہیں ہم عام سادہ انسان عمر رسیدہ منتظر بہ قابض الارواح ہیں ہم نے عالم سر وخفی کے حضور میں جانا ہے وہاں انسانوں کے ہاتھوں ان کے انجام کا فیصلہ نامہ ہوگا۔ان میں دو قسم کے فیصلہ نامے ہوتے ہیں یہ تمہارے دنیا کے اعمال انھیں خود پڑو اپنا حساب خود کرو بعض پڑھ کر کہتے کاش یہ خط نہ ملتا دوسرے نے کہا آجاؤ میرا خط پڑھو۔ان شاءاللہ مجھے قرآن دیگا تم وہاں اس کا پرچار کرتے تھے۔

سربراہ مملکت کے اختیارات کا تعین:۔

کالم نگار تجزیہ نگاران کالم نگاری نہ کریں بلکہ حقیقت نگاری کریں تا کہ رائے عامہ رعایا اور ”بعد الموت یوم الصحیة عند حکم الحاکمین“ مالک ملوک کے عدالت میں عذاب

''**الم لا مذمنه**'' سے بچ جائیں جہاں انسان کے اعضاء وجوارح بیان کریں گے۔

آپ حضرات سے سوال ہے ان کے اختیارات غیر محدود کا ماخذ کیا یہاں چند مفروضات پایا جانا اپنی ہر نہ ہونے والی خواہشات نفسانی ہے تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جھنم ہوگی'' **الحجم هی المدی**''۔

۳۔ اسمبلی نے انھیں یہ لامحدود اختیارات دیے ہیں۔کل شیء یرجع اسمبلی کو یہ حق کس نے دیا ہے، جہاں ترازو ہی غلط ہو وہاں عدالت کیسے صحیح ہوگی؟ لیکن کس نے انھیں یہ اختیارات دیے ہیں۔اگر نہیں عوام شر چشمہ طاقت وقدرت گذاف گوئی عوام کی اکثریت اسمبلی والوں کو انتخاب سے باہر تھے۔

۴۔ اقوام متحدہ نے دیا ہے۔آیا اقوام متحدہ عالم عدالت کے قانون ساز ہے یا ظلم وجنایت کے اختیار فروش ہیں۔

یہ اختیارات اللہ سبحانہ نے دی ہے۔یہ سب سے بدتر مفروضہ ہے کیونکہ اتنے اختیارات اللہ نے اپنے نبی کو بھی نہیں دیے ہیں۔

۵۔ اگر اسمبلی نے دیے ہیں تو اسمبلی سے ہٹ کر قوانین کیوں تصویب کرتے ہیں۔

ہم اور حکومت۔۔۔

ہم اور حکومت اسلامی اس کو قرآن میں اضغاث واحلام کہتے ہیں۔علم جدید میں چوتھی فیل علوم حوزہ میں میں بہترین افضل ترین علم نحو وصرف واصول فقہ، منطق، فلسفہ معانی بیان میں ۔۔۔۔۔والے معاشرے مانع ہو،۔۔۔۔ذلیل وفقیر غلطی سے عباء قبا پہننے پر علماء کو غصہ انسان اعلیٰ و ارفع نہیں بنا سکتے ہیں اس خوف زدہ، صرف وجور فراڈ جبر وتشدد اہل استبداد والے ڈرتے ہیں، ہم نے جب عزاداری میں چند کھلے جھوٹ، کہانی افسانہ شان امام حسین سے نامناسب نوحہ ومرثیہ کو روکنے کیلئے کہا ہے کہ وہ عزاداری ہی کو روکنے کے درپے ہیں چنانچہ میرا ایک دوست جس کے گھر میں میں چند دن قیام کیا ہے اس وقت وہ لوگ حقائق کے متلاشی تھے جناب ناصر خان صاحب پنڈی نے

ہمارے ایک دوست سے کہا وہ تو کربلا ہی کے منکر ہیں۔

ہمارے ہم زلف شیخ حسین کچورا اور ان کے بیٹے، شیخ علی حسن جواہری انہی اکاذیب وافتراء اہلبیت کو غلط کہنے پر میرے خلاف ہوگئے تھے یعنی ان کی اولاد میرے سرسخت مخالف ہوگئے تھے۔جس شخص کو قصہ فاطمہ صغریٰ، قصہ سکینہ بنت الحسین کو غلط کہنے پر ضامن علی نے میری کتابوں پر پابندی لگائی، انہی مایسمی مخالف مذہب کی بنیاد پر قادیانیوں اور آغاخانیوں نے میرے گھر میں مورچہ بنایا، جس طرح رینجر دہشت گرد کو دیکھتے ہی۔۔۔۔۔۔۔میرے عزیز اولاد، داماد روح اللہ، آغا عابد اس طرح سے کنٹرول کرتے تھے۔

ثقافت قرآنی اپنائیں:۔

ازدواجی مراسم تمام کے تمام مخالف اسلام ہیں یہ مراسم بنی عباس کے دور میں ان پر حاوی مزد کی مانوی راوندی خراسانی مجوسی فاسد مذاہب نے سلاطین عباس ٹھونسی ہے عیاشوں کے توسط غرباء فقراء پر ٹھونسا ہے جس طرح عیدیں اس بعد اعیاد ٹھونسا ہے جس طرح ہمارے حکمران مغرب کے کہنے پر ہم مسلمانوں پر بہت سے مراسم لاگو کیا ہے۔عورتوں کی مہروں کو نقدی یا سونا رکھیں اور دیت کے برابر رکھیں اور معاف کرانے کا طریقہ کار کا اخلاقی مذمت کریں گر طلاق دیا تو پورا مہر لے کر نکلیں اگر زوجیت باقی رہی تو الحمداللہ اس کی ضرورت نہیں فائدہ بھی نہیں۔

انتخاب زوجہ شوہر میں خاندان کا فیصلہ کو برقرار رکھیں ورنہ منحوس بے دین انسانوں کے ہاتھوں اسیر وذلیل ہوں گے اگر عزیز عقارب دوست واحباب اس کی قضاوت کریں عورتیں اسلامی احکام کا پاس رکھیں وہی ان کی عزت ضمانت ہیں۔

میلاد سالگرہ برسی چہلم وغیرہ بے معنی بے فائدہ دین کو گونگا خرافات کرنے والی چیزوں سے اسلام عزیز کو داغ گلونہ بنائیں۔

ترقی۔۔۔دین کے دائرے میں لذت اور ہے دین کے دائرے سے گمراہ یا۔۔۔پسندی

ہے۔

میں صرف ثقافت اسلامی کا خواہاں ہوں :۔

اس وقت مسلمانوں کے اندرون خانہ رضا کاران لشکر الحادیہ نے مورچہ سنبھالا ہوا ہے کہ وہ گھر میں کسی قسم کی دینی سرگرمی کرنے نہیں دیتی ہے چہ جائیکہ گلی کوچہ محلّہ عوامی ملک میں اسلام کی بالا دستی کی بات کریں ایسی حالت یعنی ہر وہ مسلمان ظاہر و باطن دونوں میں کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اس کو چاہیئے کہ اپنی رہن سہن بود و باش کو مصطلحات قرآنی کے مطابق اپنانے کی حتیٰ الامکان سعی و کوشش کرے، جس میں انہیں کسی قسم کی زحمت مشقت لینا دینا نہیں ہے بطور مثال :۔

۱۔اعداد و شمار حساب لین دین کی اعداد ہندسہ اردو میں لکھنے کی پابندی کریں۔

۲۔تاریخ دن کا نام مہینے سنہ عربی ہجری میں لکھیں۔

۳۔روزمرہ کے مستعمل کلمات میں قرآنی کلمات زیادہ استعمال کریں۔

۴۔اپنے عزیز و اقارب والدین اولاد زوجہ شوہر کے ساتھ تعلقات روابط دیانتداری کی بنیاد قائم کریں۔

۵۔حرام خوری ولوا پنے ماں باپ سے یا اولاد بھائی سے عزیز و اقارب سے کیوں نہ ہو سوائے کھانے پینے کے علاوہ آنہ دوانہ چھونے سے بھی پرہیز کریں۔

۶۔اپنی لباس کھانے پینے میں اسراف تبذیر سے گریز کریں یہ مبغوض اللہ ہونے کے علاوہ اس دنیا میں نتائج فاسدہ رکھتے ہیں۔ااج کی دنیا میں تازہ تعارف ہونے وال قوانین لاک ڈاؤن اسی اسراف تبزیر کا نتیجہ ہے جو اس ملک میں اسراف و تبزیر کو رواج دیا تھا۔

۷۔تنظیموں سے دوری گریزی میں کرونا جیسا کریں کیونکہ یہ چیز ثابت ہے یہ اختراعات مذاہب فاسدہ ہے۔

۸۔ازدواجی مراسم تمام کے تمام مخالف اسلام ہیں کہ بنی عباس کیا اختراع میں ان پر حاوی،

مزدکی، مانوی، مجوسی فاسد مذاہب نے رواج دیا ہے جس طرح ہماری حکمران مغرب کے کہنے پر ہم مسلمانوں پر لاگو کیا ہے۔

۹۔ عورتوں کی مہرین نقدی موجل دونوں رکھیں اور دیت کے برابر رکھیں اور معافی کا طریقہ اپنانے پر پابندی لگائیں اگر طلاق لیا تو پورا مہر یہ لے کے طلاق دیں اگر زوجیت باقی رہی تو الحمد للہ اس کی کوئی ضرورت نہیں فائدہ بھی نہیں۔

انتخاب زوجہ شوہر میں خاندان کے فیصلہ کو برقرار رکھیں اگر اختلاف ہوا تھے تو عزیز اقارب دوست احباب اس کی قضاوت کریں۔ عورتیں اسلامی احکام کا پاس رکھیں وہی ان کی عزت کی ضمانت ہے۔

میلاد، سالگرہ، برسی، چہلم وغیرہ بے معنی، بے فائدہ دین کو گونگا خرافات کرنے والی چیزوں سے اسلام عزیز کو داغدار نہ بنائیں۔

ترقی تمدن دین کے دائرے میں لذت اور ہے دین کے دائرے سے گمراہ یا نخل پندی ہے۔

۱۔ الحمد للہ ہمارے پاس زمین اپنی ہے اور کافی بھی ہے۔

۲۔ عوام بھی کافی ہین۔

۳۔ نظام قرآن ہے۔

۴۔ حاکم انتخاب کرنا ہے، حاکم کے انتخاب کی چند صورتیں بنتی ہین۔

۱۔ اللہ انتخاب کرے نبوت کا دور ختم ہو گیا ہے۔

۲۔ وراثتی میں دیا جائے یہ بھی اسلام نے دفنایا ہے۔

۳۔ عوام ہی انتخاب کریں۔ (عوام کے انتخاب کرنے کا کوئی اصول ابھی تک وضع نہیں ہوا ہے جو ہوا ہے دنیا میں اس پر اتفاق نہیں ہوا، نیز اس کا صحیح معنوں میں عمل بھی امکان پر نہیں ہوا جو

ہوا وہ عوامی نہیں ہو رہا ہے وہ اشرافیہ مل رہی ہے، کس کو انتخاب کرنا ہے، کس شرائط کا حامل ہونا چاہیے، نظام کس کو اپنانا ہے۔ نظام اسلام ہی ہوگا کیونکہ عوام مسلمان ہے، اسلامی نظام کو جو خوبیاں ہیں وہ بیان کرنا ہوگا۔

۱۔ اس نظام کو خالق انسان نے خود بھیجا ہے۔

۲۔ انسان مین کسی کو بھی امتیاز نہیں۔

۳۔ ہر قسم کی افراط وتفریط سے پاک ہے۔

حکمرانوں پر اعتبار نہیں کرسکتا:۔

حکمرانوں کی دو قسمیں بتاتے ہیں، سلاطین عدول اور سلاطین عضوض۔ سلاطین عضوض تو واضح ہے۔، حکمرانوں پر بھروسہ نہیں کرسکتا ہے چاہے ظالم جابر وعضوض ہو یا عادل دیندار ہو ہمیشہ ان کے شرورات خیانات سے چوکنا احتیاط برتنا ضروری ہے کیونکہ ان کے گمراہ ہونے میں چنداں دیر نہیں لگتی ہے بلکہ اکثر وہ تقیہ کرکے آتے ہیں دنیا میں تقیہ کرکے اقتدار پر قبضہ کرنے والوں کی فہرست لمبی ہے دین نصاریٰ دیوالہ اقطس مشرک نے نصاریٰ میں کیا تھا۔

۲۔ انسان دست خالی جب غیر محدود مال و دولت کا مالک ہوجاتا ہے تو وہ طاغی ہوتا ہے کہیں وہ خود بدل جاتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے انسان جونہی خود کو بے نیاز طاقت ور دیکھتا ہے گمراہ ہوجاتا ہے منحرف ہوتا ہے۔ بادشاہوں حکمرانوں کی چند کمزوریاں ہیں۔

۱۔ بقول عبدالملک مروان وہ بادشاہ بننے سے پہلے کبوتر مسجد کہا جاتا تھا، وہ مسجد سے نہیں نکلتے تھے اس کو جب حکومت ملی تو اس نے کہا ہماری کمزوری حب النساء، حب لا ولاد، ہے غرض وہ دین دار تھے جس دن اس کو اقتدار ملا اس نے قرآن سے کہا آج سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی ہوگی، پھر آپ سے نہیں ملیں گے، اس نے حجاج بن یوسف جیسے اشقی الناس کو عراق کا والی بنایا۔ جس نے کعبہ میں پناہ لینے والے عبداللہ بن زبیر کو قتل کیا۔ اس نے اپنے نامزد ولی عہد سعید بن عاص کو عہد و پیمان

شدید کے باوجود قتل کیا۔عبدالملک نے کہا اگر امیر المومنین مروان کہا ہوتے طلحہ بن عبیداللہ کی تمام اولاد قتل کرنا ہے تو میں پورے خاندان طلحہ کو ماردیتے۔معاویہ بن ابی سفیان نے امام حسن کوان کے تمام تحفظات شرائط پر من وعن عمل کرتے ہوئے عہدو پیمان دینے کے باوجود زہر دیا، حجر بن عدی کو قتل کیا،عبدالرحمٰن بن خالد کو قتل کیا آخر میں یزید کو ولی عہد بنایا۔جبکہ عثمان نے کہا میرے گھر پر مجھے مارنے آنے والوں کو ہم نہیں ماریں گے۔سفاح نے ابوخلال کو وزیر آل محمد کا لقب دیا تھا پھراس کو اپنے بھائی کے کہنے پر قتل کیا۔منصور نے اپنے چچا اور بھائی کو قتل کیا۔

کرونا مملکت پاکستان کو پہنچتے ہی عذاب درداور تھے عذاب انفرادی اختص نہیں اجتماعی تھے۔ پاکستان کے مسلمان ایک عرصہ سے سیکولر دیار غرب سے آئے تھے جاننے کی خبر ہی نہیں جبکہ یہ کورونا چین سے آئے تھے یہ بھی جاننے کی خبر ہیں کہ حکمران کہتے ہیں کرونا جائے گا نہیں جبکہ قبلہ طارق جمیل اوردانشور ندیم نے کہا یہ عذاب نہیں ہے چور لٹیرون سے نہیں چوروں سے بھی ڈرتے ہیں اس بلد مسلمین میں الحادی ں ظام چلانے والے سیکولر عذاب سے بہت ڈرتے ہین کہیں دنیا میں عذاب نہلگ جائیں لہذا مولانا نے ان کی تسکین کے لیے کہا عذاب نہیں۔ انفال ۲۵۔اس عذاب سے بچو جہان عذاب صرف عاصیوں کو نہیں ملتا بلکہ غیر عاصی بھی اس عذاب مین گرفتار ہوتے ہیں۔خود کو عالم کہنے والے ان سیکولروں کے لئے راستہ ہموار کرنے والے عذاب الٰہی سے بچے گے نہیں۔

صحافتی جنگ:۔

تاریخ اسلام میں بعداز فتح فارس ایک جنگ داخلی شروع ہوئی اس کی اسباب وعوامل کیا تھا یہ جنگ حصارعثمان سے لے کر تنازع امام حسن پر ختم ہوئے اس کے بعد جنگ صحافتی شروع کیے یعنی ایک فارمولا نقش بنایا اس ذرائع ابلاغ کو دیا اس مطلب کے حصول کے لیے تم لوگوں کو کچھ کرنا ہے وہ خود آپس میں مشورہ کریں اس میں ان چار افراد کو نشانہ بنایا ہے ابوبکر عمر بن خطاب عثمان بن عفان علی بن ابی طالب ان کی شخصیات کو تاریخ میں متنازعہ بنانا ہے ایک دوسرے کا دشمن متعارف کرانا ہے تا کہ

آئندہ غیر مسلمین مسلمانوں سے یہ کہیں تمہاری تاریخ کو مسخ کرنے والے یہ چار افراد ہے وہا اپس میں دست گریبان رسہ کشان تھے پہلے ان کا فیصلہ کروان میں سے کون حق پر تھے اور کون غلطی پر واضح کریں ۔

صحافت معاشرے میں کوئی نئی تبدیلی لانے کے لیے اذہان ہموار کرنے کی کاوش کو کہتے ہیں یہ ایک اسلوب خاص ہے جس کے ذریعے انسانوں کے اندر لبریز افکار نظریات احساسات نفسیات کو عام فہم سادہ فہم میں رواج کریں لیکن یہ کبھی ایک آدمی کرتا ہے کبھی ایک گروہ کرتا ہے کبھی حکومت کرتی ہے مثل افراد منحرف گمراہ ملک دشمن افراد اپنے خاص انداز میں دو وجوہ کلمات عبارات چھوڑتا ہے اگر اس کا ردفعل ہو جائیں تو اپنے لیے کہتے ہیں یا جلدی سے غلطی کا تسلیم کرتے ہیں کبھی بیرونی پشت پناہی میں کرتا ہے۔

کبھی خود حکومت کبھی جہاں حکومت کرتی ہے اس ردفعل کو فورا کسی اور کے ذریعے رد کرتے ہیں۔

انداز بھی چند اقسام کے ہوتے ہیں۔

۱۔ بعض معاشرے کیسے گرے ہوتے ناعاقبت اندیش پڑھے لکھے لوگوں کو اٹھاتے۔

۲۔ گروہ حکومت اونچے بعض لوگوں سے خضاب کرتے ہیں تا کہ کوئی نہ سمجھے۔

دین اللہ ایسے گھناؤنے حرکات استعمال نہیں کرتا اور عوام کو تقسیم نہیں کرتا عوا مکو تقسیم نہیں کرتا ہے

پاکستان اسلامی ریاست یا قومی ریاست :۔

یہاں پہلے مرحلے میں اسلامی اور قومی کا تجزیہ وتحلل کرنے کی کیا وجہ ہے۔

اما اسلامیت یعنی وہ جماعت جنہوں نے اپنا وابستگی اسلام سے کیا ہے اور انہیں اس پر فخر واعزاز ہے اس گروہ کو اپنا وابستگی اسلام سے ہونے پر کیوں افتخار ہے ان کا کہنا ہے یہ اسلام محمد نے پیش کیا ہے محمد

نے کیسے کہاں سے پیش کیا ہے کہا ہے وہ اللہ سے لیا ہے اس کا ثبوت کیا ہے کہتے ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کسی اور نے یہ دعوی نہیں کیا ہے کوئی اور لایا ہے ان کا کہنا ہے اللہ سنے لینے والی دین دین موسی دین عیسی بھی ہے لیکن ان کے پاس اللہ سے لیا ہوا نص کتاب نہیں ہے یہ کتاب جہاں دلیل نبوت محمد ہے کتاب دین شریعت بھی ہے اسلامیات والوں کے لائحہ عمل قرآن کریم نے جن وانس کو تحدی کیا ہے ابھی بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے فرماتے ہیں قوی میں اپنی سوچ و مقدار معلومات کے تحت کچھ معلومات پیش کروں گا اگر آپ کے پاس کوئی ہے خود پیش کریں عربوں سے شروع کرتے ہیں قصی بن کلاب نے فکر دشت و بیابان پہاڑوں میں رہنے والوں حرم سے نزدیک قیام کی دعوت دی ایک قوم کی تشکیل دی اپنے وفات کے موقع پر پانچ فرزندوں کو الگ الگ وظائف پر بٹھایا ان کے بعد عبداللہ اور عبدالمناف میں تنازعہ ان دونوں سے بارہ قومیں بنیں۔

۲۔ چاہ زمزم کھونے کے بعد عبدالمطلب اور دیگر قوموں میں تنازع ہوا۔

۳۔ جب حضرت محمد نے دعوی نبوت کیا تو گیارہ قوموں نے مخالفت کیا محمد کے پیچھے انکے چچا ابو طالب تھے ان کے ایک بھائی نے قریش کے ساتھ محمد کو محاصرہ میں رکھا آخر میں ان کو شرمندہ ہونا پڑا۔

۴۔ محمد کو مارنے پر اتفاق کیا شرمندہ ہو گیا پھر محمد کے خلاف لشکر کشی کی پھر چیدہ چیدہ قائدین سے محروم ہو کر واپس آیا۔

قومی ریاست:۔

قومی ریاست کے دو تصور ہو سکتے ہیں

۱۔ پوری مملکت اپنی ریاست کو چلانے کیلئے ایک قوم کو ٹھیکے پر یا آج کل کی اصطلاح میں لیز پر دیا جائے وہ قوم اپنے منشور کے تحت ہمارے ملک چلائیں ۔

۲۔ایک قوم اٹھیں اپنی قوم کے افراد کو اور دیگران کو دعوت دیں یہ اقتدار ہمارے خاندان کا ہے جس پر دیگران کا قبضہ ہے وہ ہمیں دلائیں۔تاریخ اسلام میں غیاب حضرت محمدؐ اور غیاب اقدار و نظریات و ہدایات محمدؐ کے ایک صدی گزرنے کے بعد قوم قریش سے ایک قوم اپنی قوم اور محمدؐ کے دشمن قوم کو دعوت دی یہ اقتدار ہمارا حق ہے ہمیں دلوائیں۔اس طرح ایک نئے اساس کی تاسیس کی گئی محمدؐ قریش نہیں تھے بنی ہاشم نہیں تھے،محمدؐ کو اس اقتدار قریش یا بنی ہاشم یا بنی عبدالمطلب سے نہیں پہنچے تھے نیز آپ مادی اقتدار کیلئے نہیں اٹھے تھے بلکہ آپ خود نہیں اٹھے تھے اللہ نے آپ کو اٹھایا تھا۔آپ کے پاس حشمت و دبدبہ،شان و شوکت و شکوت پر وٹو کولات والی حکومت نہیں،آپکو مدینہ کے آپس میں جنگ لڑنے والوں نے اس مقام پر پہنچایا تھا۔آپ پر نازل کتاب میں قوم کے تصور کو نفی کیا تھا آپ کے غیاب کے ایک صدی بعد آپ کے دین کے خلاف ایک نئی فاسد بنیاد ڈالی جو قوموں کو ہر آئے دن ٹکڑا ٹکڑا،ریزہ ریزہ کریں،ان کی شرافت و فضیلت کی جگہ قسادت،شقاوت،قساوت، جہالت،عداوت والے مسحور،مسکور،مدہوش،مفضول،سلانے والی شراب پلائیں گے ان کو دیار مجوس و یہودی،صلیبی،آتش پرست،دلوں میں اسلام کیلئے غلاظت رکھنے والوں نے اٹھایا،لشکر ابرہہ سے دیار اسلام پر حملہ کیا،رحم شفقت کا تصور اذہان سے مٹایا،قساوت شقاوت کو شرافت کے جاگزیں کیا۔

حاکم مسلمان ہونا چاہیئے۔

جیسا سورہ ابراہیم ۴ میں آیا ہے رسول کسی اور قوم سے ہوتا تو یہ جواز بنتا ہم ان کی باتیں نہیں سمجھتے یا ہم ان کو نہیں پہچانتے،ان پر بھروسہ نہیں۔لیکن اگر رسول خود انہی سے منتخب ہو پھر اس کو مسترد کریں تو یہ عناد،تکبر غرور میں ہوگا۔اس صورت میں موجب نفرین مستحق عقاب ہوگا،چنانچہ سورۃ نحل آیت ۱۱۳ میں آیا ہے اس قوم سے مبعوث کو نہیں مانا تو ہم نے ان پر عذاب نازل کیا۔اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انبیاء ہمیشہ انہی کی قوم سے مبعوث کیا جیسا کہ سورۃ العمران ۱۶۴ میں آیا مومنون ۳۲۔تنہا یہ نہیں کہ

قومی ریاست (۱۱۲) ۴ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

حضرت محمدؐ کوانہی کی قوم سے مبعوث کیا بلکہ ہر نبی کواپنی قوم سے مبعوث کیا۔

۱۔قوم عاد میں انہی کی قوم سے ہود کو بھیجا اعراف ۶۵، ہود ۵۰۔

۲۔قوم ثمود میں صالح کو بھیجا۔۷۳، نمل ۴۵۔

۳۔مدین میں شعیب کو بھیجا ہود ۸۴، عنکبوت ۳۶۔

۴۔رسول اللہ کے جانشین بھی انہی صفات میں انتخاب ہوگا جیسا کہ سورہ نساء ۵۹ میں آیا ہے۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

شیعہ اور سنی متضاد متضارت گروہ نہیں بلکہ دونوں ایک قیادت ایک پرچم تلے ایک ہی ہیں دونوں ایک ھدف وامنگ رکھتے ہیں، دونوں چند نکات میں اتفاق رکھتے ہیں۔

۱۔ قرآن کی جگہ حدیث جاگزیں کرنی ہے۔

۲۔ محمد کی جگہ کسی اور کو رکھنا ہے۔

۳۔ اسلام کا نام کم آنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔

۴۔ محمد کا ساتھ دینے والوں کو متنازعہ بنانا ہے۔

۵۔ ہر ایک اپنے لئے جداگانہ سپر استعمال کرنا ہے۔ایک اہل بیت کی سپر بنا کر علی فاطمہ حسنین کا نام لیکر جعلی اہل بیت کو تحفظ دینا۔عقائد سلیمہ والوں سے لینا، ھدایت ان سے لینی ہے۔دوسرا گروہ کی سپر اصحاب ہیں۔انکا مقصد باہر نام ابوبکر عمر عثمان کی نمائش کرنا ہے لیکن اندر سے عمرو بن عاص، ابو موسی اشعری، ابوھریرہ اور مولفۃ القلوب کو اٹھانا ہے۔

۶۔ قرآن اور محمد کی جگہ مجتہدین کو لینا ہے۔

قومی ریاست کے دو تصور بنتے ہیں۔

پوری قوم ملک کے نظم ونسق آغاز وانصرام میں حصہ دار ہو، فوائد وعوائد نقصانات وخواسر میں

شریک ہو، ریاست کا کل منشور اس قوم کی بھال ءترقی تمدن نیک نامی پر متوجہ ایک ریاست تاریخ میں نہ آئی اور نہ آئے گی۔

دوسرا اقتدار پر ایک ہی خاندان سے منتخب ہوں تعین انتخاب کے ذریعے ہو جائیں یہ بھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

تیسرا پوری قوم مملکت اٹھیں ایک قوم کو اقتدار تک پہنچایا اس کی مثال بنی عباس کی ہے پورے اہل فارس اٹھ کر بنی عباس کو اقتدار پر پہنچایا ہے سے مراد محمد عباس کے چار بیٹے ہیں یعنی ابرھیم، عبد اللہ، ابو منصور اور موسی بن محمد لیکن اقتدار منصور کی اولاد میں گیا ہر ایک جب اقتدار پر آتے تھے تو سب سے قریب افراد کو کو راستے سے ہٹا کر اجانب کو نزدیک لاتے مقدرات ان کے ہاتھ میں دیتے تھے تجارت تھا نجام انصرام میں اجانب اباعد کو ترجیح دی جاتی تھے۔ حکومت ابلیسی میں سیاہ وسفید بذل و سبط قبض دشمنی اسلام یادگار آتش پرستان کو رکھا گیا، پانچ سو سال میں اس خاندان سے ایک شخص محاسب قاضی وزیر معاون بھی نہیں یہاں تک ان کا انجام ان کے مخالف ان کے لئے بدخواں ان کے زوال کے متمنی کو متصرف اعلی کا منصب پر بٹھایا۔ اکثر و بیشتر اس خاندان سے جاھل نہیں نکلتے تھے یا شاعر نکلتے تھے۔

قومی ریاست کے داعیوں کو چاہیے وہ پہلے مرحلے میں اس ریاست کے انتظامیہ کے حق ریاست کی مصادر و ماخذ واضح کریں کیونکہ ایک خاص ٹولے کا پوری امت پر حق حاکمیت کس دلیل و منطق و ماخذ کے تحت قائم کر رہے ہیں کیونکہ جس کسی چیز کا جو بھی دواء کریں وہ اس استحقاق کی دلیل پیش کریں سند دیں ورجہ یہ دعویٰ جزاف گزاف گوئی میں شمار ہوگا، دھوکہ دھی تدلیس تلبیس تحذیر بلکہ چوری ڈاکہ اغواء ہوگا۔ اگر آپ کہیں ڈیموکریسی ہے تو آپ کو چاہیے ڈیموکریسی کو واضح کلمات میں ترجمہ کریں، ڈیموکریسی یونانی زبان ہے یہاں پاکستان ہے اگر آپ کہیں عوام نے حق دیا ہے تو

تاریخ میں اسکی کوئی مثال نہیں ملتی ہے، جتنے بھی اعداد وشمار دئے وہ نصف سے زیادہ کم نے دیے ہیں۔ ماہرین جمہوریت نے صراحت سے کہا ہے ایسا کوئی جمہوری اہل دنیا نے کبھی کسی بھی جگہ نہیں دیکھا ہے اور نہ دیکھنے کی امید کی جاسکتی ہے۔ اگر چشم طبعیی سے دیکھیں دنیا میں جاری جمہوریت سے چشم پوشی کرتے ہوئے اپنے ہی ملک کی جمہوریت کے بارے مین انصاف کا دل انصاف کریں، یہاں ووٹ دیا نہیں جاتا ہے بلکہ خریدا جاتا ہے وہ بھی اپنے اپنے پیسے سے نہیں بلکہ اس ملک سے چرائے گئے رقم سے دیا جاتا ہے چنانچہ ۱۴۴۱ھ کے منتخب پنجاب اسمبلی نے اپنے اجلاسوں مین نمائندگان کی تنخواہوں رعایتوں میں اضافہ انھوں نے اس منطق سے کیا کہ آگے انتخابات میں ان کے پاس اخراجات موجود ہوں۔ اگر آپکو ہماری عرائض مین شک وتردد ہے تو ہماری کتاب سیکولرزم دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن چوروں کو حق گوئی کہاں نصیب ہوتی ہے۔

ریاست کے مصدر وماخذ:۔

سیکولروں چوروں کو حق گوئی کی جرات کہاں یہ جرات وشہامت صرف اس جماعت کو حاصل ہے جن کا کہنا ہے ہمارے تمام حقوق کے مصادر اس کتاب میں بیان ہوئے ہین جو جن وانس کو دعوت مبارزہ ومقابلہ کرتی ہے۔ ان کے پاس دلیل نہیں ہوتی دو دلیلوں کے اوقیانوس میں غواص کرتے ہیں۔ ان کی دلیل کی صنعت چلتی ہے، ثقافت دلیل مین بھی بحران نہیں ہے کبھی دلیل کبھی برھان کبھی سلطان کہے ہیں اور کبھی بینۃ کہتے ہیں۔

انکا کہنا ہے حق ریاست حق حاکمیت صرف اللہ کو حاصل ہے، اللہ سبحانہ یہ حق صرف ان لوگوں کو عنایت کرتے ہیں جو زمین میں اسکی حاکمیت چلانا چاہتے ہیں انھیں دیتا ہے۔ اگر ان کو حکومت دین تو اقامہ نماز قائم کرتے ہیں۔

اگر سیکولر میں جرت ہوتی تو اخبارات میں ایک دو کالم میں آزادی دیں اسلام بمقابلہ سیکولرزم چلائیں۔

۱۔ کائنات مخلوق الہ ہے مملوک اللہ ہے، امر ونہی بھی اسکا ہوگا۔

۲۔ کائنات قائم ہے اس کے ارادہ ومشیت سے، زمین سورج چاند ستارے کوکس نے روک کررکھا ہے مایسمکن الا اللہ

۳۔ زمین سے نبات کون اگا تا ہے۔

۴۔ آسمان سے پانی کون برسا تا ہے۔

۵۔ سفید پانی سے انسان کون بنا تا ہے۔

۶۔ دن کے بعدرات کون دن بنا تا ہے۔

۷۔ رات جانے کے بعد دوبارہ رات کون لاتا ہے۔

۸۔ خلیہ سے انسان کا ڈھانچہ کون بنا تا ہے۔

۹۔ جسم کے اندر خلیے کون تقسیم کرتا ہے، دانت ہڈی کون بنا تاے۔

۱۰۔ بعض کالم نگار مسلمان ملک میں الحاد پھیلانے کی مزدوری کرتے ہیں۔

خاندان اہل بیت کے نام سے اقتدار قائم کیا بیک وقت اس خاندان کے طالبون، طیارون حسینیوں سب کو خارج کیا دوسرے مرحلے میں عباسیوں کو خارج کیا اب اقتدار ایک شخص کا ہوگا وہ منصور دوانتی ہوگا۔ شقاوت وقساوت تنہا مخالفین تک محدود نہیں تھی بلکہ اپنے خاندان تک بلا امتیاز چلا تا تھا، برادر کشی اس کے لئے معمولی تھی۔ تابع نجومی دین کو نہیں اٹھایا، اقتدار کو اپنی اولادوں کیلئے مستحکم کیا، جتنی اولاد ہوگی ان میں تقسیم کیا اپنے بھائیوں چچاؤں کی اولاد کو گداگاری بے روزگاری دی تاکہ مرجائیں۔ یہاں اقتدار قومی نہیں تھا پورے کا پورا اقتدار برامکہ کے پاس تھا۔ مشرق ومغرب صرف نام ہارون الرشید کا چلتا تھا تھے لیکن اقتدار برامکہ کا تھے۔ یہاں بلاد میں ضد اسلام افکار نشر ہوتے تھے،

یہاں برادر کشی کا سلسلہ جاری تھا۔اس خاندان کا عالم معتزلی ہوا جس نے آج تک دنیا میں اسلام کو کفر معتزلی پیش کیا ہے۔

قومی ریاست کے دو تصور ہیں ایک جہاں حکمران خاص خاندان سے وابستہ ہوتا ہے یہاں نامزدگی چلتی ہے یہاں کوئی آئین نہیں ہوا یہ بادشاہت کی صوابدید پر ہوتا ہے۔وہ بادشاہت کے گرد گھومتا ہے اور دوسری قومیں ان کے حاشیہ ہیں ان کے مزارعین ہیں۔جہاں آئین موجود ہیں قوموں کے مفادات مدنظر آئین بنایا جاتا ہے یہاں حکمران انتخاب ہوتا ہے۔

اقوام پاکستان:۔

خیبر پختونخوا:

۱۔ارباب ۲۔بلور ۳۔ترین ۴۔تنولی ۵۔جدون
۶۔خٹک ۷۔راجگان گکھڑ ۸۔شیر پاؤ ۹۔کنڈی ۱۰۔گنڈاپور
۱۱۔محمد زئی ۱۲۔میاں گل ۱۳۔ناصر ۱۴۔ہوتی ۱۵۔یوسف زئی

پنجاب:۔

۱۔الپیال ۲۔بابر پٹھان ۳۔پراچہ ۴۔ٹوانے ۵۔جنجوعے
۶۔چٹھے ۷۔چوہدری ۸۔چیمے ۹۔خلف زئی پٹھان
۱۰۔دریشک ۱۱۔دستی ۱۲۔دولتانے ۱۳۔ڈاہا ۱۴۔روکڑی
۱۵۔رئیس ۱۶۔سردار ۱۷۔سید ۱۸۔عباسی ۱۹۔قریشی
۲۰۔قصوری ۲۱۔کالاباغ کے نواب ۲۲۔کھٹڑ ۲۳۔کھر ۲۴۔کھرل
۲۵۔کھوسہ ۲۶۔گردیزی ۲۷۔گیلانی ۲۸۔لغاری ۲۹۔مخدوم زادے
۳۰۔مزاری ۳۱۔موکل ۳۲۔نکئی ۳۳۔نواب زادے ۳۴۔نون
۳۵۔وٹو ۳۶۔وریو

سندھ:۔

۱۔ارباب ۲۔انڑ ۳۔بجارانی ۴۔بھٹو ۵۔پٹھان

۶۔پیدان پاگارا ۷۔پیرزادہ ۸۔تالپور ۹۔تھرپارکر کے شاہ ۱۰۔جام

۱۱۔جاموٹ ۱۲۔جتوئی ۱۳۔جونیجو ۱۴۔چانڈیو ۱۵۔خیرپور کے شاہ

۱۶۔زرداری ۱۷۔سن کے سید ۱۸۔سومرو ۱۹۔سہون کے پیر

۲۰۔شیرازی ۲۱۔عباسی ۲۲۔قاضی ۲۳۔کھوڑو ۲۴۔گبول

۲۵۔لوند ۲۶۔مٹیاری کے شاہ ۲۷۔مخدوم ۲۸۔مری ۲۹۔ملک

۳۰۔نواب شاہ کے شاہ ۳۱۔وسان ۳۲۔ہارون

بلوچستان:۔

۱۔اچکزئی ۲۔بزنجو ۳۔بگٹی ۴۔جام

۵۔جمالی ۶۔جوگیزئی ۷۔خان (قلات) ۸۔ڈومبکی ۹۔رند

۱۰۔رئیسانی ۱۱۔زہری ۱۲۔کھوسہ ۱۳۔کھیتران ۱۴۔محمد حسنی

۱۵۔مری ۱۶۔مگسی ۱۷۔مینگل ۱۸۔نوشیروانی

عالم اسلام میں ایک عرصے سے خالص اسلام کا ترجمان مفقود نا پیدر ہا ہے خواہ عالمی سطح پر نابغہ اسلامی ہی کیوں نہ متعارف کیا ہو، کتنا ہی دردمند اسلام کیوں نہ پیش کیا ہو وہ اندر سے ایک فرقے کا ترجمان ہی رہے، لہٰذا وہ اپنے مدعی پر دلائل و براہین دینے سے بھی قاصر و عاجز رہے تھے۔اس صدی میں سب سے زیادہ عالم اسلام میں جو شہرت و مقام امیدیں وابستہ ہونے والوں میں امام خمینی تھے، وہ شیعہ مسلک کے ترجمان تھے۔سید قطب تھے وہ اہلسنت کے ترجمان تھے۔امام خمینی کا پیش کردہ نظام ولایت فقیہ کا مصدر و مآخذ روایات ضعیفہ مشہورہ خود شیعہ تھے جہاں ان کی ولایت فقیہ کی شعاع میں

ایک نظام ولایت کا بھی اعلان ہوتے رہے۔اسلام کا مصدر قرآن ہے محق حاکمیت خالص اللہ کا ہے چاہے انفرادی طریقہ سے ہو چاہے اجتماعی نام سے ہو یا وراثتی نام سے یا انتخاب سے اول سے آخر تک کی روح یہ ہے اسلام نافذ ہو جائے،اس دوران یا اس راہ میں جبر وتشدد،ضیاع جان و مال دھوکہ فریب سے پاک ہو،نظام اسلام نظام قرآن ہے،نظام فقیہ نظام وہابیت،نظام شوری،سب پیوندی نظام ہیں۔

سربراہان ممالک جہاں کہیں:۔

دوطرف جواب دینا ہوتا ہے وہاں وہ مشکلات میں پڑتے ہیں چنانچہ کرونا کی آمد کے موقع پر جب عالمی ادارہ صحت کی طرف سے ملک میں کرفیو نازل کرو کا حکم آیا دوسری طرف سے کاروبار ،صنعت و کارخانے والے دن میں ارب کمانے والوں نے کہا ہم بند نہیں کریں گے ، یہاں ان کا امتحان آزمائش تھا۔

ملک کے تینوں کھرب پتی الحادی پارٹیوں کو یہاں کے مسلمان اچھی نظر سے نہیں دیکھتے،اگر کسی دن بھی انتخاب ریفرنڈم کی صورت میں آیا تو ان کی چھٹی ہو جائے گی۔ان کو پتہ ہے عوام ہمیں پسند نہیں کرتے کیسے ان کو انتخاب کریں،کلمہ گو پھر کلمہ مخالف والوں کو انتخاب کریں گے لیکن یہ الگ بات ہے یہاں ووٹ شکل بناوٹی ہوتا ہے ووٹ بناوٹ بنانے والوں کا کہنا ہے مسلمان نہیں چاہیئے ،تم ہمارے بناوٹی ووٹ سے آئے ہو تو تمھیں چاہیئے مسلمانوں کو جتنا ذلیل کر سکتے ہیں کرو، ہندوؤں کو اوپر اور مسلمان کو۔۔۔۔ ہے ہندوؤں کا کوئی ووٹ نہیں لیکن ان کو خوش کرنے بناوٹی ووٹ بنانے والے خوش تھے۔

سندھ کو پاکستان کے یورب برطانیہ میں مقیم طالب علموں نے پاکستان نہیں بنایا۔

سندھ کو یہاں کے مسلمانوں نے برطانیہ کے کے مسلسل مسلمانوں کے دین و دیانت سے

کھیلنے خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد برطانیہ کی استعمارگری سے نجات دلانے الگ جماعت کے طور پر کلمہ لا الہ پر ایمان والوں کی ملک کے مطالبہ کے نتیجہ میں وجود میں آئی سندھ پر سیکولروں کا قبضہ یورپ کے انقلاب پر نورانیوں کے قبضہ جیسا ہے۔

وطنیت:۔

حقانی نے اپنے مجموعہ خطابات دین وسیاست میں پاکستانیوں کیلئے بننے والے آئین کے تعین کے بارے میں تین مفروضات میں سے ایک مفروضہ وطن کو قرار دیا ہے۔لوگون کو اسی مٹی کے نام جمع کریں کیونکہ اسلام سے کراہیت اور عناد کے بعد انھیں ایک جامع محور نقطہ التقاء چاہے تھا،جس طرح مغرب میں کلیسا کو بند کرنے کے بعد لوگوں کو جمع کرنے کیلئے ایک دین کی ضرورت پڑی تھی اس کا نام دین انسانیت رکھا تھا لیکن یہاں وہ نقطہ زمان نہیں ہوسکتا کیونکہ زبان مادری بھی چند زمان ہے کسی بھی جمع کریں رنگ پر بھی جمع نہیں کرسکتے۔ یہاں نہ سب سفید نہ سب سیاہ ہے کیونکہ یہاں بسنے والوں کو ایک خون پر جمع نہیں کرسکتے۔

زمین بھی ایک موجود جامد'' **لا یبصر و لا یسمع و لا یعقل** '' ہے۔اس کو پتہ نہیں اس کے اوپر خون کی نہریں چل رہی ہیں یا اسکے اوپر مسجد بنارہے ہیں یا مندر بنارہے ہیں یا مردہ دفنا کر قبرستان بنارہاہے،فساد پھیلا کر خون بہا کر دوسرے ملکوں میں فرار ہوجاتے ہیں،ترک وطن کو زمین نے نہیں روکا یہاں زمین کو از خیانت اہانت بنارہاہے رکھنے والوں کو کچھ نہیں بولا۔

مشکلہ اقتصادی:۔

مشکلہ اقتصادی میں آمدن اور خرچ میں توازن برقرار کرنے میں سیاست دان کامیاب رہتا ہے،ان کو آتا ہے ان کی مقررہ تنخواہ ان کیلئے عیاشی کرنے کے بعد بچتا نہیں لہذا آئندہ ان کیلئے الیکشن لڑنا مشکل ہوگا کیونکہ یہاں انتخاب سیاست میں سرمایہ ہی لڑیں گے ان کی اصطلاح کے مطابق مڈل

کلاس والوں کیلئے اسمبلی والوں کی موجودہ تنخواہ کم ہے لہٰذا تحریک انصاف نے آتے ہی اپنی اسمبلی والوں کی تنخواہ بڑھایا تھا، تنہا تنخواہ ہی نہیں ان کی چھینک کیلئے بھی تنخواہ ہونی چاہیئے یہ تو اسمبلی کے ممبران کیلئے اما سربراہ بنانے والے کیلئے تنخواہ الاؤنس سفت خرچ، باتھ روم خرچ، سونے کا خرچ ہونے کے علاوہ احتساب میں پھنسنے کی صورت میں ملک سے فرار جلاوطنی کیلئے بھی قبل از وقت بندوبست ہونا چاہیئے۔

جوایک نظام ہونا ضروری ہے لیکن جولوگ سرمایہ داری یا اشترا کی عینک سے آیات مالی قرآن تلاوت کرتے ہیں وہ اپنے مطلب کی آیت ملنے کے بعد فوراً حکم صادر کرتا ہے۔ اسلام کی گرائش میل سرمایہ داری کی طرف ہے یا اشترا کی کی طرف ہے۔

کیا ملک میں منتخب سربراہوں کیلئے مشاورین خصوصی بنانا درست ہے اگر یہ عمل اپنی جگہ درست قرار دیں تو اس صورت میں انہیں اس کو کسی عہدے پر رکھنا درست ہے؟

۲۔ آیا یہ عمل سربراہ مملکت کی خوبیوں میں گنا جائے گا یا معائب اور نقائص میں گنا جائے گا؟

۳۔ آیا مشاورین سے مشورت کے بعد اس پر عمل نہ کریں تو یہ اچھا عمل ہوگا یا برے عمل میں شمار ہوگا؟

۴۔ کابینہ کے بعد یہ تمام بلا قانون حکومت پر بوجھ ہوگا اور اپنے اندر کی صلاحیتوں کا فقدان اور کابینہ پر عدم اعتماد ہوگا۔

افکار و نظریات پر قائم نہ ہو بلکہ دغا ڈاکہ، جھوٹ دھوکہ تشدد پر قائم ہے۔ اسلامی نظام وسیع الجہات فلسفہ، نظریات، ایمان بآخرت، رضا الٰہی، شر۔۔۔ حیثیت مال کو ایک امانت اللہ سمجھتا ہے یہ نظام مصطلحات بے معنی جھوٹے دعویٰ تاریخ اسطوری پر قائم نہیں۔ وسیع الابعاد والجہات پر قائم ہے لہٰذا وہ

چند مصطلحات تک محدود نہیں بلکہ مصطلحات کثیرہ رکھتے ہیں ہر ایک گہرے فلسفہ پر قائم مصطلحات ہیں۔

گرچہ خریج جامعات غربی و داعیان مذاہب کو نام اسلام سے چڑ اور مولویوں سے بھی چڑ ہے چنانچہ حقانی نے ایرانیوں کی دعوت پر ایران جا کر دورہ کرنے کے بعد ان کے مختصر عرصہ پر اتنی اصلاحات سراہنے کے بعد نظام رہبری پر شدید تنقید کی کہ یہ نظام جمہوریت کے منافی ہے۔ پاکستان کیلئے نظام اسلام کو اس لئے روکنا ہے کہ اگر یہاں اسلام لائیں گے تو قرآن اور سنت کے علماء سے پوچھنا پڑے گا۔۔۔ میں بھی انہیں کو دنا پڑے گا۔ ایک مسلمان کا اس حد تک اسلام سے وابستہ افراد کو نفرت و کراہت سے دیکھنا لمحہ فکر یہ ہے جبکہ محمد علی جناح۔۔۔ کی خاطر ان کے کلمات کو جز۔۔۔ نظام کے داعی۔۔۔ ان اسلامی نظام کے داعیوں سے پوچھا جائے آپ کے پاس اسلام کا کونسا نظام ہے تو وہ خود کہتے ہیں نظام امامت یا خلافت۔ یہ کونسا نظام ہے اس کے مسودہ وسقوق کو کس نے منظوری دی تو کہتے ہیں پیغمبرؐ نے خلفاء کی تعریف کی یا کہتے ہیں یہ حق خود اللہ نے نہیں دیا ہے، یہ بات کہاں سے نکالی؟